besturdubooks.wordpress.com

عام فہم تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا
ایک سدا بہار مبارک سلسلہ

درسِ حدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی اور اسکو یاد کیا اور اسکو محفوظ رکھا اور پھر دوسروں کو پہنچادیا۔ (ترمذی)
نیز فرمایا سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم دین کی بات سیکھے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھادے۔ (ابن ماجہ)

زیرنگرانی
فقیہہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ
رئیس دارالافتاء جامعہ خیرالمدارس ملتان

اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

besturdubooks.wordpress.com

سلسلہ درس حدیث-8

عام فہم تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا
ایک سدا بہار مبارک سلسلہ

درسِ حدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی اور اسکو یاد کیا اور اسکو محفوظ رکھا اور پھر دوسروں کو پہنچادیا۔ (ترمذی)
نیز فرمایا سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم دین کی بات سیکھے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھادے۔ (ابن ماجہ)

تقریظ

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ

از افادات

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان 061-540513-519240
Email: Taleefat@mul.wol.net.pk/Website: www.taleefat-e-ashrafia.co

besturdubooks.wordpress.com

درسِ حدیث

تاریخ اشاعت.............. شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ
ناشر.............. ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت.............. سلامت اقبال پریس ملتان

انتباہ

اس کتاب کی کاپی رائٹ کے جملہ حقوق محفوظ ہیں
کسی بھی طریقہ سے اس کی اشاعت غیر قانونی ہے

قانونی مشیر

قیصر احمد خان
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ ملتان)

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔
الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔
پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں
تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ... چوک فوارہ... ملتان — مکتبہ رشیدیہ... راجہ بازار... راولپنڈی
ادارہ اسلامیات... انارکلی... لاہور — یونیورسٹی بک ایجنسی... خیبر بازار... پشاور
مکتبہ سید احمد شہید... اردو بازار... لاہور — ادارۃ الانور... نیوٹاؤن... کراچی نمبر 5
مکتبہ رحمانیہ... اردو بازار... لاہور — مکتبہ المنظور الاسلامیہ... جامعہ حسینیہ... علی پور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K — 119-121- HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTERE — BOLTON BLI 3NE. (U.K.)

besturdubooks.wordpress.com

تقریظ

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب مدظلہ

رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ونگران اعلیٰ مجلس تحقیقات اسلامیہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے پیش نظر اللہ پاک نے قرآن مجید کی حفاظت جس طرح اپنے ذمہ لی ہے اسی طرح الفاظ قرآن کی تشریح جو ذخیرہ آحادیث کی شکل میں موجود ہے اسکی حفاظت وصیانت بھی اللہ پاک نے اس امت کے ذریعے فرمائی۔ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ حفاظت حدیث کے سلسلہ میں اس امت کے محدثین حضرات نے عجیب کمالات دکھائے۔ اسماء الرجال کے علم ہی کو دیکھ لیجیے اس علم سے سابقہ امتیں محروم رہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات چونکہ تا قیامت محفوظ اور قابل عمل تھیں اس لئے ان فرامین کی حفاظت کیلئے محدثین نے اسماء الرجال اور اس کے علاوہ دوسرے علوم متعارف کرائے جنہوں نے احادیث مبارکہ کے گرد ایک قوی حصار کا کام کیا تاکہ کوئی دین دشمن حسب منشاء ان احادیث میں کوئی تغیر وتصرف نہ کر سکے۔

عصر حاضر میں مسلمانوں کی مغلوبیت میں جہاں دیگر عوامل کارفرما ہیں ان سب میں بنیادی چیز یہی ہے کہ ہم اپنی بنیاد یعنی اسلامی تعلیمات سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ اور اس بات کے جاننے کے باوجود کہ ہماری دینی ودنیاوی فلاح وترقی اسلامی تہذیب' اسلامی تعلیمات اور انہی اقدار میں ہے جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

besturdubooks.wordpress.com

اجمعین کو چلایا اور تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمان ان اسلامی تعلیمات پر مضبوطی سے عمل پیرا رہے اللہ پاک نے انہیں اخروی نجات کے علاوہ دنیا میں بھی شان و شوکت غلبہ و نصرت سے نوازا اور پوری دنیا کے غیر مسلم ان کے خادم اور زیردست کی حیثیت سے رہے۔

آج ہم سب مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں مسلمان غالب ہوں لیکن اس کے لئے جو بنیادی چیز ہے یعنی تعلیمات نبوت کی روشنی میں زندگی کے سفر کو طے کرنا۔ اسکی طرف ہماری توجہ کم ہوتی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ معاشرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات کو عام کیا جائے اور جس طرح تلاوت قرآن کو اپنے معمول میں شامل کیا جاتا ہے اسی طرح ہمارے بعض اکابر کے معمول میں تلاوت حدیث بھی شامل تھی۔

''ادارہ تالیفات اشرفیہ'' اس لحاظ سے بڑی مبارک کا مستحق ہے کہ عوام کو اس بنیادی ضرورت کو عام فہم انداز میں درس حدیث کی شکل میں پیش کرنے کا سہرا اُسی کے سر ہے۔ اس سے قبل ''درس قرآن'' بھی عوام الناس میں بے حد مقبول ہو چکا ہے۔

دل سے دُعا ہے کہ فرامین نبوی کا یہ سدا بہار گلدستہ عند اللہ مقبول ہو اور ہم سب تعلیمات نبوی کی روشنی میں اپنا قبلہ درست کر کے دنیا و آخرت کی سعادتوں سے اپنے دامن بھر لیں۔

فقط: عبدالستار عفی عنہ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ادارہ کی جدید مرتبہ ''درس حدیث'' کی سابقہ سات جلدیں ماشاء اللہ کافی مقبول ہوئیں۔ درس حدیث کا یہ مبارک سلسلہ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ کی زیر نگرانی شروع ہوا یقیناً یہ بھی حضرت کیلئے دیگر حسنات جاریہ میں سے ایک ہے اس لئے اس جلد پر بھی مقدمہ حضرت ہی کا لکھا ہوا دیا جارہا ہے۔

عرصہ دراز سے مزید جلدوں کا انتظار تھا۔ اللہ پاک ہمارے اکابر رحمہم اللہ کو اجر عظیم سے نوازیں جو بے حد محنتوں سے ہمارے لئے دین اور اس کے مآخذ کو سہل الوصول فرماگئے۔ اور دین کے ہر شعبہ سے متعلق معلومات فضائل واحکام کا عظیم ذخیرہ جو اپنی عربی زبان کی وجہ سے حلقہ خواص تک محدود تھا۔ ان حضرات اکابر نے دیگر خدمات جلیلہ کے ساتھ ساتھ یہ عظیم خدمت بھی سرانجام دی کہ ان دینی علوم کو اردو کے لباس سے آراستہ کر کے عوام الناس کی ایک بڑی ضرورت کو پورا فرماگئے۔

اللہ تعالیٰ ان کی قبور کو ٹھنڈا فرمائیں اور جنت کو ان کا ٹھکانہ بنائیں آمین

الحمدللہ شروع سے ادارہ کی کوشش رہی ہے کہ اپنے اکابر کی مستند و بے غبار تعلیمات کو مزید مزین وسہل کر کے پیش کیا جائے۔ اس جلد کے سلسلہ میں بھی اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا اور علماء کرام کی مشاورت سے عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمہ اللہ کی مقبول عام تصنیف ''خواتین کے شرعی احکام'' سے مرتب کی گئی ہے جو خاص طور پر خواتین کیلئے نافع ہے اور مرد حضرات بھی استفادہ کر کے اپنے گھر کو بابرکت اور خوشحال بنا سکتے ہیں۔ سابقہ جلدوں کی طرح سبق وار درس کی شکل میں مرتب کیا ہے۔

بلاشبہ گھروں، مساجد، اسکولوں ومکاتب میں ان سبق وار احادیث کو سننے سنانے کی پابندی کی جائے تو مختصر وقت میں دین کی اہم باتیں سیکھی جاسکتی ہیں۔ ان شاء اللہ اس مبارک سلسلہ احادیث کی مزید جلدیں حضرت مولانا ادریس میرٹھی رحمہ اللہ کے افادات سے منظر عام پر آرہی ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

نوٹ: بعض جگہ دعائیہ کلمات ذکر نہیں کئے جاسکے قارئین سابقہ درس والے دعائیہ کلمات کو دہرا کر یومیہ درس ختم کر سکتے ہیں۔

اللہ پاک ہم سب کو دین کی صحیح فہم نصیب فرمائیں اور اپنے فضل سے خدمت دین الی یوم الدین لیتے رہیں۔

والسلام محمد اسحٰق عفی عنہ شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ بمطابق اگست 2008ء

besturdubooks.wordpress.com

فہرست مضامین

ماں باپ کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا حکم	۱۱۳
اپنی اولاد پر خرچ کرنے کا ثواب	۱۴
حضرت عائشہؓ نے ایک کھجور صدقہ میں دے دی	۱۵
پڑوسیوں کے حقوق اور ان کے ساتھ حسن سلوک	۱۶
بیوی کے حقوق اور نان نفقہ کے احکام	۱۸
بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب ہے	۱۸
کمسن عورت کو اگر شوہر اپنے گھر میں رکھے تو اس کا نفقہ بھی واجب ہے	۱۸
جوان عورت کا نکاح کمسن لڑکے سے ہو تب بھی اس کے ذمہ بیوی کا نفقہ واجب ہے	۱۸
شوہر کی اجازت کے بغیر میکے چلے جانے سے شوہر کے ذمہ نفقہ واجب نہیں	۱۹
ذی وسعت مرد کے ذمہ ماما کا خرچ بھی واجب ہے	۱۹
تنگدست شوہر ماما رکھنے پر مجبور نہیں	۱۹
تنگدستی کی حالت میں عورت کو تفریق کا مطالبہ کرنا جائز نہیں	۱۹
روشن خیال حضرات کو حقیقی ہمدردی کی نشاندہی	۱۹

besturdubooks.wordpress.com

قہوہ حقہ اور موسمی پھل شوہر کے ذمہ واجب نہیں	۲۰
مردوں کے رشوت لینے کی زیادہ تر ذمہ دار عورتیں ہیں	۲۰
عورتیں چاہیں تو مرد کو متقی بنا سکتی ہیں	۲۰
شوہر کے ذمہ نیا جوڑا بنانا واجب نہیں	۲۱
خاوند کے مال کو ضائع کرنے کی قیامت کے روز باز پرس ہوگی	۲۱
عید بقرعید اور شادیوں پر مستقل جوڑا بنانا شوہر کیلئے ضروری نہیں	۲۱
شوہر کی اجازت کے بغیر دینی مصارف میں بھی چندہ دینا جائز نہیں	۲۱
عورتوں کو اخراجات کے لئے مال دینے کے بارے میں مردوں کو ایک مشورہ	۲۲
شوہر کے ذمہ عورت کا صدقہ فطر قربانی اور اسکے اپنے زیور کی زکوٰۃ واجب نہیں	۲۲
شوہر اور بیوی کی ملک جدا جدا ہے	۲۲
رضا کا مفہوم و مطلب	۲۲
شوہر پر اپنی بی بی کو رہنے کے لئے جداگانہ گھر یا کمرہ دینا واجب ہے	۲۲
عورت کو اپنے عزیزوں سے جدا رکھنے ہی میں سلامتی ہے	۲۳
بیوی پر اپنی ساس کی خدمت کرنا فرض نہیں ہے	۲۳
لڑکا ہو یا لڑکی بالغ ہوتے ہی اس کی شادی کردی جائے	۲۴
اچھا نام رکھنے کا حکم	۲۴
بچوں کو دینی زندگی پر ڈالنے کا حکم	۲۶
نکاحوں میں تاخیر کرنے کے اسباب	۲۷
موقع کا رشتہ نہ ملنے کا عذر بالکل صحیح نہیں	۲۸
لائق داماد کی ذہنی تراشیدہ صفات	۲۸
غلو ہر امر میں مذموم ہے	۲۸
نکاح کرتے وقت لڑکے میں تین امر کا دیکھنا ضروری ہے	۲۸

besturdubooks.wordpress.com

موقع کا رشتہ نہ ملنے کے عذر کے تین الزامی جوابات	۲۸
دیندار عورت سے نکاح کرو	۳۰
نیک عورت دنیا کی بہترین شئے ہے	۳۰
منکوحہ کے مال پر نظر رکھنا بڑی بے غیرتی ہے	۳۳
اپنے برابر والوں سے تعلق نکاح قائم کرنے سے ہر قسم کے مصالح محفوظ رہتے ہیں	۳۳
عورتوں کو انگریزی تعلیم دینے سے ان میں اخلاق ذمیمہ پیدا ہو جاتے ہیں	۳۵
نو تعلیم یافتہ عورت بجائے شوہر کی خدمت کرنے کے اس سے خدمت لینے کی طالب ہوگی	۳۵
اگر عورت میں سب ہنر ہوں اور حیا نہ ہو تو وہ صحیح معنوں میں عورت نہیں	۳۵
عورتوں میں دینی تعلیم کا ڈھونڈنا ضروری ہے	۳۶
دینی تعلیم سب تہذیبوں کی جڑ ہے	۳۶
آج کل کی تہذیب تو تعذیب ہے	۳۶
عورتوں کو علم دین گھر پر ہی پڑھانا چاہئے	۳۶
نو تعلیم یافتہ ہونے سے عورت کا بے علم ہونا اچھا ہے	۳۷
نکاح کیلئے اخبارات میں ناکح اور منکوح کی اشتہار بازی مذموم ہے	۳۷
عاقلہ بالغہ کا بلاضرورت ازخود نکاح کرنا مذموم ہے	۳۷
بزرگوں کے تجویز کردہ نکاح میں آثار برکت ہوتے ہیں	۳۸
نکاح کا مقصد اعظم زوجین میں باہم محبت ومودت اور توافق ہے	۳۸
محبت ومودت میں بڑا دخل دین کو ہے	۳۸
دین کیساتھ اگر مال وجمال بھی ہے تو نور علی نور ہے	۳۹
نکاح سے قبل داماد کے مسلمان ہونے کی تحقیق ضرور کرنی چاہئے	۳۹
تقویٰ کے بعد سب سے زیادہ بہتر چیز نیک عورت ہے	۴۰
نیک عورت کی صفات	۴۰

besturdubooks.wordpress.com

ایک سوال وجواب	۴۲
دیوث کیلئے وعید	۴۲
عورت کا ایک خاص وصف کہ ایمان پر شوہر کی مدد کرے	۴۳
بہترین عورت کے دوخاص اوصاف	۴۴
بچوں پر شفقت کرنا عورت کا ایمانی تقاضا ہے	۴۴
شوہر کی پہلی بیوی کی اولاد کو تکلیف دینا ظلم ہے	۴۵
جیٹھ، دیور اور نند کی اولاد کی پرورش	۴۵
شوہر کو کمانے کا اور بیوی کو خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے	۴۶
شوہر کی بات نہ ماننے پر فرشتوں کی لعنت	۴۸
شوہر کو ستانے والی کے لئے حوروں کی بددعا	۴۸
جس عورت سے اس کا شوہر راضی ہو وہ جنتی ہے	۵۰
شوہر کا کتنا بڑا حق ہے	۵۰
وہ نکاح سب سے زیادہ بابرکت ہے جس میں اخراجات کم سے کم ہوں	۵۰
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی	۵۱
خاتون جنت کی رخصتی	۵۱
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں اور بیٹیوں کا مہر	۵۲
لوگوں کی حالت زار	۵۲
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر میں نکاح اور ولیمہ	۵۲
ہمارے لئے اسوۂ حسنہ	۵۳
بیاہ شادی کے متعلق عورتوں کی جاہلانہ رسمیں	۵۳
گانے بجانے کا گناہ	۵۳
لڑکے یا لڑکی پر رقم لینا حرام ہے اور رشوت ہے	۵۳

besturdubooks.wordpress.com

بالغ لڑکی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا	۵۴
کنواری سے جب باپ نکاح کی اجازت لے تو اس کی خاموشی ہی اجازت ہوگی	۵۵
کنواری کا اجازت لینے کے وقت مسکرانا اور رونا بھی اجازت میں شمار ہے	۵۵
زبان سے صاف طور پر کس لڑکی سے اجازت لینا ضروری ہے؟	۵۵
شریعت کا اعتدال	۵۵
نابالغ کا نکاح	۵۶
کون کون سے رشتے حرام ہیں	۵۷
نسبتی قرابت کے رشتے	۵۹
دودھ کے رشتے	۵۹
جس محرم سے اطمینان نہ ہو اس کے ساتھ سفر اور خلوت درست نہیں	۶۰
نامحرم کے ساتھ سفر اور خلوت گناہ ہے	۶۰
حرمت مصاہرت	۶۰
حرمت مصاہرت سے متعلق چند کوتاہیاں	۶۱
بیوی کی ماں یا بیٹی پر شہوت سے ہاتھ پڑ جانے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے	۶۱
مذکورہ حرمت کا مدار سزا نہیں بلکہ اس فعل کا خاصہ ہے	۶۱
بہو پر براہ شرارت ہاتھ ڈالنے سے وہ اپنے بیٹے پر بھی حرام ہو جائے گی	۶۲
کسی مسئلہ میں محض نفس پرستی کیلئے کسی دوسرے امام کی تقلید دین سے مذاق ہے	۶۲
بلا قصد بھی حرمت مصاہرت ہو جاتی ہے	۶۲
بیوی سے مباشرت سے قبل سخت احتیاط کی ضرورت ہے	۶۲
۴۔ عدت والی عورت کے نکاح کا حکم	۶۳
نکاح میں کون سی عورتیں جمع نہیں ہوسکتیں	۶۳
مرد کیلئے مقررہ تعداد سے زائد نکاح درست نہیں	۶۳

besturdubooks.wordpress.com

دودھ کا رشتہ صرف دو سال کی عمر کے اندر دودھ پینے سے ثابت ہوتا ہے	۶۴
کسی مرد سے نکاح کرنے کے لئے اسکی پہلی بیوی کو طلاق نہ دلائیں	۶۴
کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف اکسانا گناہ ہے	۶۶
بلا مجبوری کے طلاق کا سوال اٹھانے والی پر جنت حرام ہے	۶۷
خلع کا مطالبہ کرنے والی عورتیں منافق ہیں	۶۷
نکاح زندگی بھر نباہنے کے لئے ہوتا ہے	۶۷
طلاق ناپسندیدہ چیز ہے	۶۸
بعض عورتیں ضد کر کے طلاق لیتی ہیں	۶۹
طلاق زبان سے نکلتے ہی واقع ہو جاتی ہے	۶۹
مذاق میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے	۶۹
رجعی طلاق	۶۹
عدت کے بعد رجعی طلاق بائن ہو جاتی ہے	۷۰
شریعت کی آسانی	۷۰
بیک وقت تین طلاق	۷۰
تین طلاقوں کے بارے میں چاروں اماموں کا مذہب	۷۱
تین طلاق کے بعد نکاح کی صورت	۷۱
خلع کا طریقہ اور اسکے مسائل	۷۳
طلاق بالمال	۷۶
دور حاضر کا غیر شرعی طریقہ کار	۷۶
عدت طلاق اور عدت وفات کے مسائل	۷۸
عدت کے ایام میں سوگ کرنا بھی واجب ہے	۸۱
زمانہ جاہلیت میں عدت	۸۳

besturdubooks.wordpress.com

ماں باپ کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا حکم

وَعَنْ اَسْمَاءَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ وَھِیَ مُشْرِکَۃٌ فِیْ عَھْدِ قُرَیْشٍ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمِّیْ قَدِمَتْ عَلَیَّ وَھِیَ رَاغِبَۃٌ اَفَاَصِلُھَا قَالَ نَعَمْ صِلِیْھَا. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میری والدہ اس زمانہ میں مدینہ منورہ آئیں جب کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ سے معاہدہ کر رکھا تھا اس وقت تک وہ مسلمان نہ ہوئیں تھیں بلکہ مشرک تھیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ آئی ہیں جو مجھ سے ملنے کی امیدوار ہیں کیا میں ان سے صلہ رحمی کا برتاؤ کروں (اور ان کو حسب توفیق کچھ دے دوں) آپ نے فرمایا ہاں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

تشریح: حضرت اسماء اور ان کے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو بہت پہلے مسلمان ہوگئے تھے، بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو بالغ مردوں میں سب سے پہلے مسلمان ہیں، لیکن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئی تھیں جس وقت کا یہ قصہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کفار مکہ کی ایذاؤں سے تنگ آکر اپنے اصل وطن اور باپ دادوں کے دیس یعنی مکہ معظمہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے جس کو ہجرت کہتے ہیں، کافروں نے وہاں بھی چین نہ لینے دیا اور لڑائیاں لڑتے رہے جس کے نتیجے میں جنگ بدر اور جنگ اُحد ہوئی۔ ان دونوں جنگوں کے قصے مشہور ہیں اور تاریخ اسلام میں ان کی بڑی اہمیت ہے۔

جب مسلمانوں نے کافروں کے مقابلے میں جوابی کارروائی کی تو کافروں کے دانت کھٹے کر دیئے اور ان کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ اگرچہ مسلمان اس زمانہ میں بہت ہی کم تھے اور کافروں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ مگر مسلمانوں کی ہمت بہت زیادہ اور ایمان مضبوط پکا تھا۔ اللہ کے لئے مرنے سے محبت کرتے تھے۔ اس لئے کافر لوگ ان کو نیچا نہ دکھا سکے اور خود مجبور ہو کر دس سال کے لئے خاص خاص شرطوں پر صلح کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ یہ صلح ۷ ہجری میں ہوئی۔

ان شرطوں میں یہ بھی طے ہوا تھا کہ فریقین میں سے کوئی فریق ایک دوسرے پر حملہ نہ کرے گا۔ چونکہ یہ صلح مقام حدیبیہ میں ہوئی اس لئے صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ صلح ہو جانے کے بعد فریقین کو امن مل جانے کے باعث آپس میں ملنا جلنا اور ایک دوسرے کے پاس آنا جانا شروع ہوا مذہب کے لحاظ سے گو دشمنی تھی مگر فریقین کے آپس میں خونی رشتے تھے جن کی وجہ سے طبعی طور پر ملاقاتوں کو جی چاہتا تھا۔ حال یہ تھا کہ بیٹا کافر ہے تو باپ مسلمان اور باپ کافر ہے تو بیٹا مسلمان، ماں کافر بیٹی مومن، ایک بھائی دین حق پر دوسرا دین شرک پر ایک بتوں کا پجاری دوسرا مالک حقیقی کا پرستار جو مسلمان تھے سارا دھن دولت مکہ میں چھوڑ کر قرابت داری کے

besturdubooks.wordpress.com

تقاضوں کو پس پشت ڈال کر مدینہ منورہ میں آکر بس گئے تھے کیونکہ ان کے دل میں اللہ بس گیا تھا۔

صلح حدیبیہ کے زمانے میں جب امن ہوا اور ملاقات کا موقعہ نکلا تو بعض لوگوں نے اپنے عزیزوں سے ملنے کا ارادہ کیا اسی زمانے میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ مکہ سے مدینہ آئیں حدیث میں فی عہد قریش کا یہی مطلب ہے یہ اب تک مسلمان نہ ہوئی تھیں اور چونکہ ضرورت مند تھیں اس لئے ان کی خواہش تھی کہ بیٹی سے کچھ ملے لیکن بیٹی اب صرف بیٹی نہ تھی بلکہ حق کی متوالی اور اسلام کی رکھوالی تھی۔

سوچا کہ ماں اگر چہ ماں ہے مگر ہے تو مشرک اس پر خرچ کرنا اللہ کی رضا کے خلاف تو نہیں۔ دل میں کھٹک ہوئی۔ بارگاہ رسالت میں حاضری دی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری والدہ آئی ہیں ان کی تمنا ہے کہ ان کی مالی امداد کروں۔ اس بارے میں جو کچھ ارشاد ہو عمل کروں۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی مدد کرو اور صلہ رحمی کا برتاؤ کرو۔

درحقیقت اسلام عدل و انصاف کا مذہب ہے کفر کی وجہ سے جو مذہبی دشمنی ہو اس کے ہوتے ہوئے ماں باپ کی خدمت اور مالی امداد کا بھی سبق دیتا ہے ماں باپ کے کہنے سے کفر و شرک اختیار کرنا یا کوئی دوسرا بڑا گناہ کرنے کا تو اختیار نہیں ہے مگر ان کی خدمت کرنا اور ضرورت مند ہوں تو ان پر خرچ کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ ماں باپ کافر ہوں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ.

اگر وہ دونوں (ماں باپ) تجھے مجبور کریں اس بات پر کہ تو میرے ساتھ ان چیزوں کو شریک کرے جن کا تجھے علم نہیں تو ان کی فرمانبرداری نہ کرنا اور ان کے ساتھ دنیا میں اچھے طریق سے گزارہ کرنا اور اس کی راہ پر چلنا جو میری طرف رخ کرے۔ (سورہ لقمان)

ماں باپ کا بڑا حق ہے مگر آج کل کے لڑکے اور لڑکیاں ایسے ہوگئے ہیں کہ شادی ہوتے ہی ماں باپ سے اس طرح قطع تعلق کر لیتے ہیں کہ جیسے جان پہچان ہی نہ تھی اللہ تعالیٰ ہدایت دے آمین

دُعا کیجئے

یا اللہ! ان احادیث میں ہم نے جو اسلامی آداب و احکام سیکھے ہیں ان پر دل و جان سے عمل کر کے اپنی رضا والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

یا اللہ! موجودہ دور میں ہمیں دین اسلام پر مضبوطی سے کاربند فرما اور غیر اسلامی تہذیب کے اثرات سے ہمیں اور ہماری نسلوں کی حفاظت فرما۔ آمین

یا اللہ! ہمیں اپنی اتنی محبت عطا فرما کہ آپ کے احکامات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر چلنا ہمارے لئے نہایت سہل ہو جائے۔

besturdubooks.wordpress.com

اپنی اولاد پر خرچ کرنے کا ثواب

عَنْ اُمِّ سَلِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَيَّ اَجْرٌ اِنْ اُنْفِقُ عَلٰی بَنِيْ اَبِيْ سَلَمَةَ اِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ فَقَالَ اَنْفِقِيْ عَلَيْهِمْ فَلَكِ اَجْرُمَا اَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ. (رواه البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا مجھے ثواب ملے گا اگر (اپنے پہلے شوہر) ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے بچوں پر خرچ کروں کہ وہ تو میری ہی اولاد ہے (کیا اپنی اولاد پر خرچ کرنے میں بھی اجر ثواب ملتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان پر خرچ کرتی رہو' تم کو ان پر خرچ کرنے کا اجر ملے گا۔

تشریح: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ ہیں ان کی روایت کی ہوئی سینکڑوں حدیثیں کتابوں میں ملتی ہیں انہوں نے بھی علم دین خوب پھیلایا' ان کا نام ہند تھا' ان کے پہلے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ تھے' دونوں میاں بیوی ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ اسلام کی راہ میں دونوں نے بہت تکلیفیں اٹھائیں' پہلے دونوں نے اسلام کی خاطر حبشہ کو ہجرت کی بعد میں مدینہ منورہ کو ہجرت کی لیکن اس مرتبہ دونوں ایک ساتھ ہجرت نہ کر سکے۔ اس وقت مکہ معظمہ میں کافروں کا زور تھا۔

جب دونوں میاں بیوی ہجرت کے لئے نکلے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو میکہ والوں نے نہ جانے دیا۔ اس کے ایک سال بعد وہ ہجرت کر سکیں ان کا ایک بچہ سلمہ نامی تھا' اسی کی وجہ سے ان کو ام سلمہ (سلمہ کی ماں) اور بچے کے باپ کو ابو سلمہ (سلمہ کا باپ) کہتے تھے۔ عرب میں اس کا بہت دستور تھا اس کو کنیت کہتے ہیں بعض مرتبہ اصل نام بھول بھلیاں ہو جاتا تھا اور کنیت ہی سے آدمی کو جانتے تھے۔

۴ھ میں جب ان کے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عدت گزر جانے کے بعد ان سے نکاح فرمالیا' جب یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کدے میں آئیں تو پہلے شوہر کے بچے بھی ساتھ آ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پرورش فرمائی' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے ذاتی مال میں سے ان بچوں پر خرچ کرتی تھیں ان کو خیال ہوا کہ میں جو ان پر خرچ کرتی ہوں تو گویا حق اولاد ادا کرتی ہوں اس میں ثواب شاید نہ ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم خرچ کرتی رہو' ضرور ثواب ملے گا' کیونکہ اولاد پر خرچ کرنا بھی ثواب ہے۔

بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے مہربان ہیں' حلال مال مسلمان مرد و عورت خواہ اپنے نفس پر خرچ کرے خواہ اولاد پر خواہ ماں باپ پر خواہ دوسرے عزیزوں پر خواہ دیگر ہمسایوں اور محتاجوں پر اس کے خرچ کرنے میں بڑا ثواب ملتا ہے اللہ اکبر! اپنوں ہی پر خرچ کرو اور ثواب بھی پاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا کرم ہے

فَمَنْ يُّؤْمِنْ ۢبِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا.

دُعا کیجئے: اے اللہ! جو علم آپ نے ہمیں دیا اس سے نفع عطا فرمائے اور ہمیں وہ علم دیجئے جو ہمیں نفع دے۔

besturdubooks.wordpress.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک کھجور صدقہ میں دے دی

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ جَاءَ تْنِیْ اِمْرَاَةٌ وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْئَلُنِیْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِیْ غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَاَعْطَيْتُهَا اِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَاْكُلْ مِنْهَا فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ مَنِ ابْتُلِیَ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک عورت میرے پاس آئی اس کے ساتھ اس کی دو بچیاں تھیں اس نے مجھ سے سوال کیا میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا میں نے وہ کھجور ہی اس کو دے دی اس نے کھجور کے دو ٹکڑے کر کے دونوں بچیوں کو ایک ایک ٹکڑا دے دیا اور خود ذرا بھی کچھ نہ کھایا اس کے بعد جیسے ہی وہ نکلی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دولت خانے میں تشریف لے آئے میں نے آپ کو پورا قصہ سنایا' آپ نے فرمایا کہ جو شخص (مرد و عورت) لڑکیوں (کی دیکھ بھال اور پرورش و پرداخت) کے ساتھ مبتلا کیا گیا (یعنی ان کی خدمت اور پرورش اس کے ذمہ پڑ گئی) اور پھر اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ لڑکیاں آتش دوزخ سے بچانے کے لئے اس کے واسطے آڑ بن جائیں گی۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک عورت سوال کرنے آئی ایک کھجور کے سوا کچھ موجود نہ تھا انہوں نے ایک کھجور ہی دے دی کم وبیش کا خیال نہ کیا۔ درحقیقت اخلاص کیساتھ دیا جائے تو ایک کھجور اور ایک پیسہ بھی بہت ہے قرآن شریف میں فرمایا:

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ. (البقرہ ۲۰:۱۱۰' المزمل ۲۰:۸۳)

جو کچھ بھی اپنے لئے پہلے سے بھیج دو گے اسے اللہ کے پاس پالو گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کھجور کے برابر بھی حلال کمائی سے جو شخص صدقہ دے دے تو اللہ تعالیٰ اس کو بڑی قدر کے ساتھ قبول فرماتے ہیں پھر جس نے صدقہ دیا ہے اس کے لئے اس صدقہ کو بڑھاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

بندہ نے دیا کھجور کے برابر اور خدائے رحیم و کریم نے عنایت فرمایا پہاڑ کے برابر' ایسا داتا اللہ ہی ہے' صدقہ سے کبھی دریغ نہ کرو اس سے ضرورت مند کی حاجت بھی پوری ہوتی ہے اور صدقہ والے کو ثواب بھی ملتا ہے کتنا ثواب ملتا ہے کہ اس کا اندازہ ابھی معلوم ہوا۔

دعا کیجئے: اے اللہ! ہم آپ سے اپنے دین میں' دنیا میں اور اہل وعیال میں معافی اور امن کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہم ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال نفسانی خواہشوں اور بیماریوں سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔

اے اللہ! ہمارے دل کو نفاق سے عمل کو ریا سے زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو خیانت سے پاک فرما دیجئے کیونکہ آپ آنکھوں کی چوری اور جو کچھ دل میں چھپاتے ہیں جانتے ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

پڑوسیوں کے حقوق اور ان کے ساتھ حسن سلوک

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا وَصِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا غَیْرَ اَنَّهَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَهَا بِلِسَانِهَا هِیَ فِی النَّارِ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ مِنْ قِلَّةِ صِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلٰوتِهَا وَاِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَلَا تُؤْذِیْ بِلِسَانِهَا جِیْرَانَهَا قَالَ هِیَ فِی الْجَنَّةِ. (رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ فلاں عورت ایسی ہے کہ اس کی نماز اور روزہ اور صدقہ کی کثرت کا (لوگوں میں) تذکرہ رہتا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ایذاء دیتی ہے' یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عورت دوزخ میں ہے۔ پھر اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک فلاں عورت کے بارے میں لوگوں میں یہ تذکرہ رہتا ہے کہ (نفل) روزے اور (نفل) صدقہ اور (نفل) نماز کم ادا کرتی ہے اور پنیر کے کچھ ٹکڑے صدقہ دے دیتی ہے اور اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ایذاء نہیں دیتی' یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جنت میں جانے والی ہے۔

تشریح: انسان کو اپنے گھر والوں کے بعد سب سے زیادہ اور تقریباً روزانہ اپنے پڑوسیوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ پڑوسیوں کے احوال و اخلاق مختلف ہوتے ہیں' ان کے بچے بھی گھر آجاتے ہیں بچوں بچوں میں لڑائی بھی ہوجاتی ہے' پڑوس کی بکری اور مرغی بھی گھر میں چلی آتی ہے' ان چیزوں سے ناگواری ہوجاتی ہے اور ناگواری بڑھتے بڑھتے بغض و کینہ و قطع تعلقات تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور ہر فریق ایک دوسرے پر زیادتی کرنے لگتا ہے اور غیبتوں اور تہمتوں بلکہ مقدمہ بازیوں تک نوبت آجاتی ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مرد اور عورت تیز مزاج اور تیز زبان ہوتے ہیں' بغیر کسی وجہ کے اپنی بدزبانی سے لڑائی کا سامان پیدا کردیتے ہیں۔

عورتوں کی بدزبانی اور تیز کلامی تو بعض مرتبہ اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ پورا محلہ ان سے بیزار رہتا ہے' اسی طرح کی ایک عورت کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ بڑی نمازن ہے خوب صدقہ کرتی ہے' نفلی روزے بھی کثرت سے رکھتی ہے لیکن اس سب کے باوجود اس میں ایک یہ بات ہے کہ اپنی بدزبانی سے پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دوزخی ہے' دیکھو! پڑوسیوں کے ستانے کے سامنے نماز روزوں کی کثرت سے بھی کام نہ چلا' اس کے برخلاف ایک دوسری عورت کا ذکر کیا گیا جو فرض پڑھ لیتی تھی' فرض روزہ رکھ لیتی تھی' زکوٰۃ فرض ہوئی تو وہ بھی دے دی' نفلی نماز' روزہ اور صدقہ کی طرف اس کو خاص توجہ نہ تھی' لیکن پڑوسی اس کی زبان سے محفوظ تھے' جب اس کا تذکرہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جنتی فرمایا۔

پڑوسیوں کے ساتھ اچھے اخلاق اور اچھے معاملات کے ساتھ زندگی گزارنے کی شریعت اسلامیہ میں بہت زیادہ ترغیب دی گئی ہے' اس سے جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کرے اور اپنی طرف سے اس کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچائے اور اس کی مشکلات و مصائب میں کام آئے جہاں تک ممکن ہو اس کی مدد کرے' اس

besturdubooks.wordpress.com

کے گھر کے سامنے کوڑا کچرا نہ ڈالے، اس کے بچوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرے، ان باتوں کا لکھنا اور بول دینا اور سن لینا تو آسان ہے لیکن عمل کرنے کے لئے بڑی ہمت اور حوصلہ کی ضرورت ہے، اگر کسی طرح کا کوئی اچھا سلوک کر سکے تو کم سے کم اتنا تو ضرور کرے کہ اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے اور آگے پیچھے اس کی خیر خواہی کرے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام مجھے برابر پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وصیت کرتے رہے، یہاں تک کہ میں نے یہ گمان کیا کہ آپ پڑوسی کو وارث بنا کر چھوڑیں گے۔ (بخاری ومسلم)

پڑوسی کو تکلیف پہنچانا تو کجا اس کے ساتھ اس طرح زندگی گزارے کہ اس کو کسی قسم کا کوئی خطرہ اور کھٹکا اس بات کا نہ ہو کہ فلاں پڑوسی سے مجھے تکلیف پہنچے گی۔

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کے بارے میں ارشاد فرما رہے ہیں؟ فرمایا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے بے خوف نہ ہو۔ (مسلم)

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے بے خوف نہ ہو۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے بارے میں کیسے جانوں کہ میں اچھا ہوں یا برا ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو اپنے پڑوسیوں سے سنے کہ وہ تیرے بارے میں یہ کہہ رہے ہیں کہ تو اچھے کام کرنے والا ہے تو تو اچھا ہے اور جب تو سنے کہ وہ تیرے بارے میں یہ کہہ رہے ہیں کہ تو برے کام کرنے والا ہے تو تو برا ہے۔ (ابن ماجہ)

یہ اس لئے فرمایا کہ انسان کے اچھے برے اخلاق سب سے زیادہ اور سب سے پہلے پڑوسیوں کے سامنے آتے ہیں اور ان کی گواہی اس لئے زیادہ معتبر ہے کہ ان کو بار بار دیکھنے کا تجربہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔

ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آٹا پیس کر چھوٹی چھوٹی روٹیاں پکائیں اس کے بعد ان کی آنکھ لگ گئی، اس اثناء میں پڑوسن کی بکری آئی اور وہ روٹیاں کھا گئی، آنکھ کھلنے پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے پیچھے دوڑیں، یہ دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ ہمسایہ کو اس کی بکری کے بارے میں نہ ستاؤ۔ (الادب المفرد باب لایؤذی جارہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ شخص مومن نہیں جو پیٹ بھر لے اور اس کا پڑوسی اس کی بغل میں بھوکا ہو۔ (بیہقی)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے مدعی اور مدعا علیہ دو پڑوسی ہوں گے۔ (رواہ احمد)

اب سب احادیث سے معلوم ہوا کہ پڑوسی پر کسی طرح سے کوئی ظلم وزیادتی تو بالکل ہی نہ کرے اور جہاں تک ممکن ہو اس کی خدمت، دلداری اور معاونت کرے۔

دعا کیجئے: **یا اللہ!** ان احادیث میں ہم نے جو اسلامی آداب واحکام سیکھے ہیں ان پر دل وجان سے عمل کر کے اپنی رضا والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

یا اللہ! موجودہ دور میں ہمیں دین اسلام پر مضبوطی سے کار بند فرما اور غیر اسلامی تہذیب کے اثرات سے ہمیں اور ہماری نسلوں کی حفاظت فرما۔ آمین

besturdubooks.wordpress.com

بیوی کے حقوق اور نان نفقہ کے احکام

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا وَصِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا غَیْرَ اَنَّهَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَهَا بِلِسَانِهَا هِیَ فِی النَّارِ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ مِنْ قِلَّةِ صِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلٰوتِهَا وَاِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَلَا تُؤْذِیْ بِلِسَانِهَا جِیْرَانَهَا قَالَ هِیَ فِی الْجَنَّةِ. (رواہ احمد والبیھقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ فلاں عورت ایسی ہے کہ اس کی نماز اور روزہ اور صدقہ کی کثرت کا (لوگوں میں) تذکرہ رہتا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ایذا دیتی ہے' یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عورت دوزخ میں ہے۔ پھر اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک فلاں عورت کے بارے میں لوگوں میں یہ تذکرہ رہتا ہے کہ (نفل) روزے اور (نفل) صدقہ اور (نفل) نماز کم ادا کرتی ہے اور پنیر کے کچھ ٹکڑے صدقہ دے دیتی ہے اور اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ایذا نہیں دیتی' یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جنت میں جانے والی ہے۔

تشریح: اس میں بھی متعدد مختلف غلطیاں اور کوتاہیاں ہوتی ہیں' غلطی سے مراد علمی اختلال (علمی خرابی) اور کوتاہی سے مراد عملی اختلال (عملی خرابی) ہے' دونوں مختلف طور پر مذکور ہوتی ہیں۔

بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب ہے

ایک غلطی یہ ہے کہ بعضے لوگ بی بی کا نفقہ اس وقت واجب سمجھتے ہیں کہ وہ نادار ہو اور اگر وہ مالدار ہو تو اس صورت میں اس کا نفقہ واجب نہیں سمجھتے' سو یہ بالکل غلط ہے' بیوی کا نفقہ دونوں مذکورہ حالتوں میں واجب ہوتا ہے' صرف اتنی شرط ہے کہ بی بی کی طرف سے تسلیم نفس میں بلا عذر کوتاہی نہ ہو اور اگر عذر سے ایسا ہو' جیسے مہر معجل کے لینے کیلئے اپنے نفس کو تسلیم نہ کرے' اس میں نفقہ واجب رہے گا۔

کمسن عورت کو اگر شوہر اپنے گھر میں رکھے تو اس کا نفقہ بھی واجب ہے

البتہ اگر براہِ سرکشی شوہر کے گھر سے چلی گئی اس صورت میں نفقہ واجب نہ ہوگا۔ جب تک کہ واپس نہ آ جائے۔ اسی طرح اگر بی بی بہت کمسن ہو کہ قابل ہمبستری کے نہ ہو لیکن اس قابل ہو کہ مرد کے پاس رہنے سے مرد کا جی بہلے' معمولی خدمت کر سکے تو تسلیم نفس کے بعد اس کا نفقہ بھی واجب ہے' البتہ اگر اس قابل بھی نہ ہو جیسے بعض قوموں میں بہت ہی کم عمری میں شادی کر دیتے ہیں' اس کا نفقہ واجب نہ ہوگا۔ (کذا فی الدر المختار)

لیکن جو قابل تمتع کے نہ ہو محض انس اور خدمت کے لائق ہو' خود شوہر اس کو اپنے گھر رکھنے پر مجبور نہیں ہے' اگر رکھے گا' نفقہ دے گا' اگر نہ رکھے گا نہ دے گا۔ (کذا فی الدر المختار)

جوان عورت کا نکاح کمسن لڑکے سے ہو تب بھی اس کے ذمہ بیوی کا نفقہ واجب ہے

اور بعض قوموں میں یہ بھی عادت ہے جوان عورت کا کم

besturdubooks.wordpress.com

عمر لڑکے سے عقد کر دیتے ہیں' اس عورت کا نفقہ زوج کے مال سے اگر وہ صاحب جائیداد یا مالک نقد ہو واجب ہوگا۔ کیونکہ مانع تمتع مرد کی طرف سے ہے' عورت کی طرف سے نہیں۔

شوہر کی اجازت کے بغیر میکے چلے جانے سے شوہر کے ذمہ نفقہ واجب نہیں

ایک غلطی بعض عورتوں کی جانب سے یہ ہے کہ شوہر سے مخالفت کر کے اپنے میکے جا بیٹھتی ہے اور نفقہ کا مطالبہ کرتی ہے' سو ابھی مذکور ہوا ہے کہ اس صورت میں نفقہ واجب نہ ہوگا۔

ذی وسعت مرد کے ذمہ ماما کا خرچ بھی واجب ہے

ایک کوتاہی بعض مردوں کی طرف سے ہوتی ہے کہ باوجود فارغ البالی کے بی بی کے خرچ میں تنگی کرتے ہیں اور اتنا کم دیتے ہیں کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے پکائے تو کافی ہو سکتا ہے' ورنہ ماما (نوکرانی) رکھنے کی گنجائش نہیں ہوتی حالانکہ مرد اگر ذی وسعت ہو تو اس کے ذمہ ماما کا خرچ بھی واجب ہے۔

تنگدست شوہر ماما رکھنے پر مجبور نہیں

اور کوتاہی بعض عورتوں کی طرف سے یہ ہوتی ہے کہ باوجود شوہر کے تنگدست ہونے کے اس کو مجبور کرتی ہیں کہ ماما لادے' حالانکہ شوہر کی تنگدستی کی صورت میں مرد اس پر مجبور نہیں ہے بلکہ دیکھا جائے گا کہ عورت اپنے کام پر قادر ہے یا نہیں' اگر قادر ہے تو اپنا کھانا بھی پکائے اور شوہر کا بھی پکائے اور اگر قادر نہیں خواہ کسی مرض کے سبب...... خواہ امیر کبیر ہونے کے سبب تو نہ شوہر ماما لانے پر مجبور ہے اور عورت کھانا پکانے پر' بلکہ شوہر کو کہا جائے گا کہ تیار شدہ کھانا عورت کو لا کر دے' خواہ بازار سے یا کہیں اور سے پکوا کر۔ (کذا فی الدر المختار)

تنگدستی کی حالت میں عورت کو تفریق کا مطالبہ کرنا جائز نہیں

ایک کوتاہی بعض عورتوں کی طرف سے ہوتی ہے کہ جہاں ذرا نفقہ میں تنگی ہوئی انہوں نے تفریق کی درخواست شروع کی' سو سمجھ لینا چاہئے کہ سخت تنگی کی حالت میں گو بعض ائمہ کے نزدیک قاضی کو تفریق جائز ہے لیکن اول تو یہاں شرعی قاضی نہیں اور بدون قاضی شرعی کے کسی کے نزدیک بھی تفریق صحیح نہیں' دوسرے ہمارے مذہب حنفی میں خود قاضی کے ہوتے ہوئے بھی اس خاص وجہ سے تفریق جائز نہیں بلکہ قاضی عورت کو حکم دے گا کہ تو قرض لے لے کر خرچ کرتی رہ اور وہ قرض بذمہ شوہر ہوگا۔

روشن خیال حضرات کو حقیقی ہمدردی کی نشاندہی

بعضے روشن خیال حضرات ایسی صورتوں میں بزعم خود علماء پر اور درحقیقت شریعت پر اعتراض کیا کرتے ہیں کہ تفریق کا جائز نہ ہونا عورت کے حقوق کا تلف کرنا ہے کیونکہ ہمارے دیار میں شرعی قاضی تو ہے نہیں تو خود عورت کو ایسی مجبوری میں تفریق کے اختیارات ہونے چاہئیں' ورنہ اگر اس کو قرض بھی نہ ملے تو پھر کہاں سے کھائے؟

میں کہتا ہوں کہ آپ صاحبوں کو تو یہ آسان ہے کہ عورت کی ہمدردی میں شریعت پر اعتراض کر کے اپنا دین برباد کرنے لگے' اس سے زیادہ آسان تو یہ تھا کہ اس کی ہمدردی میں اپنا کچھ مال صرف کرتے اور ایسے ستم دیدہ غم رسیدہ کی مدد کرتے اور خیال کرنا چاہئے کہ آپ کی اس رائے میں عورت کی ہمدردی ہوگی' لیکن کیا ایسا مجبور مرد قابل ہمدردی کے نہیں...... کیا اس کی یہی ہمدردی ہے کہ اس کی بی بی جو اس کے لئے کسی قدر مایہ انس و تسلی تھی اس سے جدا کر دیا جائے اور جو طریقہ ہمدردی کا ہم نے بتلایا ہے اس میں دونوں کی امداد ہے' مرد کی بھی عورت کی بھی اور دونوں اپنے گھر پر آباد رہیں

besturdubooks.wordpress.com

گئے انصاف کیجئے ہمدردی کہنے کے لائق کونسی صورت ہے۔

قہوہ، حقہ اور موسمی پھل شوہر کے ذمہ واجب نہیں

ایک کوتاہی بعض عورتوں کی طرف سے یہ ہے کہ شوہر کے مال کو بے دریغ اڑاتی ہیں اور سب فضول اخراجات اور تمامی تنعّمات کا خرچ بذمہ شوہر سمجھتی ہیں، خصوص پان، چھالیہ یا بعض چائے و کافی میں اس قدر زیادتی کرتی ہیں کہ خود بھی کھاتی پیتی ہیں اور آنے جانے والیوں کو تقسیم کرتی ہیں اور یہ شوہر کے ذمہ جرمانہ سمجھتی ہیں۔ حالانکہ فقہاء نے یہاں تک تصریح کر دی ہے کہ قہوہ اور حقہ اور موسمی پھل بھی شوہر کے ذمہ نہیں، اگرچہ قہوہ اور حقہ کی عادت بھی ہو کہ اس کے چھوڑنے سے تکلیف ہو تب بھی شوہر کے مال میں یہ صرف نہ ڈالا جائے۔

شوہر ان مصارف میں سے جتنے کا متحمل ہو جائے اس کا احسان ہے اور شوہر کی شان کے لائق بھی یہی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ وسعت دے تو بی بی کو اس کے لئے سرمایۂ راحت ہے...... راحت پہنچانے میں دریغ نہ کرے، مگر عورت کو بھی مناسب نہیں کہ اس راحت پہنچانے کا یہ صلہ کرے کہ اس کو کلفت پہنچائے۔

مردوں کے رشوت لینے کی زیادہ تر ذمہ دار عورتیں ہیں

واقعی ان عورتوں کی فضول خرچیوں کی بدولت بالخصوص پان اور لباس و آرائش اور رسوم و تقریبات میں مسلمان پنپنے نہیں پاتے اور ان کے گھر کو، جائیداد کو، تجارت کو گھن سا لگ رہا ہے کہ آہستہ آہستہ بالکل خاتمہ ہو جاتا ہے بلکہ ان اخراجات کی بدولت دنیا کے ساتھ ان کا دین تک برباد ہوتا ہے، ملازم مردوں کی رشوت کے زیادہ حصہ کی ذمہ داری یہی فضول خرچیاں ہیں، ورنہ اکثر گھروں میں دنیا کی بھی رونق رہے اور مردوں کا تقویٰ بھی محفوظ رہے۔

عورتیں چاہیں تو مرد کو متقی بنا سکتی ہیں

بلکہ اگر ذرا عورت مضبوطی اختیار کرلے تو مرد کو بمجبوری متقی بننا پڑے، بہت نظائر ایسے موجود ہیں کہ عورتوں نے مردوں پر زور دیا کہ اور اگر تم رشوت نہ چھوڑو گے تو ہم تمہاری کمائی کا کھائیں پئیں گے نہیں، ادھر مرد عورت کا تعلق، ادھر اس خلوص کی برکت، مجموعہ کا اثر یہ ہوا کہ مردوں کو رشوت سے توبہ کرنا پڑی۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں، کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

یا اللہ! اس ماہ کا ایک ایک لمحہ، ایک ایک سانس ہمارے لئے باعث رحمت بنا دیجئے۔

یا اللہ! ہمیں ہر خطا و عصیان سے محفوظ رکھئے ہر تقصیر و کوتاہی سے محفوظ رکھئے۔

یا اللہ! آپ کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اس وقت جہاں جہاں بھی ہیں اور دشمنوں کی زد میں ہیں، سازشوں میں ہیں۔ ان کی حفاظت فرمایئے ان کو ہدایت دیجئے اور ان کو دشمنوں سے آزاد کر دیجئے۔ اعدائے دین کی سازشوں سے ان کو بچا لیجئے۔

یا اللہ! ہمیں اپنی اتنی محبت عطا فرما کہ آپ کے احکامات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر چلنا ہمارے لئے نہایت سہل ہو جائے۔

besturdubooks.wordpress.com

شوہر کے ذمہ نیا جوڑا بنانا واجب نہیں

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا وَصِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا غَیْرَ اَنَّهَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَهَا بِلِسَانِهَا هِیَ فِی النَّارِ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ مِنْ قِلَّةِ صِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلوٰتِهَا وَاِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَلَا تُؤْذِیْ بِلِسَانِهَا جِیْرَانَهَا قَالَ هِیَ فِی الْجَنَّةِ. (رواہ احمد والبیهقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا شبہ فلاں عورت ایسی ہے کہ اس کی نماز اور روزہ اور صدقہ کی کثرت کا (لوگوں میں) تذکرہ رہتا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ایذاء دیتی ہے یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عورت دوزخ میں ہے۔ پھر اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک فلاں عورت کے بارے میں لوگوں میں یہ تذکرہ رہتا ہے کہ (نفل) روزے اور (نفل) صدقہ اور (نفل) نماز کم ادا کرتی ہے اور پنیر کے کچھ ٹکڑے صدقہ دے دیتی ہے اور اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ایذاء نہیں دیتی' یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جنت میں جانے والی ہے۔

ایک کوتاہی بعض عورتوں کی طرف سے یہ ہے کہ بری کے جوڑے انبار کا انبار ان کے صندوقوں میں ذخیرہ رہتا ہے' پھر بھی روزانہ شوہر سے جوڑے بنوانے کی فرمائش کی جاتی ہے۔ سو سمجھ لینا چاہئے کہ شوہر کے گھر کے جوڑے جب تک موجود رہیں اس وقت تک شوہر کے ذمہ نیا جوڑا بنانا واجب نہیں...... اور یوں وہ بنادے اس کا احسان ہے۔

خاوند کے مال کو ضائع کرنے کی قیامت کے روز باز پرس ہوگی

اسی طرح اکثر عورتوں کو بیکار چیزوں کی بے حد حرص ہے اور دھاندہے کہ خواہ ضرورت بھی نہ ہو بس پسند آنے کی دیر ہے کہ فوراً ہی خرید لیتی ہیں اور ذخیرہ کرتی چلی جاتی ہیں۔ پھر لطف یہ کہ نہ وہ کام میں آتی ہیں نہ ان کی حفاظت کرتی ہیں' یوں ہی ضائع ہو جاتی ہیں تو اس طرح سے خاوند کے مال کو اڑانا قیامت میں موجب باز پرس ہے۔ حدیث:

اَلْمَرْاَۃُ رَاعِیَةٌ فِیْ بَیْتِ زَوْجِهَا... الخ

میں اس کی تصریح ہے۔

عید' بقر عید اور شادیوں پر مستقل جوڑا بنانا شوہر کیلئے ضروری نہیں

علیٰ ہذا عید بقر عید کے لئے یا شادیوں میں شرکت کے لئے مستقل جوڑا بنانا شوہر کے ذمہ نہیں تو اس کے مال میں سے بلا اس کی رضا کے بنانا بھی عورت کے لئے جائز نہ ہوگا۔ یہ تو دنیوی مصارف ہیں ان میں تو بلا رضائے شوہر اس کا مال صرف کرنا کہاں جائز ہوتا۔

شوہر کی اجازت کے بغیر دینی مصارف میں بھی چندہ دینا جائز نہیں

دینی مصارف میں بھی مثلاً کسی سائل کو دینا یا کسی مدرسہ وغیرہ

besturdubooks.wordpress.com

کے چندہ میں دینا یا کسی عالم یا واعظ یا یتیم و مسکین و بیوہ محتاج کی خدمت کرنا بھی بلا رضائے شوہر اس کے مال میں سے جائز نہیں' نہ ایسا دیا ہوا چندہ خدا تعالیٰ کے یہاں قبول ہے' حدیث میں ہے:

اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا الطَّيِّبَ

یعنی اللہ تعالیٰ پاک ہے وہ صرف پاک چیز کو ہی قبول فرماتا۔

عورتوں کو اخراجات کے لئے مال دینے کے بارے میں مردوں کو ایک مشورہ

چونکہ ایسے مصارف دینیہ و دنیویہ کی اکثر حاجت واقع ہوتی ہے اور اکثر عورتوں کے پاس جداگانہ مال نہیں ہوتا' اس لئے مردوں کو مناسب ہے کہ نفقہ واجبہ کے علاوہ حسب وسعت کچھ خرچ ایسے مواقع کے لئے جداگانہ بھی دے دیا کریں۔ پھر اس کا حساب نہ لیا کریں تاکہ وہ اپنی مرضی کے موافق آزادی کے ساتھ بے تکلف ایسے مصارف میں صرف کر سکیں۔

شوہر کے ذمہ عورت کا صدقہ فطر قربانی اور اسکے اپنے زیور کی زکوٰۃ واجب نہیں

نیز شوہر کے ذمہ عورت کے مملوکہ زیور کی زکوٰۃ یا اس کی طرف سے صدقہ' فطر یا قربانی واجب نہیں۔ سو اگر ایسی رقم ان کو مل جایا کرے گی تو ان واجبات کی ادائیگی میں ان کی سہولت ہو گی لیکن چونکہ شوہر پر واجب تو ہے نہیں' اگر شوہر نے نہ دیا تو عورت اپنا زیور بیچ کر یہ سب حقوق اس سے ادا کرے' شوہر کے مال سے بلا اس کی رضا کے ان عبادات میں صرف کرنا جائز نہ ہوگا، خوب سمجھ لینا چاہئے، عورتیں اس میں سخت بے احتیاطی کرتی ہیں اور اس کے ناجائز ہونے کا ان کو وسوسہ تک بھی نہیں آتا' گویا شوہر کے مال کا اپنے کو بالکل مالک سمجھتی ہیں' سو یہ بناء ہی باطل ہے۔

شوہر اور بیوی کی ملک جدا جدا ہے

ان دونوں کی ملک جدا جدا ہے' یہ شوہر کے لئے بھی ظلم ہو گا کہ اگر عورت کے مال میں بلا اس کی رضا کے تصرف کرے اور عورت کے لئے بھی خیانت ہو گی اگر مرد کے مال میں بلا اس کی رضا کے تصرف کرے۔

رضا کا مفہوم و مطلب

اور رضا سے مراد سکوت کرنا یا ناراضی کا اظہار نہ کرنا یا پوچھنے پر رضا ظاہر کرنا نہیں۔ تجربہ سے ثابت ہے کہ اکثر اوقات باوجود گرانی اور کراہت کے لحاظ و شرم و مروت کے سبب بھی ایسا کیا جاتا ہے۔ رضا وہ ہے کہ قرائن قویہ غیر مشتبہ سے مالک کا طیب خاطر جزم و یقینی طور پر دلی رضامندی کے ساتھ معلوم ہو جائے۔ قرآن و حدیث میں اسی مادہ کا استعمال شرف جواز مال میں کیا گیا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْئًا مَّرِيْئًا.

فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہاں اگر وہ بیبیاں خوشدلی سے چھوڑ دیں تم کو اس مہر کا کوئی جز تو تم اس کو کھاؤ مزہ دار و خوشگوار سمجھ کر۔

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم اَلَا لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِطِيْبِ نَفْسٍ مِّنْهُ.

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار! کہ مسلمان کا مال بغیر اس کی رضامندی کے حلال نہیں۔

شوہر پر اپنی بی بی کو رہنے کے لئے جداگانہ گھر یا کمرہ دینا واجب ہے

اور نفقہ ہی کا ایک جز و بی بی کو رہنے کے لئے گھر دینا ہے...... اس کے متعلق ایک عام غلطی میں اکثر مرد مبتلا ہیں کہ جداگانہ گھر دینا اپنے اوپر واجب نہیں سمجھتے بس اپنے عزیزوں میں عورت کو لا ڈالتے

besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ سواس میں حکم یہ ہے کہ اگر شامل رہنے پر عورت بخوشی راضی ہو تب تو خیر ورنہ اگر وہ سب سے جدا رہنا چاہے تو مرد پر اس کا انتظام واجب ہے اور یہاں بھی راضی ہونے کے وہی معنی ہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔ یعنی طیب خاطر سے راضی ہو حتی کہ اگر مرد کو قرائن تو یہ سے معلوم ہو جائے کہ وہ جدا رہنا چاہتی ہے مگر زبان سے اس کی درخواست نہ کر سکے تب بھی مرد کو شامل رکھنا جائز نہیں۔ البتہ اتنی گنجائش ہے کہ اگر پورا گھر جدا نہ دے سکے تو بڑے گھر میں سے ایک کوٹھڑی یا کمرہ ایسا دیدے کہ اس کی ضروریات کو کافی ہو سکے اور اس میں اپنا مال واسباب مقفل کر کے (تالا وغیرہ لگا کر) رکھ سکے اور آزادی کے ساتھ اپنے میاں کے ساتھ تنہائی میں بیٹھ اٹھ سکے' بات چیت کر سکے' یہ واجب کے ادا کرنے کے لئے کافی ہوگا۔

عورت کو اپنے عزیزوں سے جدا رکھنے ہی میں سلامتی ہے

اور آج کل کے طبائع وواقعات کا مقتضاء تو یہ ہے کہ اگر عورت شامل رہنے پر راضی بھی ہو اور جدا رہنے سے سب اعزہ (رشتہ دار) ناخوش بھی ہوں تب بھی مصلحت یہی ہے کہ جدا ہی رکھے' اس میں ہزاروں مفاسد کا انسداد (ہزاروں خرابیوں کی روک تھام) ہے اور گو اس میں چندروز کیلئے عزیزوں کا ناک منہ چڑھے گا۔ مگر اس کی مصلحتیں جب مشاہد ہوں گی۔ سب خوش ہو جائیں گے۔ خصوص چولہا تو ضرور یہ علیحدہ ہونا چاہئے' زیادہ تر آگ چولہے سے ہی بھڑکتی ہے۔ فقہاء نے یہاں تک فرمایا کہ مرد کی اگر پہلی بی بی سے کچھ اولاد ہو دوسری بی بی کو اس کے ساتھ بھی شامل رہنے پر مجبور نہیں کر سکتا اور آج کل واقعات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بالخصوص دوسری اولاد کے ساتھ شامل رہنا بڑے بڑے فسادوں کی جڑ ہے کہ دوسرے عزیزوں کے ساتھ اتنا فساد نہیں ہوتا۔

ساس کی خدمت کرنا فرض نہیں

بعضے آدمی اس کو بڑی سعادت مندی سمجھتے ہیں کہ بی بی کو اپنی ماں کا محکوم ومغلوب بنا کر رکھیں اور اس کی بدولت بیبیوں پر بڑے بڑے ظلم ہوتے ہیں' سو سمجھ لینا چاہئے یہ بی بی پر فرض نہیں کہ ساس کی خدمت کیا کرے' تم سعادت مند ہو' خود خدمت کرو' خدمت کے لئے نوکر لاؤ۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! تمام ممالک اسلامیہ میں پھر اسلام کی حیات طیبہ عطا فرما دیجئے۔ ان کی اعانت ونصرت فرمائیے۔

یا اللہ! یہ ملک پاکستان جو اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا اس کو گمراہیوں سے بچائیے۔ ہر قسم کے فواحش ومنکرات سے جو رائج الوقت ہو رہے ہیں۔ ان سے محفوظ رکھئے۔

یا اللہ! ہمارے قلوب کی صلاحیتیں درست فرما دیجئے' ایمانوں میں تازگی عطا فرما دیجئے۔ تقاضائے ایمان بیدار فرما دیجئے ہمارے دلوں میں گناہوں سے نفرت پیدا فرما دیجئے' غیرت پیدا فرما دیجئے۔

یا اللہ! ہمیں ظاہری و باطنی ہلاکت سے بچا لیجئے اور اپنی مغفرت ورحمت کا مورد بنا دیجئے اور عذاب نار سے بچا لیجئے۔

یا اللہ! اپنے محبوب شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے حشر میں ہم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائیے۔ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ نصیب فرمائیے ہمارے ظاہر کو بھی پاک کر دیجئے اور باطن کو بھی پاک کر دیجئے۔

besturdubooks.wordpress.com

لڑکا ہو یا لڑکی بالغ ہوتے ہی اس کی شادی کردی جائے

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُمْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم مَنْ وُّلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَلْیُحْسِنِ اسْمَهٗ وَاَدَبَهٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْیُزَوِّجْهُ فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ یُزَوِّجْهُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُهٗ عَلٰی اَبِیْهِ. (رواہ البیهقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کے کوئی اولاد ہو تو اس کا اچھا نام رکھے اور اسے ادب سکھائے پھر جب بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کردے اگر اولاد بالغ ہوئی اور اس کا نکاح نہ کیا جس کی وجہ سے اس نے کوئی گناہ کرلیا تو باپ پر اس کا گناہ ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ توراۃ شریف میں یہ مضمون لکھا ہوا ہے کہ جس شخص کی بیٹی بارہ سال کو پہنچ گئی اور اس نے (موقع مناسب ہوتے ہوئے) اس کا نکاح نہ کیا اس نے کوئی گناہ کرلیا تو اس کا گناہ اسی شخص پر یعنی اس کے باپ پر ہوگا۔

تشریح: ان دونوں حدیثوں میں بہت اہم نصیحتیں ہیں۔

اچھا نام رکھنے کا حکم

اولاً تو یہ فرمایا کہ جب کسی کو اولاد ہو تو اس کا نام اچھا رکھے بچوں کا اچھا نام رکھنا بھی ماں باپ کی اہم ذمہ داری ہے اور بچوں کا یہ حق ہے کہ ان کا اچھا نام رکھا جائے، ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے روز تم اپنے ناموں اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے، لہٰذا تم اپنے نام اچھے رکھو۔ (ابوداؤد شریف)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ فرشتے مومن کی روح لیکر آسمان کی طرف جاتے ہیں تو فرشتوں کی جس جماعت پر گزرتے ہیں ہر جماعت یہ پوچھتی ہے کہ یہ کون پاکیزہ روح ہے اس روح کو لے جانیوالے فرشتے اس کا وہ اچھے سے اچھا نام لے کر جواب دیتے ہیں، جسکے ذریعہ دنیا میں بلایا جاتا تھا کہ فلاں ابن فلاں ہے اور جب کافر کی روح کو اوپر لے کر چڑھتے ہیں تو فرشتوں کی جس جماعت پر گزرتے ہیں ہر جماعت پوچھتی ہے کہ یہ کون خبیث روح ہے تو روح کو لے جانے والے فرشتے اس کا وہ برے سے برا نام لیکر جسکے ذریعہ دنیا میں پکارا جاتا تھا جواب دیتے ہیں کہ فلاں ابن فلاں ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ (مشکوٰۃ)

بُرا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان یغیر الاسم القبیح

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم برے نام کو بدل دیا کرتے تھے۔ (ترمذی)

besturdubooks.wordpress.com

ماں باپ پر لازم ہے کہ بچوں کے نام اچھے رکھیں اور اچھے نام وہ ہیں جن سے اللہ کا بندہ ہونا معلوم ہوتا ہے، اسلام اور ایمان کی صفات ظاہر ہوتی ہوں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبیوں کے ناموں پر نام رکھو اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے اور سب سے برا نام حرب اور مرۃ ہے۔ (مشکوٰۃ)

حرب لڑائی کو اور مُرۃ کڑوے کو کہتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں ناموں کو بدترین نام فرمایا۔ انسان انس اور ہمدردی کے لئے پیدا ہوا ہے۔ دین اسلام سراسر صلح اور سلامتی سکھاتا ہے، پھر کسی کا نام "حرب" یعنی جنگ رکھنا کیسے پسندیدہ ہوسکتا ہے اور مومن خوش اخلاق پاکیزہ صفات، محبت کا پیکر اور الفت کا مجسمہ ہوتا ہے بھلا وہ کڑوا کیوں ہونے لگا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ، عبدالرحمٰن نام رکھنے کو بہت پسند فرمایا اور انبیاءؑ کے ناموں پر نام رکھنے کی ترغیب دی ہے۔ زمانہ ہائے گزشتہ میں ماں باپ اسلامی نام رکھتے تھے۔ عبداللہ، عبدالرحمٰن، عبدالرحیم، عبدالکریم وغیرہ جن سے بندگی ٹپکتی تھی اور مالک و خالق سے خاص تعلق کا اظہار ہوتا تھا حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں پر بھی نام رکھتے تھے جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ان جلیل القدر ہستیوں کے ناموں سے اور ناموں کے ذریعہ ان کے کاموں سے ذہن مانوس رہتا تھا، چند لوگ آج بھی ایسے ہیں جو بچوں کے نام رکھنے میں احادیث شریفہ کے بتائے ہوئے اصولوں کی پابندی کرتے ہیں لیکن اکثر لوگوں میں نئے نئے نام رواج پاگئے ہیں اب تو پروین اور پرویز، غزالہ اور شاہین نے بہت رواج پالیا ہے۔ حالانکہ پرویز فارس کے اس بادشاہ کا نام تھا جس نے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی چاک کردیا تھا جو آپ نے تبلیغ کے لئے لکھا تھا، ایسے دشمن کے نام پر نام رکھنا بڑی ناسمجھی کی بات ہے۔ شاہین باز کو کہتے ہیں، غزالہ ہرن کو کہتے ہیں، کیا نام نکالے ہیں اچھے نام چھوڑ کر جانوروں کے نام اختیار کرلئے اس سلسلہ میں ہم نے ایک رسالہ لکھا ہے جو اسلامی نام کے عنوان سے چھپا ہوا ہے، اس کا مطالعہ کیا جائے۔

بُندا، گھسیٹا، چھجو (برصغیر میں پیار سے کم پڑھے لکھے گھرانوں میں اس طرح کے نام رکھے جاتے تھے، یہ ان کا ذکر ہے) بعض عورتیں ٹوٹکہ، ٹونہ کرتی ہیں اور بچوں کے نام اسی عنوان سے رکھ دیتی ہیں، مثلاً کسی بچے کے کان میں ٹوٹکے کے لئے بندہ ڈالا تو وہ بندہ ہوگیا اور کسی کو چھاج میں رکھ کر گھسیٹ گیا تو وہ گھسیٹا یا چھجو ہوگیا اور اسی طرح بہت سی حرکتیں کرکے نام رکھتی ہیں یہ سب شرک ہے بہت سے خراب نام احقر نے خود سنے ہیں اور ایسے لوگوں سے ملاقات ہوئی ہے۔ ایک شخص کا نام کوڑا تھا بعض لوگوں نے بتایا کہ اس طرح کا نام عورتیں یہ سمجھ کر رکھتی ہیں کہ ایسا نام رکھنے سے بچہ زندہ رہے گا۔ یہ بھی شرک ہے اور اب ایک مصیبت اور چلی ہے وہ یہ کہ بچوں کے انگریزی نام رکھے جاتے ہیں۔ اور بچوں کو سکھایا جاتا ہے کہ باپ کو ابا کے بجائے ڈیڈی کہا جائے۔ اور نام رکھنے کا ایک اصول یہ بنا رکھا ہے کہ جو نالائق، بے شرم، بے حیا، بے دین مرد اور عورت سینما کی فلموں میں کام کرتے ہیں، ان کے ناموں پر بچوں کے نام رکھے جاتے ہیں۔ اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ والے بزرگوں کی یادگار باقی رکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے بے حیا بے شرم لوگوں کے ناموں کو زندہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

besturdubooks.wordpress.com

بچوں کو دینی زندگی پر ڈالنے کا حکم

دوسری نصیحت اولاد کو ادب سکھانے کے بارے فرمائی، پسندیدہ اعمال اور بلند اخلاق یہ سب ادب کے ذیل میں آجاتے ہیں۔ فرائض کا اہتمام کرنا اور ممنوعات سے بچنا آدابِ عبودیت میں سے ہے اور انسانوں کے ساتھ اس طریقہ سے پیش آنا کہ کسی کو تکلیف نہ ہو یہ آدابِ معاشرت میں سے ہے آج کل لوگ اپنی اولاد کو نہ اللہ کی راہ پر لگاتے ہیں نہ یہ آدابِ عبودیت سکھاتے ہیں اور نہ اسلامی معاشرت کے آداب البتہ یورپ اور امریکہ کی بے حیا قوموں کے طرزِ زندگی کو اپناتے ہیں اور بچوں کو انہیں کے طور طریق سکھاتے ہیں۔

ایک چھوٹا سا بچہ کلمہ طیبہ اور سبحانک اللھم نہیں سنا سکتا، لیکن پتلون پہننے اور ٹائی لگانے کے آداب سے واقف ہوتا ہے آہ! ماں باپ اپنی اولاد کا کیسے کیسے خون کر رہے ہیں۔ مسلمان ہونے کے بھی مدعی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ طور طریق، سج دھج رنگ ڈھنگ، رفتار گفتار اور دوسرے شعبہ ہائے زندگی میں بے شرم انگریزوں کے مقتدی اور تبع بنے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو سمجھ دے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہم کو اپنی عبادات و طاعات خاصہ کی توفیق، اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق فرمائیے۔

یا اللہ! یا اللہ لغزشوں سے نفس و شیطان کے مکائد سے ہم کو محفوظ فرمائیے۔

یا اللہ! مجبوراً معاشرہ کے غلبہ سے اور نفس و شیطان کے غلبہ سے ہم سے جو فسق و فجور کے کام ہوئے ہیں ہم ان سے نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ دینے کا عزم کرتے ہیں۔ مگر ڈرتے ہیں کہ پھر ہم سے ان کا ارتکاب ہو جائے گا۔ یا اللہ آپ ہی محافظ حقیقی ہیں۔ رحم کرنے والے ہیں ہم پر رحم فرمائیے، ہمیں محفوظ رکھیے اور اپنا مورِدِ رحمت بنا لیجئے۔

یا اللہ! ہم سے زیادہ محتاج اور کون ہے، ہم آپ کے فضل و کرم کے بہت محتاج ہیں، ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لیجئے، اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار، سچا اُمتی بنا دیجئے۔

besturdubooks.wordpress.com

نکاحوں میں تاخیر کرنے کے اسباب

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُمْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم مَنْ وُّلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَلْیُحْسِنِ اسْمَهٗ وَاَدَبَهٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْیُزَوِّجْهُ فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ یُزَوِّجْهُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُهٗ عَلٰی اَبِیْهِ. (رواہ البیهقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کے کوئی اولاد ہو تو اس کا اچھا نام رکھے اور اسے ادب سکھائے پھر جب بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کر دے اگر اولاد بالغ ہوئی اور اس کا نکاح نہ کیا جس کی وجہ سے اس نے کوئی گناہ کر لیا تو باپ پر اس کا گناہ ہوگا۔

تیسری نصیحت حدیث بالا میں یہ فرمائی کہ جب اولاد بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کر دیا جائے، آج کل اس نصیحت سے بہت غفلت ہو رہی ہے انگریزی پڑھنے اور امتحان دینے کی جو مصیبت سوار ہوگئی ہے اس نے اس نصیحت کو پس پشت ڈلوا دیا ہے۔ تیس پینتیس سال کی لڑکیاں ہو جاتی ہیں ان کی شادی نہیں ہوتی۔ ایک تو اس وجہ سے کہ لڑکیاں بھی ڈگریوں کی دوڑ دھوپ میں لڑکوں کے ساتھ شریک ہیں، شادی کریں تو کالج اور یونیورسٹی کیسے جائیں۔ شادی شدہ ہو کر تو گھر لے کر بیٹھنا پڑتا ہے۔

دوسرے جب ڈگریاں حاصل کر لیتی ہیں تو اپنی برابر کا جوڑ (جسے اسی طرح کی ڈگریاں حاصل ہوں) نہیں ملتا، اگر ملتا ہے تو وہ یورپ اور امریکہ کی لیڈی پر نظر ڈالتا ہے، مشرق کی عورت کو پوچھتا ہی نہیں اور ظاہر ہے کہ ڈگریاں لینے سے نفس امارہ نہیں مر جاتا، شرعی نکاح ہوتا نہیں اور فلمیں دیکھ دیکھ کر خواہشات کو ابھار ہوتا رہتا ہے، پھر ان خواہشات کے پورا کرنے کے لئے حلال نہ ہونے پر حرام ہی کو اختیار کیا جاتا ہے اور غیر شادی شدہ عورتیں مائیں بن جاتی ہیں اور بے باپ کی اولاد سڑکوں پر پڑی ملتی ہے۔

اس گناہ کا وبال کرنے والوں پر تو ہے ہی، ماں باپ بھی اس گناہ میں شریک ہوتے ہیں کیونکہ وہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی مؤخر کرتے ہیں۔ باپ شادی کرنا چاہتے ہیں اور لڑکا لڑکی شادی پر راضی نہیں اور گناہ کرتے ہیں تو ماں باپ گناہ سے بچ جاتے ہیں، وہی تنہا گناہ کے ذمہ دار ہوں گے۔

عورتوں کو بی اے، ایم اے، پی ایچ ڈی اور ڈاکٹر بننے کی کوئی ضرورت نہیں، اسلام نے بیوی کا خرچ مرد پر رکھ دیا ہے، بالغ ہونے پر شادی کرے، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں گھومنے کی کوئی ضرورت نہیں، گھر میں پردہ کے ساتھ قرآن مجید، دینی تعلیم اور حساب و کتاب بقدر ضرورت پڑھ لینا کافی ہے۔

حدیث گزشتہ میں ارشاد فرمایا کہ جس کی لڑکی بارہ سال کو پہنچ گئی اور اس کا نکاح نہ کیا جس کی وجہ سے وہ گناہ کر بیٹھی تو اس کا گناہ باپ پر ہوگا بارہ سال کی عمر میں چونکہ لڑکیاں عموماً بالغ ہو جاتی ہیں اس لئے اس عمر کا ذکر کر دیا گیا، اگر دیندار خوش خلق جوڑا ملنے میں کچھ دیر لگ جائے تو اور بات ہے ورنہ بالغ ہونے پر جلد از جلد نکاح کر دینا لازم ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

دور حاضر کے گمراہ لوگوں کو ہماری باتیں ناگوار تو معلوم ہوتی ہوں گی اور یہ پرانی بات ہے کہ حق کڑوا ہوتا ہے پس جیسے مریض کو کڑوی دوا پینی پڑتی ہے اور آپریشن کرانا پڑتا ہے اسی طرح جو حق پر عمل پیرا نہ ہوا سے حق سن کر کان دبا لینے چاہئے اور کڑوی دوا کا گھونٹ سمجھ کر حق کو حلق سے نیچے اتار لے تاکہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو۔

موقع کا رشتہ نہ ملنے کا عذر بالکل صحیح نہیں

اور بعضے لوگ دیر میں یہ عذر کرتے ہیں کہ کیا کریں کہیں سے موقع کا رشتہ ہاتھ ہی نہیں آتا تو کیا کسی کے ہاتھ...... پکڑا دیں؟ یہ عذر اگر واقعی ہوتا تو صحیح تھا، یعنی سچ مچ اگر موقع کا رشتہ نہ آتا تو واقعی یہ شخص معذور تھا لیکن خود اسی میں کلام ہے کہ جو رشتے آتے ہیں آیا وہ سب ہی بے موقع ہیں، بات یہ ہے کہ بے موقع کا مفہوم خود انہوں نے اپنے ذہن میں تصنیف کر رکھا ہے جس کے اجزاء یہ ہیں۔

لائق داماد کی ذہنی تراشیدہ صفات

ا۔ حسب نسب حضرات حسنین رضی اللہ عنہما جیسا ہو۔

۲۔ اور اخلاق میں جنید ؒ جیسا ہو۔

۳۔ اور علم میں اگر وہ دینی ہے تو ابو حنیفہ ؒ کے برابر ہو۔ اگر دنیوی ہے تو بوعلی سینا کا مثل ہو۔

۴۔ حسن میں یوسف علیہ السلام کا ثانی ہو۔

۵۔ اور ثروت و ریاست میں قارون و فرعون کے ہم پلہ ہو۔

بس اس کا لقب کہیں لائق داماد ہوگا۔ ان صفات کے لحاظ کا مضائقہ نہیں بلکہ منجملہ حقوق اولاد کے ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی دو امر اور بھی لحاظ کے قابل ہیں۔

غلوّ ہر امر میں مذموم ہے

ایک یہ کہ ہر امر میں استدلال مدِ نظر رکھنا چاہئے، غلو ہر امر میں مذموم ہے۔ دوسرے یہ کہ ایک شخص میں تمام صفات کا مجتمع ہونا بھی شاذ و نادر ہے، پس اگر صفات مذکورہ بقدر ضرورت کسی میں مجتمع ہوں مگر ان میں جو اہم ہیں وہ موجود ہیں اور وہ تین امر ہیں۔

نکاح کرتے وقت لڑکے میں تین امر کا دیکھنا ضروری ہے

ایک قوتِ اکتساب (کمانے کی قوت)، دوسرے کفاءت (برابری) میں زیادہ تفاوت نہیں، تیسرے دینداری، ان دونوں صورتوں میں زیادہ کاوش (کھوج) چھوڑ دے ورنہ وہی بات پیش آئے گی جس کا ذکر حدیث میں ہے کہ جب خلق و دین میں کفاءت ہو تو نکاح کر دیا کرو ورنہ زمین میں فساد کبیر ہوگا، یہ تو حقیقی جواب ہے۔ ان لوگوں کی غلط فہمی کا۔

موقع کا رشتہ نہ ملنے کے عذر کے تین الزامی جوابات

اور تین جواب الزامی میں بھی ان کے جواب میں قابل احتجاج ہیں۔ ایک یہ کہ جن صفات کو جس درجہ میں تم دوسروں میں ڈھونڈتے ہو۔ تم کو جس شخص نے لڑکی دی تھی جس کی بدولت آج اپنی لڑکی کے باپ بن کر یہ جولانیاں دکھارہے ہو کیا اس شخص نے بھی تمہارے لئے ایسی ہی تفتیش وکاوش (تحقیق وجستجو) کی تھی، اگر وہ ایسا کرتا تو تم کو عورت ہی میسر نہ ہوتی اور ان باتوں کے بنانے کا موقع ہی نہ ملتا۔ غرض اس نے ایسا نہیں کیا، تو اس نے جب ایسا نہ کیا تو تم نے یا تمہارے باپ نے دوسرے بھائی مسلمانوں کی بدخواہی کیوں کی؟ کہ باوجود تمہارے اندر ان اوصاف کے علیٰ سبیل الکمال (مکمل طور پر) مجتمع نہ ہونے کے اس کی لڑکی پر نکاحی قبضہ کرلیا۔ آنچہ برخود نہ پسندی بر دیگراں مپسند (جو چیز تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ دوسروں کے لئے کیوں پسند کرتے ہو) پر عمل کیوں نہیں کیا؟

دوسرا الزامی جواب یہ ہے کہ جب تم اپنی دختر کے لئے ان صفات کا شوہر تلاش کرتے ہو، انصاف کرو تم جب اپنے

besturdubooks.wordpress.com

فرزند کے لئے کسی کی لڑکی کی درخواست کی تھی یا کرنے کا خیال ہے کیا اپنے صاحبزادہ میں بھی یہ صفات اسی درجہ کی دیکھ لی ہیں یا دیکھنے کا ارادہ ہے، افسوس! آنچہ برخودنہ پسندی بردیگراں مپسند کے مقولہ کا یہاں بھی خون کیا!

تیسرا جواب یہ ہے کہ جس طرح لڑکوں میں بے شمار خوبیاں ڈھونڈھی جاتی ہیں اگر دوسرا شخص تمہاری لڑکیوں میں اس سے عشر (دسواں حصہ) خوبیاں اور ہنر بھی دیکھنے لگے تو میں یقین کرتا ہوں کہ تمام عمر ایک لڑکی بھی بیاہی نہ جائے، یہاں بھی وہی آنچہ برخودنہ پسندی بردیگراں مپسند کا اہمال (چھوڑ دینا) لازم آتا ہے۔

غرض یہ عذر کہ رشتہ موقع کا نہیں آتا اکثر احوال میں بے موقع ہے، یہ تو بیان تھا عورتوں کے حق میں شادی کے باب میں عملاً تنگی کرنے کا۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! تمام ممالک اسلامیہ میں پھر اسلام کی حیات طیبہ عطا فرما دیجئے۔ ان کی اعانت ونصرت فرمایئے۔

یا اللہ! یہ ملک پاکستان جو اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا اس کو گمراہیوں سے بچایئے۔ ہر قسم کے فواحش ومنکرات سے جو رائج الوقت ہو رہے ہیں۔ ان سے محفوظ رکھئے۔

یا اللہ! ہمارے قلوب کی صلاحیتیں درست فرما دیجئے' ایمانوں میں تازگی عطا فرما دیجئے۔ تقاضائے ایمان بیدار فرما دیجئے ہمارے دلوں میں گناہوں سے نفرت پیدا فرما دیجئے' غیرت پیدا فرما دیجئے۔

یا اللہ! ہمیں ظاہری وباطنی ہلاکت سے بچا لیجئے اور اپنی مغفرت ورحمت کا مورد بنا دیجئے اور عذاب نار سے بچا لیجئے۔

یا اللہ! اپنے محبوب شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے حشر میں ہم پر اپنی رحمتیں نازل فرمایئے۔ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ نصیب فرمایئے ہمارے ظاہر کو بھی پاک کر دیجئے اور باطن کو بھی پاک کر دیجئے۔

یا اللہ! جو جو دشواریاں' بیماریاں' پریشانیاں جس میں ہم مبتلا ہیں اور آنے والے خدشات آفات ہیں ان سب سے ہم کو محفوظ رکھئے۔

besturdubooks.wordpress.com

دیندار عورت سے نکاح کرو

وَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاکَ. (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت سے چار چیزیں دیکھ کر نکاح کیا جاتا ہے۔(۱)....اسکے مال کی وجہ سے (۲)....اسکی حیثیت کی وجہ سے (۳)....اسکی خوبصورتی کیوجہ سے (۴)....اسکی دینداری کی وجہ سے پس اے مخاطب تو دیندار عورت کو اپنے نکاح میں لاکر کامیاب ہوجا تیرا بھلا ہو۔(مشکوٰۃ)

نیک عورت دنیا کی بہترین شئے ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پوری دنیا نفع حاصل کرنے کی چیز ہے اور دنیا کی چیزوں میں سب سے بہتر چیز جس سے نفع حاصل کیا جائے نیک عورت ہے۔(مشکوٰۃ)

تشریح: دیکھنے میں سب انسان گوشت پوست کے بنے ہوئے ہیں۔عموماً سب کے اعضاء و جوارح یکساں ہیں۔البتہ ایمان اور اخلاق حسنہ و اعمال صالحہ کی وجہ سے اس کو دوسرے پر فضیلت حاصل ہے۔کالا گورا ہونا یا کسی خاص ملک کا باشندہ ہونا موٹا تازہ ہونا یہ کوئی فضیلت کی بات نہیں۔اگر آدمی حسن و جمال میں بڑھ کر ہو، رنگ روپ کے اعتبار سے بہتر ہو لیکن اس میں کسی کی ہمدردی نہ ہو، تو اس کی خوبصورتی اسے انسانیت کے شرف سے متصف نہیں کرسکتی، اسی طرح کسی شخص کو اگر دنیوی حیثیت سے کوئی بڑائی حاصل ہے، عہدہ دار ہے یا کسی منصب پر فائز ہے مگر اخلاق کے اعتبار سے پھاڑ کھانے والا بھیڑیا یا لوٹ لینے والا غنڈہ ہے تو اسے عہدہ یا منصب کی وجہ سے کوئی پسندیدہ انسان نہیں کہہ سکتا۔اسی طرح اگر کسی کے پاس دولت بہت ہے مگر بداخلاق ہے، حریص اور کنجوس ہے تو محض مال کی وجہ سے اسے کوئی تفوق اور امتیازی شان حاصل نہیں، ہاں اگر کوئی شخص (مرد یا عورت) دیندار ہے یعنی صاحب خلق عظیم خاتم النبیین، تاجدار دوعالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہے آپ کے اخلاق کا پیرو ہے تو وہ باکمال انسان ہے وہ انسانیت کی شرف سے مالا مال ہے اس کا نفس مہذب ہے۔وہ انس والفت کا مجسمہ ہے اور محبت و اخوت کا پتلا ہے، دوسروں کی خاطر تکلیف برداشت کرسکتا ہے۔احباب و اصحاب سے نباہ کرنے کا خوگر ہے۔اس سے جو قریب ہوگا خوش رہے گا اس کی الفت ومحبت سفر کے ساتھیوں کو اور گھر کے پڑوسیوں کو گرویدہ کرلے گی، اگر ایسے شخص سے کسی عورت کا نکاح ہوگیا تو وہ عورت اس کے اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کی وجہ سے زندگی بھر خوش رہے گی۔اگر اس کا خیال نہ رکھا گیا تو دنیاوی زندگی سراپا مصیبت بن جائے گی۔اسی لئے تو سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی ایسا شخص تمہارے پاس نکاح کا پیغام بھیجے

besturdubooks.wordpress.com

جس کے اخلاق اور دینداری سے تم خوش ہو تو اس کا پیغام رد نہ کرو بلکہ جس عورت نے نکاح کرنے کا پیغام دیا ہے اس سے نکاح کردو۔ اگر تم ایسا نہ کروگے تو زمین میں بڑا فتنہ وفساد ہوگا۔

ایک پیغام دینے والے مرد میں دینداری اور حسن خلقی نہ دیکھی بلکہ صرف مال یا حسن و جمال یا دنیوی منصب و مرتبہ دیکھ لیا اور ان چیزوں کے پیش نظر کسی عورت کا نکاح کردیا تو اس عورت کی دینداری تو تباہ ہو ہی جائے گی جس کی وجہ سے آخرت برباد ہوگی مگر اس کی دنیا بھی آرام سے نہ گزرے گی۔ جو خدا کو جانتا ہے چونکہ وہ احکام شریعت کو سمجھتا ہے اس لئے وہ مخلوق کے حقوق بھی ادا کرے گا اور ایذاء و تکلیف سے باز رہے گا۔ جو خدا کا نہیں وہ کسی کا نہیں، جس نے اپنے خالق و مالک کے احکام کی پرواہ نہ کی وہ اپنی ماتحت مخلوق کے حقوق ادا کرنے اور آرام پہنچانے کے لئے کیونکر فکرمند ہوسکتا ہے۔

آج کل دین کو نہیں دیکھتے، دوسری چیزیں دیکھ کر لڑکی بیاہ دیتے ہیں، کوئی دنیوی تعلیم دیکھ کر اور کوئی مال دیکھ کر رشتہ کردیتا ہے اور کوئی دنیوی عہدہ و ملازمت دیکھ کر لڑکی دے دیتا ہے۔ پھر اس کے نتیجے بھگتتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ مسائل نہ جاننے کی وجہ سے تین طلاق دے کر بھی عورت کو رکھے رہتے ہیں۔ اور ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو سال دو سال تعلقات ٹھیک رکھ کر عورت کو ادھر ہی چھوڑ دیتے ہیں، نہ اسے طلاق دیتے ہیں نہ خرچہ پانی دیتے ہیں اور بعض بداخلاق لوگ بے جا مار پیٹ کرکے عورت کا ڈھیر کر دیتے ہیں۔ اب لڑکی کے اولیاء مفتی کے پاس آتے ہیں کہ بڑے ظالم سے پالا پڑا، وہ تو ایسا ہے ویسا ہے، کوئی چھٹکارا کا راستہ نکالئے ، حالانکہ جب اس سے نکاح کیا تھا، وہ اس وقت بھی ایسا ہی تھا، جو لوگ خداترس دیندار ہیں، ان کی داڑھیوں سے ڈرتے ہیں، اگر ان کو لڑکی دے دیں گے تو گویا لڑکی داڑھی کے دو تولہ بوجھ میں دب جائے گی اور گویا لڑکی کے ماں باپ معاشرہ میں بے عزت ہو جائیں گے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

جب دیندار ناپسند ہے تو لامحالہ بے دینوں اور ٹیڈیوں نیز ہپیوں کو لڑکیاں دیتے ہیں۔ پھر یہ لوگ مندرجہ بالا طریقوں سے تکلیف پہنچاتے ہیں۔ افسوس ہے کہ دیندار لڑکی بھی بے دین کے پلے باندھ دیتے ہیں جو اس بے چاری کو نہ نماز پڑھنے دے نہ روزہ رکھنے دے، بے پردہ ہونے پر مجبور کرتا ہے اور سینما ساتھ لے جانے کے لئے ضد کرتا ہے۔ یہ وہی فتنہ و فساد ہے جس کا حدیث شریف میں ذکر فرمایا ہے کہ اگر ایسے شخص سے لڑکی کا نکاح نہ کروگے جس کی دینداری اور خوش خلقی سے اطمینان ہو تو زمین میں بڑا فتنہ اور (لمبا) چوڑا فساد ہوگا۔ البتہ بعض ظاہری دینداروں سے بھی تکلیف پہنچ جاتی ہے مگر یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو حقیقی دیندار نہیں ہوتے۔ باطن کی اصلاح نہ ہونے کی وجہ سے مصیبت بنتے ہیں۔ دیندار وہ ہے جس کا ظاہر و باطن دونوں اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ سے آراستہ ہوں۔

جس طرح سے شوہر دیندار خدا ترس تلاش کرنے کی ضرورت ہے، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ عورت دیندار تلاش کی جائے جو اعمال صالح کی خوگر ہو، مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ پہلی حدیث میں فرمایا کہ عورت کی دینداری دیکھ کر نکاح کرلو۔ اس کا مال و جمال نیز مرتبہ وحیثیت نہ دیکھو۔ اگر عورت دیندار نہ ہوگی تو نہ شوہر کے حقوق ادا کرے گی نہ اولاد کو دیندار بنائے گی۔ شوہر کا مال بے جا اڑائے گی، نامحرموں کے سامنے بے پردہ ہو کر آئے گی اور اس کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچیں گی اسی لئے تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: **خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ۔**

یعنی دنیا میں نفع حاصل کرنے کی جو چیزیں ہیں ان میں

besturdubooks.wordpress.com

سب سے بہتر نیک عورت ہے۔

بہت سے لوگ خوبصورت عورت پر ریجھ جاتے ہیں اس کی سفید کھال تو دیکھ لیتے ہیں لیکن سیاہ قلب کو نہیں دیکھتے۔ وہ ہے تو خوبصورت لیکن نہ روزہ رکھتی ہے نہ نماز پڑھتی ہے دن بھر غیبتوں میں مبتلا اور ساس نندوں سے لڑنے میں مشغول رہتی ہے۔ شوہر کی پوری آمدنی پر قبضہ کر لیتی ہے اگر شوہر والدہ کو کوئی پیسہ دے دے تو ناراض والد کی خدمت کرے تو غصہ، بہنوں کو کچھ دے دے تو خفگی، پہلی بیوی کی اولاد پر خرچ کر دے تو لڑتے لڑتے جان تباہ کر دے، رات دن لڑائی اور شوہر کے لئے ایک عذاب، خوبصورتی دیکھ کر شادی کرنے سے ایسی آفتیں آجاتی ہیں۔

دیندار عورت کا شوہر اگر اپنے ماں باپ پر خرچ نہ بھی کرے گا تب بھی وہ صلہ رحمی کی ترغیب دے گی اور نیکی پر آمادہ کرے گی۔ سب کے حقوق خود بھی پہچانے گی اور شوہر کو بھی حق شناسی پر ابھارے گی

بس آج کل شوہر ایکٹرس بیوی سے اور عورتیں فلم کار اور موسیقار شوہر سے شادی کرنے کو کمال سمجھتی ہیں۔ کہاں کی دینداری اور کیسی شرافت سب کو بالائے طاق رکھ چکے ہیں، دینداری، خدا ترسی عیب بن چکی ہے اور اس سب کے باوجود دامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی وابستگی کے دعوے دار ہیں، کیا یہ حماقت اور جہالت نہیں ہے۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ آج کل پڑھی لکھی لڑکیاں بھی معاشرہ میں مصیبت بن گئی ہیں، لڑکیوں کو میٹرک ہی نہیں بلکہ بی اے، ایم اے اور پی ایچ ڈی تک کراتے ہیں اب ان کے لئے جوڑا ڈھونڈتے ہیں تو ایسا شخص چاہتے ہیں جو تعلیم میں ان کے برابر یا ان سے زیادہ ہو، ایسا شخص نہیں ملتا، یا ملتا ہے تو اس کی اپنی شرطیں لڑکی والے پوری نہیں کر پاتے لامحالہ تیس تیس سال بلکہ اس سے بھی زیادہ عمر تک لڑکیاں یوں ہی بیٹھی رہتی ہیں۔ جس عورت کا کالج میں آنا جانا رہا، یونیورسٹی میں آئے گئی اس کے دیندار اور پردہ دار ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دیندار مرد اسے پسند نہیں کرتے اور وہ دیندار کو پسند نہیں کرتے اور مطلب کا جوڑا ملتا نہیں، لہٰذا یا تو بیٹھی رہ جاتی ہیں یا بے دین کے پلے پڑتی ہیں۔ پھر دونوں سے مل کر پیدا ہونے والے بچوں کو خالص یورپین بنا دیتے ہیں۔ غرض کہ فتنے ہی فتنے ہیں۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ.

دُعا کیجئے

یا اللہ! ان احادیث میں ہم نے جو اسلامی آداب واحکام سیکھے ہیں ان پر دل وجان سے عمل کر کے اپنی رضا والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

یا اللہ! موجودہ دور میں ہمیں دین اسلام پر مضبوطی سے کاربند فرما اور غیر اسلامی تہذیب کے اثرات سے ہمیں اور ہماری نسلوں کی حفاظت فرما۔ آمین

یا اللہ! ہمیں اپنی اتنی محبت عطا فرما کہ آپ کے احکامات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر چلنا ہمارے لئے نہایت سہل ہو جائے۔

besturdubooks.wordpress.com

منکوحہ کے مال پر نظر رکھنا بڑی بے غیرتی ہے

وَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ. (راوه البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت سے چار چیزیں دیکھ کر نکاح کیا جاتا ہے۔(۱)..... اسکے مال کی وجہ سے (۲)..... اسکی حیثیت کی وجہ سے (۳)..... اسکی خوبصورتی کی وجہ سے (۴)..... اسکی دینداری کی وجہ سے پس اے مخاطب تو دیندار عورت کو اپنے نکاح میں لاکر کامیاب ہو جا تیرا بھلا ہو۔ (مشکوٰۃ)

تشریح: ایک کوتاہی ناکحین (نکاح کرنے والوں) میں یہ ہے کہ منکوحہ (جس سے نکاح کرنا مطلوب ہے) کے مال کو دیکھتے ہیں اور درحقیقت یہ اس سے بھی بدتر ہے کہ منکوحہ یا اس کے اولیاء مرد کے مال کو دیکھیں کیونکہ یہ تو کسی درجہ میں اگر اس میں غلو نہ ہو امر معقول ہے کیونکہ مرد پر نفقہ و مہر عورت کا واجب ہوتا ہے تو اس پر استطاعت رکھنے کو دیکھنا مضائقہ نہیں بلکہ ایک قسم کی ضروری مصلحت ہے البتہ اس میں ایک قسم کا غلو ہو جانا کہ اس کو اور ضروری اوصاف پر ترجیح دی جائے یا مذموم ہے لیکن عورت کے مالدار ہونے پر نظر کرنا محض اس غرض سے کہ ہم اس سے منتفع (فائدہ اٹھانے والے) ہوں گے یا ہم پر نفقات وغیرہ کا بار کم پڑے گا بڑی بے غیرتی اور بے حمیتی ہے۔

چوں باز باش کہ صدی کنی وہ لقمہ دہی
طفیل خوردہ مشو چوں کلاغ بے پر و بال

اس کے علاوہ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ مالدار عورت نادار مرد کو کبھی خاطر میں نہیں لاتی، اس کو حقیر اور خادم سمجھتی ہے اور ناکح کے والدین کا اس پر نظر کرنا کہ ایسی بہو بیاہ کر لائیں کہ جہیز بہت سا لائے وہ بھی احمق ہیں، ان کی بھی وہی مثل ہے کہ ع

چو موش بر سر دکان روستا خورسند

اول تو وہ جہیز ملک بہو کا، کسی کو اس سے کیا؟ لیکن اگر یہ بھی سمجھا جائے کہ گھر میں رہے گا تو ہمارے بھی کام آئے گا (اس سے) اول تو وہی بے حمیتی (بے غیرتی) دوسرے اگر اس کو گوارہ بھی کر لیا جائے تو اس خیال کے ناکح کو تو کسی درجہ میں گنجائش ہے مگر ساس سسر کا کیا واسطہ، آج صاحبزادہ صاحب اپنی رائے سے یا بیوی کے کہنے سے جدا ہو جائیں بس ساری امیدوں پر پانی پھر جائے گا۔

اپنے برابر والوں سے تعلق نکاح کرنے سے ہر قسم کے مصالح محفوظ رہتے ہیں

البتہ اگر منکوحہ کے زیادہ مفلس نہ ہونے پر ایک مصلحت کی تحصیل کے لئے مناسب ہے وہ منفعت تو یہی ہے کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ مفلس محض میں دو امر کی کمی ہوتی ہے، ایک سلیقہ کی دوسری سیر چشمی کی، پس سلیقہ کی کمی سے اس میں خدمت کی لیاقت نہیں ہوتی اور اس سے کلفت ہوتی ہے اور سیر چشمی کی کمی

besturdubooks.wordpress.com

سے بعض اوقات ضروری خرچوں میں تنگی کرتی ہے جس سے بعض اہل حقوق کے حقوق بھی ضائع ہوتے ہیں اور بعض مقامات پر شرمندگی بھی ہوتی ہے، کسی مہمان کو روٹی کم دے دی، کسی سائل حاجتمند کو محروم کر دیا اور اگر وہ بچپن سے کھانے پینے، دینے، دلانے، کھلانے پکانے میں رہی ہوگی تو راحت اور انتظام کی زیادہ امید ہے اور وہ مضرت (نقصان) یہ ہے کہ بعض کو دیکھا گیا ہے کہ دفعتاً مال و دولت کو دیکھ کر آنکھیں پھٹ جاتی ہیں اور اچھلنے لگتی ہیں اور سلیقہ ہوتا نہیں پس بے تمیزی سے اس کو اڑانا شروع کر دیتی ہے، چنانچہ اکثر نو دولتیوں کو یا بخل کی بلا میں مبتلا پایا یا اسراف کی، ان میں اعتدال کم ہوتا ہے، کیونکہ عادت نہیں اموال سے منتفع ہونے کی جو اعتدال سیکھتی، اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ خاوند کے گھر سے اس کو محبت نہیں ہوتی، نقد الگ، جنس الگ، کبھی ظاہر میں کبھی خفیہ میں (چھپا کر) جس طرح بن پڑتا ہے اپنے میکے والوں کو بھرنا شروع کر دیتی ہے اور عمر بھر یہی نزلہ بہتا رہتا ہے اور اس سے گھر میں بے حد بے برکتی ہوتی ہے، مرد کماتا کماتا تھک جائے مگر وہ اڑانے سے نہیں تھکتی، اس لئے مناسب یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے برابر والوں میں تعلق نکاح کا کرے تاکہ سب مصالح محفوظ رہیں اور یوں کسی کی طبیعت ہی خاص رنگ کی ہو اس کا ذکر نہیں۔

شوہر کی خواہش وغیرہ کے بغیر عورت اگر خلوصِ کامل سے اس کی کوئی مالی خدمت کرے تو اس کا مضائقہ نہیں البتہ اگر خلوصِ کامل سے شوہر کی کچھ خدمت کی جائے بدون اس کے کہ شوہر کو اس کی خواہش یا اس پر نظر یا اس کی نگرانی و انتظار ہو تو مضائقہ نہیں۔ وہو معنی قولہ تعالیٰ:

وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی.

اور تنگ دست پایا تو غنی کر دیا (سورۃ الضحیٰ)

واشتراط عدم التطلع والتشرف بقوله علیه السلام ما اتاک من غیر اشراف فخذوه ومالا فلا تتبعه نفسک او کما قال علیه الصلوٰة والسلام.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کچھ تمہارے پاس ہے بغیر اشراف نفس (بغیر انتظار کئے) کے آجائے اسے لے لو اور جو تمہارے پاس نہیں آتا نفس کو اس کے پیچھے مت لے جاؤ۔

عورت صرف سلیقہ سے اپنے شوہر کی خدمت نہیں کر سکتی بلکہ اس میں خدمت گزاری وغیرہ کا مادہ ہونا ضروری ہے

اور اگر یہ مقصود ہے کہ ایسی عورت سلیقہ دار ہوگی ہم کو راحت زیادہ پہنچائے گی، سو خوب سمجھ لو، راحت رسانی کے لئے صرف سلیقہ کافی نہیں بلکہ اطاعت و خلوص و خدمت گزاری کے مادہ (جذبہ) کی اس سے زیادہ ضرورت ہے اور سلیقہ میں کچھ کمی بھی ہو تو اس کو برداشت کر لیا جاتا ہے اور اگر نرا سلیقہ ہو اور وہ اوصاف نہ ہوں تو اول تو وہ خدمت ہی کیوں کرے گی؟

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہم کو اپنی عبادات و طاعات خاصہ کی توفیق اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق فرمایئے۔

یا اللہ! یا اللہ لغزشوں سے نفس و شیطان کے مکائد سے ہم کو محفوظ فرمایئے۔

besturdubooks.wordpress.com

عورتوں کوانگریزی تعلیم سے ان میں اخلاق ذمیمہ پیدا ہوجاتے ہیں

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ. (راوہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت سے چار چیزیں دیکھ کر نکاح کیا جاتا ہے۔(۱)....اسکے مال کی وجہ سے (۲)....اسکی حیثیت کی وجہ سے (۳)....اسکی خوبصورتی کیوجہ سے (۴)....اسکی دینداری کی وجہ سے پس اے مخاطب تو دیندار عورت کو اپنے نکاح میں لاکر کامیاب ہوجا تیرا بھلا ہو۔ (مشکوۃ)

تجربہ سے اس تعلیم جدید کا اثر خاص کر عورتوں کو یہ تعلیم دی جائے کہ وہ فطرۃً ہی ضعیف العقل وضعیف القلب (کم عقل اور کمزوردل) ہوتی ہے جس کے لئے زیادہ زیادت تاثر (اثر قبول کرنا) لازم ہے، یہ ثابت ہوا ہے کہ اس سے تکبر وخود غرضی وخود رائی و بے باکی اور آزادی و بے حیائی و چالاکی و نفاق وغیرہ اخلاق ذمیمہ (برے اخلاق) جو تمام اخلاق ذمیمہ کی جڑ ہیں، پیدا ہوتے ہیں، پس جب ان کا دماغ تکبر ونخوت سے پر ہے تو وہ تمہاری خدمت ہی کیوں کرے گی؟ جس سے تم کو راحت پہنچے۔

نوتعلیم یافتہ عورت بجائے شوہر کی خدمت کرنے کے اس سے خدمت لینے کی طالب ہوگی

بلکہ برعکس بوجہ خود غرضی کے وہ خود تم سے اپنے حقوق کا اعلیٰ پیمانہ پر مطالبہ کرے گی جس سے تمہاری عافیت (سلامتی) تنگ ہوجائے گی۔غرض وہ خود تم ہی سے اپنی خدمت چاہے گی اور تم ان سے وہ خدمتیں چاہو گے بھی جو ایک شریف سادہ طبیعت کی عورت اس کا اپنا فکر سمجھتی ہے تو وہ تم کو ضابطہ کا جواب دیں گی کہ یہ کام ہمارے ذمہ نہیں بلکہ جو ان کے ذمہ بھی قاعدہ سے ہوگا اس میں بھی خلاف تہذیب ہونے کا مخل صحت (صحت خراب کرنے) کا عذر کرکے ٹکا سا جواب دیں گی اور اپنے حقوق تم سے پورے وصول کریں گی۔تنخواہ تم سے کل رکھوالیں گی اور تین پانچ، ٹال مٹول کروگے تو عدالت پہنچیں گی اور اگر کہو کہ یہ بہت کم ہوتا ہے تو جواب میں عرض کروں گا کہ پھر وہ تعلیم یافتہ نہیں ہے اور اگر کہو کہ ہم ایسی تعلیم یافتہ نہیں چاہتے تو خیر وہ اس قدر خطرناک نہیں ہوگی، لیکن آزادی، بے حیائی مکروفریب، چالاکی اور نفاق تو تمغۂ مشترکہ (سب کا مشترکہ اعزازی نشان) ہے جو پوری اور ادھوری تعلیم سب میں ہے تو اس کے خطرات بھی ایک شریف اور غیور آدمی کے لئے کچھ کم نہیں ہوں گے۔

اگر عورت میں سب ہنر ہوں اور حیا نہ ہو تو وہ صحیح معنوں میں عورت نہیں

میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر عورت میں کوئی ہنر نہ ہو لیکن حیا ہو تو وہ اور کچھ نہیں مگر عورت تو ہے، اگر سب ہنر ہوں لیکن حیا نہ ہو تو وہ سب کچھ ہے مگر عورت نہیں اور نکاح کے مصالح کے لئے چاہئے عورت، جب وہ حکماً عورت ہی نہیں تو پھر اس سے مصالح نکاح کیسے حاصل ہوں گے پھر نکاح سے کیا فائدہ؟ بالائی مصالح کے لئے چار مہذب نوکر رکھ لو اور آب ریزی (شہوت کی ہوس پوری

besturdubooks.wordpress.com

کرنے) کے لئے اہل فرانس نے بہت سے طریقے ایجاد کردیئے، ان پر کفالت کرلو۔ رہی اولاد سو وہ اختیار ہی سے خارج ہے، اس کی فکر ہی کیا؟ پھر وہ ہر بد ہنر عورت سے بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے اتنی کنج وکاوش (جستجو اور تلاش) بیکار ہے اور اس کی کیا ضرورت ہے کہ سب مصالح ایک ہی شخص سے حاصل ہوں، غرض نکاح میں مصالح نکاح کی رعایت سب سے مقدم ہے جو عورت کی بے حیائی کے ہوتے ہوئے سب گرد ہے۔

عورتوں میں دینی تعلیم کا ڈھونڈنا ضروری ہے

البتہ اگر عورتوں میں دینی تعلیم ڈھونڈی جائے تو وہ علوم دینیہ کی تعلیم ہے جو انسان کو مہذب کامل بنا دیتی ہے جبکہ اس پر عمل کرے اور غالب یہ ہے کہ جب علم دین حاصل ہوتا ہے تو کبھی نہ کبھی عمل کی بھی توفیق ہو ہی جاتی ہے، سو اگر بے عملی سے فرضاً (فرض کرو) کچھ کلفت بھی ہوئی تو وہ دائمی نہ ہوگی۔ عارضی ہوگی جو ایک منٹ میں ختم ہو سکتی ہے۔ غرض اصل تعلیم قابل اہتمام تعلیم دینی ہے۔

دینی تعلیم سب تہذیبوں کی جڑ ہے

اور اس کے اساس التہذیب (تہذیبوں کی جڑ) ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہوتا ہے اور جس کے قلب میں خدا کا خوف ہوگا وہ اس قدر چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھے گا کہ اس سے احتمال ہی نہیں ہوگا کہ وہ کسی کا ذرا حق ضائع کرے یا کسی کو اس سے تکلیف پہنچے یا وہ اپنی غرض کو دوسرے کے حق پر مقدم کرے یا کسی کی بدخواہی کرے یا کسی کو دھوکا دے اور اس سے بڑھ کر کونسی تہذیب ہوگی؟

آج کل کی تہذیب تو تعذیب ہے

اور جس کا نام آج کل تہذیب رکھا گیا ہے جس کا حاصل تصنع وتلبیس وخداع ونفاق (بناوٹ، اپنا عیب چھپانا، دھوکہ دہی اور منافقت) ہے وہ سراسر تعذیب (عذاب دینا) ہے، جس کا پایا جانا عورت میں اس کو اس شعر کا مصداق بناتا ہے۔

زن بد در سرائے مرد نکو ہم دریں عالم است دوزخ او

بری عورت نیک مرد کے گھر میں بعینہ اس عالم میں اس کے لئے دوزخ ہے۔

اس تقریر کے بعض اجزائے تعلیم نسواں کے متعلق بھی حل ہوگئے اور مکمل بحث اس کی ایک مستقل تقریر میں بندہ نے لکھی ہے جو القاسم شوال ۱۳۳۱ھ کے پرچے میں شائع بھی ہو چکی ہے۔

عورتوں کو علم دین گھر پر ہی پڑھانا چاہئے

جسکی روح دو امر ہیں ایک یہ کہ انکو صرف علم دین پڑھایا جائے دوسرے یہ کہ یہ تعلیم خاص طرز سے متفرق طور پر گھروں میں ہونا چاہئے، مدارس کے طرز پر مجتمع طور پر نہ ہونا چاہئے کہ شریعت نے بلا ضرورت شدیدہ ان کے اجتماع وخروج عن البیوت (گھروں سے نکلنے) کو پسند نہیں کیا اور واقعات نے بھی اس کے مفاسد ایسے دکھلا دیئے کہ بجز متعامی (خود اندھا بننے والے) کے اعمیٰ (اندھے) نے بھی ان کو دیکھ لیا اور راز اس میں یہ ہے کہ اس اجتماع کو جس درجہ کی نگرانی کی ضرورت ہے وہ عورتوں سے بن نہیں پڑتی کہ وہ خود مستتر (پردے میں رہنے والی) ہیں اور مردوں کے دخل میں وہ نگرانی پھر کہاں رہی؟ کہ اس نگرانی کا حاصل یہی عدم اختلاط بالرجال (مردوں سے میل جول نہ رکھنا) تو تھا ہی، تو نگرانی تو کم اور خروج عن البیوت کے بعد مواقع فساد میں وسعت ہوگئی، دور سے معلّمہ اگر شریف ومتدین وشفیق وذی اثر وباوجاہت وبارعب ہو تو اس کا نوکر رکھنے کے لئے میسر ہونا قریب بہ محال اور جو نوکر رکھنے کے لئے مل سکتی ہے وہ ان اوصاف سے معریٰ (خالی) جس کی صحبت مردوں سے زیادہ خطرناک، خیر یہ جملۂ معترضہ استطراداً (برسبیل تذکرہ) آ گیا، اصل بحث یہ ہے کہ منکوحہ میں تعلیم پر نظر کرنا کیسا ہے؟

besturdubooks.wordpress.com

نو تعلیم یافتہ ہونے سے عورت کا بے علم ہونا اچھا ہے

وَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ. (رواه البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت سے چار چیزیں دیکھ کر نکاح کیا جاتا ہے۔(۱)...اسکے مال کی وجہ سے (۲)...اسکی حیثیت کی وجہ سے (۳)...اسکی خوبصورتی کیوجہ سے (۴)...اسکی دینداری کی وجہ سے پس اے مخاطب تو دیندار عورت کو اپنے نکاح میں لاکر کامیاب ہوجا تیرا بھلا ہو۔(مشکوٰۃ)

اصل بات یہ ہے کہ اگر اس میں علم دین ہو تو نور علیٰ نور ہے اور اگر علم دین نہ ہو تو اس کا بے علم ہونا یقیناً اس کے نئے علوم کے عالم ہونے سے اسلم (محفوظ ترین) اور بے خطر ہے، کیونکہ بے علم میں اگر اخلاق حمیدہ نہ ہوں گے تو وہ اخلاق رذیلہ جو جڑ ہیں تمام اخلاق رذیلہ اور افعال ذلیلہ کی وہ بھی تو نہ ہوں گے، تو اس مصرعہ کا مضمون ہاتھ آئے گا۔ ع

"میرا بخیر امید نیست و بد مرساں"

یعنی مجھے آپ سے بھلائی کی توقع اور امید تو نہیں ہے لیکن بدی بھی تو نہ پہنچاؤ۔

نکاح کیلئے اخبارات میں ناکح اور منکوح کی اشتہار بازی مذموم ہے

آجکل تو یہ طوفان ہوگیا کہ اشتہاری دواؤں کی طرح ناکح ومنکوح کے اشتہارات بھی اخباروں میں چھپنے لگے ...... کبھی ناکح صاحب جب اعلان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس یہ جائیداد، یہ نوکری، یہ کمالات ہیں اور ہم کو ان اوصاف کی منکوحہ چاہیے، جس کو منظور ہو ہم سے خط و کتابت کرے، پھر اس کے جواب میں کوئی بی بی صاحبہ اخبار میں یا خاص طور پر جواب لکھتی ہیں اور اپنا جامع اوصاف اور حسین ہونا اپنے بے شرم قلم سے لکھتی ہیں اور کچھ شرطیں کرتی ہیں، بس اسی طرح خط و کتابت ہو کر کبھی سودا بن جاتا ہے کبھی نہیں بنتا، کبھی نکاح سے پہلے ہی دو چار ملاقاتیں ہوجاتی ہیں تاکہ تجربہ اور بصیرت کے بعد نکاح ہو ...... انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیسی آفتیں نازل ہورہی ہیں!!!

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ.

اے اللہ! ہم آپ سے فتنوں سے پناہ مانگتے ہیں جو ان میں سے ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ ہیں

عاقلہ بالغہ کا بلا ضرورت از خود نکاح کرنا مذموم ہے

اس میں کلام نہیں کہ عاقلہ بالغہ خود اپنے نکاح کی بات چیت ٹھہرالے اور ایجاب وقبول کرلے تو ایسا نکاح منعقد ہوجائے گا لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا بلا ضرورت و بلا مصلحت معتد بہا ایسا کرنا کیسا ہے؟ سو یہ امر نہ شرعاً محمود (پسندیدہ) ہے نہ عقلاً، شرعاً تو اسلئے کہ تخریج زیلعی میں دار قطنی و بیہقی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد روایت کیا ہے:

لَاتُنْكِحُوا النِّسَآءَ اِلَّا مِنَ الْاَكْفَاءِ وَلَا يُزَوِّجُهُنَّ اِلَّا الْاَوْلِيَاءَ وَلَا مَهْرَ اَقَلَّ

besturdubooks.wordpress.com

مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِم (دارقطنی وبیھقی)

یعنی عورتوں کا نکاح نہ کرو مگران کے کفو میں اوران کی شادی نہ کرو مگرانکے ولی کی موجودگی میں اورانکا مہر دس درہم سے کم مقرر نہ کرو۔

گو بوجہ دوسری حدیث کے:

اَلْاَیِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِیِّهَا. (رواه مسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی ومالک فی المؤطا لا یزوجهن)

یعنی بالغ عورت (اپنے نکاح کے معاملہ میں) اپنے ولی سے زیادہ حقدار ہے۔

گو نہی کہیں گے نفی نہ کہیں گے جو کہ مستلزم ہو عدم صحت کو لیکن نہی بھی تو عمل ہی کے واسطے ہے اور کوئی باطنی راز ہے جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توسط اولیاء کا تجویز فرمایا ہے، اگرچہ ہم کو اس کی لم بھی معلوم نہ ہو۔

بزرگوں کے تجویز کردہ نکاح میں آثار برکت ہوتے ہیں

مگر ہمارے پاس اِنّی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بات اس میں ضرور ہے اور وہ دلیل اِنّی یہ ہے کہ ہم نے جو آثار برکت کے بزرگوں کے تجویز کئے ہیں نکاح میں دیکھے ہیں وہ اس نکاح میں نہیں دیکھے جو براہ راست خود زوجین کر لیتے ہیں باقی خاص خاص مواقع ضرور مستثنیٰ ہوا ہی کرتے ہیں اور عقلاً اس لئے محمود نہیں کہ ظاہر ہے کہ بلاضرورت شدیدہ خود نکاح کی بات چیت یا خط وکتابت کرنا دلیل اس کی وقاحت (بے حیائی) کی ضرور ہے:

وَاِذَا فَاتَکَ الْحَیَاءُ فَافْعَلْ مَاشِئْتَ

یعنی جب تم میں حیاء کا مادہ نہ رہا تو بس جو چاہو کرو۔

ع "بے حیاء باش و ہرچہ خواہی کن"

کے موافق قلیل الحیاء آدمی سے جو اخلاق رذیلہ بھی صادر ہو جائے بعید نہیں، عاقل آدمی کو ایسی عورت سے بچنے کے لئے یہی علامت کافی ہے کہ وہ بے حیا ہے۔

نکاح کا مقصد اعظم زوجین میں باہم محبت ومودت اور توافق ہے

اور وجہ بھی اس کی ظاہر ہے کیونکہ نکاح جن مصالح کے لئے موضوع اور مشروع ہے وہ زیادہ تر سب موقوف ہیں توافق (باہمی موافقت) و دوستی و تواود (آپس میں محبت) پر والیه الاشارة فی قوله علیه السلام۔

تَزَوَّجُوا الْوَلُوْدَ الْوَدُوْدَ فَاِنِّی اُبَاهِیْ بِکُمُ الْاُمَمَ

یعنی ایسی عورت سے نکاح کرو جو زیادہ بچے جننے والی اور زیادہ محبت کرنے والی ہو کیونکہ میں قیامت کے دن تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

حتیٰ کہ توالد جو کہ غرض اعظم ہے نکاح سے، جہاں سے اس کیلئے صحت بدن وسلامت مزاج وغیرہ احوال طبعیہ شرط ہیں وہاں بھی یہی تواود (محبت) ہے کہ بمنزلہ جزو اخیر علت تامہ کے ہے توالد کیلئے کیونکہ وہ موقوف ہے احبال (حمل ہونے) پر اور احبال طبّاً (حکمت کی رو سے) موقوف ہے توافق انزالین (دونوں کے ایک ساتھ انزال ہونے) پر اور ظاہر ہے کہ وہ محبت ومودت پر موقوف ہے، غرض بڑا مدار مصالح کا نکاح میں تواود ٹھہرا۔

محبت ومودت میں بڑا دخل دین کو ہے

اور یقینی بات ہے کہ تواود میں جس قدر دین کو دخل ہے اتنا کسی چیز کو نہیں، سب علائق (تعلقات) قطع ہو جاتے ہیں بجز دین کے، حتیٰ کہ قیامت میں جو کہ وقت ہے تمام تعلقات کے قطع ہو جانے کا:

فَلَا اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ (المؤمنون: ۱۰۱)

besturdubooks.wordpress.com

اور ان میں جو رشتے ناطے تھے اس روز نہ رہیں گے۔

وقال اللّٰہ تعالیٰ: وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ

وقال اللّٰہ تعالیٰ: مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ز (العنکبوت:۲۵)

(اور (ابراہیم نے) کہا کہ تم جو خدا کو چھوڑ کر بتوں کو لے بیٹھے ہو) تو دنیا کی زندگی میں باہم دوستی کیلئے (مگر) پھر قیامت کے دن ایک دوسرے (کی دوستی) سے انکار کردو گے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے۔

یہ علاقہ دینیہ اس وقت بھی ختم نہ ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ:

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ م بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ.

(جو آپس میں) دوست (ہیں) اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے، مگر پرہیزگار (کہ باہم دوست ہی رہیں گے)۔ (سورۃ الزخرف)

دین کیساتھ اگر مال و جمال بھی ہے تو نور علیٰ نور ہے

ہاں اگر دین کے ساتھ یہ بھی ہو تو نور علیٰ نور چنانچہ حدیث میں ہے ''اَمَّا مُعَاوِيَةَ فَصَعْلُوْکَ۔ یعنی جہاں تک معاویہ کا تعلق ہے وہ مسکین ہے اور ''اِنِ استطعت اَنْ تَنْظُرَ اِلَيْهَا فَانْظُرْ'' اوکما قال اگر ہو سکے تو نکاح سے پہلے اس عورت کو دیکھ لینا، مشیر بھی ہے۔

اور ایک درجہ میں مال و جمال کی رعایت کی طرف لیکن غلو اس میں بھی بے شک مذموم ہے جیسا کہ اوپر حدیث سے ثابت ہے۔

نکاح سے قبل داماد کے مسلمان ہونے کی تحقیق ضرور کرنی چاہئے

اسی مضمون پر تفریع کے طور پر ایک یہ امر بھی قابل تنبیہ ہے کہ آج کل نو تعلیم یافتہ طبقہ میں بعض لوگ ایسے آزاد اور بیباک پائے جاتے ہیں جو بلا تکلف بدولت تقلید ملاحدہ یا بطفیل ہوا پرستی وخود رائی قطعیات (یقینی عقائد و احکام) میں مخالفانہ کلام کرتے ہیں، کسی کو رسالت میں کلام ہے، کسی کو نماز و روزہ کے احکام پر نکتہ چینی ہے، کسی کو واقعات یقینیہ معاد و قیامت کے یقینی واقعات) پر شبہات ہیں سو خوب سمجھ لو کہ:

مِثْلُ ذٰلِکَ الرَّجُلِ کَافِرٌ وَاِنْ زَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ.

ایسا آدمی کافر ہے خواہ وہ اپنے آپ کو مسلمان ہی سمجھتا ہو۔ اور مسلمہ کا نکاح کافر مرد سے نہیں ہوتا، یا اگر مسلمان ہونے کے بعد کوئی ان امور سے کسی کا مرتکب ہوا تو کافر ہو جاتا ہے اور نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور عمر بھر حرام کاری ہوتی رہتی ہے، پس بے حد ضرورت ہے کہ نکاح سے قبل داماد صاحب کے داڑھی اور فیشن کو اگر نہ دیکھو تو اس کے مسلمان ہونے کی تحقیق تو کر لیا کرو اور بعد نکاح ایسا امر پیش آئے تو توبہ کرا کر تجدید نکاح کرا دیا کرو، بہت مہتم بالشان (انتہائی اہمیت والا) امر ہے۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! جو علم آپ نے ہمیں دیا اس سے نفع عطا فرمائیے اور ہمیں وہ علم دیجئے جو ہمیں نفع دے۔

اے اللہ! تمام کاموں میں ہمارا انجام بہتر فرما اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے ہمیں محفوظ فرما۔

اے اللہ! ہم آپ سے اپنے دین میں، دنیا میں اور اہل و عیال میں معافی اور امن کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہم ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال نفسانی خواہشوں اور بیماریوں سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔

اے اللہ! ہمارے دل کو نفاق سے عمل کو ریا سے زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو خیانت سے پاک فرما دیجئے کیونکہ آپ آنکھوں کی چوری اور جو کچھ دل میں چھپاتے ہیں جانتے ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

تقویٰ کے بعد سب سے زیادہ بہتر چیز نیک عورت ہے

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَی اللّٰهِ خَیْرًا لَّهٗ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِنْ نَظَرَ اِلَیْهَا سَرَّتْهُ وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَیْهَا اَبَرَّتْهُ وَاِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِهٖ. (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن بندہ نے تقویٰ کی نعمت کے بعد کوئی ایسی بھلائی حاصل نہیں کی جو اس کے حق میں نیک بیوی سے بڑھ کر ہو (پھر نیک بیوی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا) اگر شوہر اسے حکم کرے (جو خلاف شرع نہ ہو) تو اس کا کہا مانے اور شوہر اس کی طرف دیکھے تو شوہر کو خوش کرے اور اگر شوہر کسی کام کے بارے میں قسم کھا بیٹھے کہ ضرور تم ایسا کروگی (اور وہ کام شرعاً جائز ہو) تو اس کی قسم سچی کردے اور اگر وہ کہیں چلا جائے اور یہ اس کے پیچھے گھر میں رہ جائے تو اپنی جان اور اس کے مال کے بارے میں اس کی خیر خواہی کرے۔

تشریح: اس حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ تقویٰ کی نعمت بہت بڑی نعمت ہے اگر کسی کو یہ نعمت میسر ہو جائے تو وہ بہت مبارک ہے کیونکہ اصل دینداری تقویٰ ہی کا نام ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ تقویٰ فرائض و واجبات کے ادا کرنے اور حرام و ممنوع کاموں سے پرہیز کرنے کا نام ہے۔ اس صفت کی وجہ سے بندہ خدائے پاک کا محبوب بن جاتا ہے۔

تقویٰ کے علاوہ اور بھی بے شمار نعمتیں ہیں جن کا درجہ گو تقویٰ کی نعمت سے کم ہے مگر انسان کی زندگی کے لئے وہ بھی بہت ضروری اور انمول ہیں۔ ان نعمتوں میں سب سے بڑھ کر کیا ہے؟ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تقویٰ کے بعد سب سے بڑی نعمت نیک بیوی ہے۔ پھر نیک بیوی کی صفات بتائیں۔

نیک عورت کی صفات

اول: یہ کہ شوہر کی فرمانبردار ہو، شوہر جو فرمائش کرے اسے پوری کرے اور نافرمانی کرکے اس کا دل نہ دکھائے، بشرطیکہ شوہر نے خلاف شرع کسی کام کا حکم نہ کیا ہو، خلاف شرع کاموں میں کسی کی بھی فرمانبرداری نہیں کیونکہ اس سے خالق و مالک جل مجدہ کی نافرمانی ہوتی ہے جو احکم الحاکمین ہے۔

دوم: یہ فرمایا کہ اگر شوہر اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کرے یعنی اپنا رنگ ڈھنگ شوہر کی مرضی کے مطابق رکھے۔ جب بیوی پر نظر پڑے تو اسے دیکھ کر اس کا دل خوش ہو بعض عورتیں اینٹھتی رہتی ہیں بات بات میں منہ پھلانا اور مرض ظاہر کرنے کے لئے خواہ مخواہ کراہنا اپنی عادت بنالیتی ہیں اور بعض عورتیں میلی کچیلی پھوہڑ بنی رہتی ہیں۔ ان باتوں سے شوہر کو قلبی اذیت ہوتی ہے۔ شوہر صورت دیکھنے کا ارادہ بھی نہیں بلکہ گھر میں جانے کو بھی اپنے لئے مصیبت سمجھتا ہے۔ ان میں بعض عورتیں وہ بھی ہوتی ہیں جو نماز روزہ کی پابند ہونے کی وجہ سے اپنے کو دیندار اور نیک سمجھتی ہیں۔ حالانکہ عورت کے اوصاف

besturdubooks.wordpress.com

میں یہ بات بھی شامل کر دی گئی ہے کہ شوہر کی فرمانبرداری کرے اور اس حال میں رہے کہ شوہر اس پر نظر ڈالے تو بے چارہ خوش ہو سکے، البتہ خلاف شرع خواہش پوری نہ کرے۔

سوم: یہ فرمایا کہ اگر شوہر کسی ایسی بات پر قسم کھالے جس کا انجام دینا بیوی سے متعلق ہو، مثلاً یہ کہ آج تم ضرور میری والدہ کے پاس چلوگی یا فلاں بچے کو نہلاؤ دھلاؤ گی، یا مثلاً تہجد پڑھوگی، تو اس کی بیوی قسم میں اس کو سچا کر دکھائے یعنی وہ عمل کرے جس پر شوہر نے قسم کھائی ہے بشرطیکہ وہ عمل شرعاً درست ہو۔ یہ قسم کھالینا کہ تم ضرور یہ کام کروگی بہت زیادہ محبت والفت اور ناز کی وجہ سے ہوتا ہے جس سے تعلق خاص ہے اور جس پر ناز ہے اسی سے کہا جاتا ہے کہ ایسا کرو۔ اور ایسے مواقع میں کبھی اسے قسم دے دیتے ہیں اور کبھی خود قسم کھا لیتے ہیں۔ جن عورتوں کو شوہروں سے اصلی اور قلبی تعلق ہوتا ہے وہ شوہر کو راضی رکھنے کا خاص خیال رکھتی ہیں۔ اس تیسری صفت میں (جو صالح عورت کی تعریف میں ذکر کی گئی ہے) اس خاص الفت اور چاؤ کا ذکر فرمایا ہے جو شوہر و بیوی کے درمیان ہونا چاہئے۔

چہارم: یہ فرمایا کہ اگر شوہر کہیں چلا جائے اور بیوی کو گھر چھوڑ جائے جیسا کہ اکثر ہوتا ہے تو بیوی کا فریضہ ہے کہ اپنی جان اور شوہر کے مال کے بارے میں وہی رویہ اختیار کرے جو اسکے سامنے رکھتی تھی۔ غیرت مند شوہر کو یہ پسند نہیں کہ اسکی بیوی کسی غیر مرد کی طرف دیکھے یا غیر مرد کے سامنے آئے یا اس سے آنکھ ملائے یا دل لگائے۔ جب شوہر گھر ہوتا ہے تو عورت خالص اس کی بیوی بن کر رہتی ہے۔ اسی طرح جب وہ کہیں چلا جائے تب بھی اسی کو شوہر جانے اور اسی کی بیوی بنی رہے۔ جب کسی مرد سے نکاح ہو گیا تو عفت وعصمت کی حفاظت اس مرد سے وابستہ ہو گئی۔ اب اپنے جذبات کی تسکین کا مرکز صرف اسی کو بنائے رکھے۔ شوہر کے آگے اور پیچھے اپنا تعلق اسی سے رکھے اور شوہر کے پیچھے اس کے مال کی حفاظت کرے، ایسا نہ کرے کہ پیٹھ پیچھے اس کا مال لٹا دے اور بے جا خرچ کر ڈالے یا اپنے میکہ پہنچا دے اور اپنے عزیزوں کے اخراجات میں لگا دے۔ اگر شوہر کے پیچھے اپنی جان اور اس کے مال میں اس کی مرضی کے خلاف کچھ کیا تو یہ اس کی خیانت ہوگی جیسا کہ ایک حدیث میں فرمایا:

لا تبغیه خونا فی نفسها و لا ماله۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

دُعا کیجئے

یا اللہ! ان احادیث میں ہم نے جو اسلامی آداب واحکام سیکھے ہیں ان پر دل وجان سے عمل کر کے اپنی رضا والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

یا اللہ! موجودہ دور میں ہمیں دین اسلام پر مضبوطی سے کاربند فرما اور غیر اسلامی تہذیب کے اثرات سے ہمیں اور ہماری نسلوں کی حفاظت فرما۔ آمین

besturdubooks.wordpress.com

ایک سوال اوراس کا جواب

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَی اللّٰہِ خَیْرًا لَّہٗ مِنْ زَوْجَۃٍ صَالِحَۃٍ اِنْ اَمَرَھَا اَطَاعَتْہُ وَاِنْ نَظَرَ اِلَیْھَا سَرَّتْہُ وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَیْھَا اَبَرَّتْہُ وَاِنْ غَابَ عَنْھَا نَصَحَتْہُ فِیْ نَفْسِھَا وَمَالِہٖ. (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن بندہ نے تقویٰ کی نعمت کے بعد کوئی ایسی بھلائی حاصل نہیں کی جو اس کے حق میں نیک بیوی سے بڑھ کر ہو (پھر نیک بیوی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا) اگر شوہر اسے حکم کرے (جو خلاف شرع نہ ہو) تو اس کا کہا مانے اور شوہر اس کی طرف دیکھے تو شوہر کو خوش کرے اور اگر شوہر کسی کام کے بارے میں قسم کھا بیٹھے کہ ضرور تم ایسا کروگی (اور وہ کام شرعاً جائز ہو) تو اس کی قسم سچی کردے اور اگر وہ کہیں چلا جائے اور یہ اس کے پیچھے گھر میں رہ جائے تو اپنی جان اور اس کے مال کے بارے میں اس کی خیر خواہی کرے۔

تشریح: اگر کوئی یہ سوال کرے کہ بعض مرد اپنی بیوی کو غیر مردوں کے سامنے لے جاتے ہیں بلکہ ان سے مصافحہ کراتے ہیں حتیٰ کہ غیر مردوں کے ساتھ اپنی بیویوں کو نچواتے ہیں، تو ان کی بیوی اگر شوہر کے پیچھے یا آگے غیر مرد سے کوئی تعلق رکھے جو شوہر کی مرضی کے مطابق ہو تو وہ جائز ہونا چاہئے اور اس میں شوہر کی خیانت بھی نہیں کیونکہ وہ خود چاہتا ہے کہ غیروں سے ملے جلے بلکہ بہت سے شوہر جو اپنی بیوی کو ماڈرن دیکھنا چاہتے ہیں وہ تو اس پر خوش ہوتے ہیں کہ اس کے فرینڈز (احباب) بہت ہوں اور یہ ترقی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں مسلمانوں مرد وعورت کا حال بیان فرمایا ہے۔ کوئی مسلمان کبھی بھی بے غیرت نہیں ہوسکتا اور ہرگز یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ اس کی بیوی پر کسی غیر مرد کی نظر پڑے یا ہاتھ لگے اور نہ ہی مسلمان عورت یہ پسند کرسکتی ہے کہ شوہر کے علاوہ کسی کے ساتھ نفس ونظر والا تعلق رکھے جو لوگ اپنی بیوی کو موجودہ معاشرہ کے مطابق ماڈرن دیکھنا چاہتے ہیں اور اسے احباب کا کھلونا بنانا پسند کرتے ہیں۔ سراسر یہود ونصاریٰ کے طرز پر زندگی گزار رہے ہیں۔ ان میں کتنا ایمان ہے، ان کو سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنا تعلق ہے، انہیں قرآن وحدیث سے کتنا شغف ہے؟ اس کا پتہ چلائیں گے تو یہ لوگ ان اوصاف سے خالی نکلیں گے ایسے لوگ صحیح مسلمان تو کیا ہوتے ٹھیک طرح سے انسان بھی نہیں ہیں۔ حدیث میں ایسے بدکردار اور بے غیرت بدنفس لوگوں کا ذکر نہیں ہے بلکہ مسلمان باعزت اور باغیرت مرد وعورت کا ذکر ہو رہا ہے۔ جو لوگ اپنی بیوی کے حق میں بے غیرتی برداشت کرتے ہیں اور ان کی عصمت وعفت داغدار دیکھنے میں باک محسوس نہیں کرتے ان کے بارے میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

دیوث کیلئے وعید

ثَلٰثَۃٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمُ الْجَنَّۃَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّیُّوْثُ الَّذِیْ یُقِرُّ فِیْ

besturdubooks.wordpress.com

اَهْلِهِ الْخُبْثَ. (رواه احمد ونسائی)

یعنی تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام فرمادی۔

(۱) جو شراب پیتا رہتا ہے۔

(۲) جو ماں باپ کو تکلیف دیتا ہے۔

(۳) جو اپنے گھر والوں میں ناپاک کام (زنا اور اس کی طرف بلانے والی چیزوں مثلاً بے پردگی، غیر مردوں سے میل جول وغیرہ) کو برقرار رکھتا ہے۔

پہلے واضح کیا جا چکا ہے، شوہر کی فرمانبرداری موافق شرع کاموں میں ہے خلاف شرع کاموں میں کسی کی اطاعت اور فرمانبرداری کی اجازت نہیں ہے۔ اگر شوہر بے پردہ ہونے کے لئے کہے تب بھی بے پردہ ہونا جائز نہیں ہے۔

عورت کا ایک خاص وصف کہ ایمان پر شوہر کی مدد کرے

اس حدیث میں اچھی بیوی کے چند اوصاف ذکر فرمائے ہیں۔ دوسری حدیث میں ایک مزید وصف بتایا ہے جس کی تشریح یہ ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اگر ہمیں معلوم ہو جاتا کہ کون سا مال بہتر ہے جسے ہم حاصل کریں تو اچھا ہوتا تو اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَفْضَلُهُ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَقَلْبٌ شَاكِرٌ وَزَوْجَةٌ مُؤْمِنَةٌ تُعِيْنُهُ عَلٰى اِيْمَانِهِ. (رواه احمد و الترمذی و ابن ماجه)

یعنی سب سے بہتر مال ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل ہے اور وہ مومن بیوی ہے جو شوہر کی مدد کرے اس کے ایمان پر۔ (مشکوٰۃ ص ۱۹۸)

جس سے کام نکلے اور ضرورت پوری ہو وہ مال ہے۔ لوگ چاندی سونا درہم و دینار روپیہ پیسہ اور مکان دوکان مویشی وغیرہ ہی کو مال سمجھتے ہیں حالانکہ بموجب حدیث شریف بہترین مال یہ چیزیں ہیں جو ابھی اوپر بیان ہوئی ان سے بہت زیادہ نفع حاصل ہوتا ہے اور خوب زیادہ بندہ کے کام آتی ہیں۔ ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل سب سے بڑی دولت ہے اور بیوی بھی بڑی دولت ہے جس کی صفت یہ ہے کہ تعینہ علی ایمانہ یعنی ایسی بیوی ہو جو شوہر کی مدد کرتی ہو اس کے ایمان پر، ایمان پر مدد کرنے کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاریؒ نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے:

اَیْ عَلٰى دِيْنِهٖ بِاَنْ تُذَكِّرَهُ الصَّلٰوةَ وَالصَّوْمَ وَغَيْرَهَا مِنَ الْعِبَادَاتِ وَتَمْنَعَهُ مِنَ الزِّنَا وَسَائِرِ الْمُحَرَّمَاتِ.

یعنی ایمان پر مدد کرنے کا مطلب ہے کہ شوہر کی دینداری کی فکر کرے اور اوقات مقررہ میں اسے نماز و روزہ یاد دلاتی ہو اور دیگر عبادات پر آمادہ کرتی ہو اور زنا سے ہر قسم کے تمام گناہوں سے باز رکھتی ہو۔

درحقیقت ہمارے بدلتے ہوئے ماحول اور بگڑے ہوئے معاشرہ کو ایسی ہی خواتین کی ضرورت ہے جو دین پر کاربند ہوں اور شوہر اور اولاد کو بھی دیندار بنانے کی فکر رکھتی ہوں۔ لیکن اس کے برخلاف اب تو معاشرہ کا یہ حال بنا ہوا ہے کہ کوئی مرد نماز روزہ اور دینداری کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو جہاں دوسرے لوگ آڑے آنے کی کوشش کرتے ہیں اور دین پر چلنے سے باز رکھتے ہیں، وہاں بیوی بھی دیندار بننے سے روکتی ہے، طرح طرح کے فقرے کستی ہے، ملا ہونے کا طعنہ دیتی ہے، داڑھی رکھنے سے منع کرتی ہے، کرتا پاجامہ پہنے تو باؤلا بتاتی ہے اور رشوت سے بچتا ہے تو الٹی سیدھی باتیں سناتی ہے۔ اے اللہ ہمیں مومن بیویوں کی ضرورت ہے۔ مرد و عورت سب کے اندر ایمان کے جذبات پیدا فرما آمین!

دُعا کیجئے: اے اللہ! جو علم آپ نے ہمیں دیا اس سے نفع عطا فرمائے اور ہمیں وہ علم دیجئے جو ہمیں نفع دے۔

اے اللہ! تمام کاموں میں ہمارا انجام بہتر فرما اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے ہمیں محفوظ فرما۔

besturdubooks.wordpress.com

بہترین عورت کے دو خاص اوصاف

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم خَیْرُ نِسَاءٍ رَکِبْنَ الْاِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَیْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰی وَلَدٍ فِیْ صِغَرِهٖ وَاَرْعَاهُ عَلٰی زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ یَدِهٖ. (رواه البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورتیں اونٹوں پر سوار ہوئیں (عربی عورتیں) ان میں سب سے بہتر قریش کی عورتیں ہیں جو بچپن میں اولاد پر سب عورتوں سے زیادہ شفقت رکھتی ہیں اور شوہر کے مال کی سب عورتوں سے زیادہ نگہداشت رکھنے والی ہوتی ہیں۔

تشریح: عرب میں مرد و عورت چونکہ سب ہی اونٹوں پر سوار ہوتے تھے اس لئے عرب عورتوں کے تذکرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں پر سوار ہونے کا ذکر فرمایا۔ اس حدیث پاک میں عورتوں کی قابل تعریف دو باتوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اول بچوں کو شفقت کے ساتھ پالنا، دوم شوہر کے مال کی حفاظت کرنا یہ دونوں خصلتیں بہت اہم اور ضروری ہیں۔ اگرچہ اپنی اولاد کو محبت اور شفقت کے ساتھ پرورش کرنا ہے اور عورت کی یہ طبعی اور فطری عادت ہوتی ہے لیکن صاحب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعریف کر کے اسے بھی دینداری میں شامل فرمادیا۔

بچوں پر شفقت کرنا عورت کا ایمانی تقاضا ہے

مومن و کافر سب ہی اپنے بچوں کو شفقت سے پالتے ہیں لیکن اگر مسلمان عورت اس کو دین بنالے اور اس عمل میں اللہ کی رضا کی نیت کرلے کہ اولاد کی پرورش میری دینی ذمہ داری ہے اور ان کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرنا میرا ایمانی تقاضا ہے، میں ان کی پرورش کرنے میں ایمانی تقاضے کو پورا کر رہی ہوں تو اس کو اس شفقت و پیار پر ثواب بھی ملے گا۔ پھر اگر جسمانی تربیت کے ساتھ ایمانی تربیت بھی کی اور بچوں کو دین کے راستہ پر ڈالا اور نماز روزہ کا پابند بنایا تو اس کا ثواب علیحدہ ملے گا۔ اس کے بعد یہ اولاد دینی ذہن رکھنے کی وجہ سے اپنی اولاد کو دین کی راہ پر لگائے گی تو اولاد کی اولاد کی دینداری کا ثواب بھی اس دادی اور پردادی اور نانی اور پرنانی کو ملیگا۔ جس نے اپنی اولاد کو دین کے راستہ پر ڈالا تھا۔ محبت اور شفقت کے تقاضوں کی وجہ سے بچوں کے نان نفقہ اور خوراک و پوشاک نیز مرض اور علاج معالجہ کا اہتمام تو کیا ہی جاتا ہے اور اس میں بھی بہت بڑا ثواب ہے لیکن اصلی اور سچی شفقت و محبت کا تقاضا یہ ہے کہ بچوں کو دینی زندگی پر ڈالا جائے اور وہ اس کی یہ ہے کہ دینداری آخرت کے عذاب سے بچانے والی چیز ہے۔ اس کے ذریعہ قبر اور آخرت کی غیر فانی زندگی میں آرام ملتا ہے اور کھلانے پلانے کے ذریعہ جو پرورش ہوتی ہے اس کا فائدہ دنیائے فانی تک محدود ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ماں باپ کے ذمہ ہے کہ بچوں کو شفقت سے پالیں ان کی جسمانی اور ایمانی دونوں طرح کی تربیت کریں، بہت سے لوگ بچوں کے روٹی کپڑے کا فکر کر لیتے ہیں اور طرح طرح سے ان کی دلداری کرتے ہیں مگر دیندار بنانے

besturdubooks.wordpress.com

کی فکر نہیں کرتے یہ بہت بڑی بھول ہے۔ اگر بچوں کی دنیا آرام سے گزرے اور آخرت خراب ہو تو یہ کون سی سمجھداری کی بات ہے؟ اور وہ لوگ بھی قابل تنبیہ ہیں جو اولاد کو دیندار بنانے کے لئے تو ڈانٹتے ڈپٹتے رہتے ہیں مگر پیسہ ہونے کے باوجود کنجوسی کے ساتھ ان کی ضروریات کا خیال نہیں رکھتے حالانکہ میانہ روی کے ساتھ اولاد پر مال خرچ کرنا بھی ثواب ہے۔ حدیث شریف میں جو یہ الفاظ ہیں کہ:

احناه علی ولد فی صغره

ان میں لفظ ولد نکرہ ہے جس میں مطلق اولاد کا ذکر ہے اگر لفظ ولدھا ہوتا تو حدیث میں شفقت سے پالنے کی فضیلت صرف عورت کی اپنی اولاد تک محدود رہ جاتی، اپنی اولاد کے علاوہ دوسرے بچوں پر شفقت کرنے کی فضیلت بتانے کے لئے حدیث میں مطلقاً لفظ ولد لا کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ جو بچہ بھی عورت کی پرورش میں آجائے اپنا ہو یا دوسری عورت کا اسے شفقت سے پالنا خیر وخوبی اور فضیلت اور ثواب کی بات ہے۔

شوہر کی پہلی بیوی کی اولاد کو تکلیف دینا ظلم ہے

بہت سی عورتیں ایسے شوہر سے نکاح کر لیتی ہیں جس کی پہلی بیوی سے بچے ہوتے ہیں، ان بچوں کی پرورش اس نئی بیوی کو کرنی پڑتی ہے مگر بہت کم عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو شوہر کی پہلی بیوی کی اولاد کو پیار و محبت سے پرورش کرتی ہوں، ایسے بچے اکثر اپنی مادر کے مظلوم ہی ہوتے ہیں۔ بعض عورتیں تو یہ کرتی ہیں کہ شوہر کا مال اپنے ان بچوں پر دل کھول کر خرچ کرتی ہیں جو پہلے شوہر کے بچے ہیں اور انہیں ساتھ لے کر نئے شوہر کے یہاں تشریف لائی ہیں اور اس نئے شوہر کی اولاد کو جو دوسری بیوی سے ہے خرچ اخراجات کی تکلیف میں رکھتی ہیں حالانکہ یہ بچے اس مال سے اخراجات پورے کرنے کے زیادہ مستحق ہیں کیونکہ یہ ان کے اپنے باپ کا مال ہے، یہ نئی عورت جو بچے ساتھ لائی ہے یہ تو اس نئے شوہر کی اولاد بھی نہیں، ان پر خوب دھڑلے سے خرچ ہو اور اس کی اصل اولاد تنگ رہے یہ سراسر ظلم ہے، اپنے شوہر کے وہ بچے جو دوسری عورت سے ہوں (خواہ اس کی اس بیوی سے ہوں جو وفات پاچکی یا طلاق لے چکی یا اس بیوی سے ہوں جو اس وقت بھی اس کے نکاح میں موجود ہوں) ان بچوں کو محبت و شفقت سے پالنا ان کی خوراک و پوشاک کا خیال رکھنا اور ان کو دیندار بنانا بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔

جیٹھ، دیور اور نند کی اولاد کی پرورش

اس طرح اگر بھائی، بہن یا نند اور جیٹھ، دیور کی اولاد کی پرورش کرنے کا موقع ہاتھ آجائے تو ثواب کے لئے غنیمت جانے اور سچے دل سے ان کی پرورش کرے اور پوری شفقت کے ساتھ ان کی ضرورتوں کی دیکھ بھال رکھے۔ بعض مرتبہ یہ بچے یتیم ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان کی شفقت بھری پرورش اور پرداخت کا ثواب مزید بڑھ جاتا ہے، اگر نسوانیت اور نفسانیت کے جذبات مذکورہ بچوں کی خدمت سے روکیں تب بھی ایمانی جذبات کے پیش نظر ان کی خدمت کرے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں، کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

یا اللہ! اس ماہ کا ایک ایک لمحہ ایک ایک سانس ہمارے لئے باعث رحمت بنا دیجئے۔

یا اللہ! ہمیں ہر خطا و عصیان سے محفوظ رکھئے ہر تقصیر و کوتاہی سے محفوظ رکھئے۔

besturdubooks.wordpress.com

شوہر کو کمانے کا اور بیوی کو خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْءَةُ مِنْ طَعَامِ بَیْتِهَا غَیْرَ مُفْسِدَةٍ کَانَ لَهَا اَجْرُهَا بِمَا اَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا اَجْرُهٗ بِمَا کَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِکَ لَا یَنْقُصُ بَعْضُهُمْ اَجْرَ بَعْضٍ شَیْئًا۔ (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت اپنے (شوہر) کے کھانے میں سے خرچ کرے اور بگاڑ کا طریقہ اختیار کرنیوالی نہ ہو تو اس کو خرچ کرنے کی وجہ سے ثواب ملے گا اور شوہر کو کمانے کی وجہ سے ثواب ملے گا اور جو خزانچی ہے۔ جس کے پاس رقم یا مال محفوظ رہتا ہے اگر چہ وہ مالک نہیں ہے مگر اس مال میں سے مالک کے حکم کے مطابق جب اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا تو) اس کو بھی اسی طرح سے ثواب ملتا ہے (جیسے مالک کو ملا، غرض ایک مال سے تین شخصوں کو ثواب مل گیا کمانے والا، اس کی بیوی جس نے صدقہ کیا، اس کا خزانچی اور کیشیئر جس نے مال نکال کر دیا) اور ایک کی وجہ سے دوسرے کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی یعنی ثواب بٹ کر نہیں ملے گا بلکہ ہر ایک کو اپنے عمل کا پورا ثواب دیا جائے گا۔

تشریح: جو شخص کما کر لایا ہے اسکے مال سے صدقہ دیا جائے تو اس کو ثواب ہوگا لیکن اسکی بیوی جو اسکے مال میں سے صدقہ دے گی، وہ بھی ثواب پائے گی بہت سی عورتیں طبیعت کی کنجوس ہوتی ہیں اگر شوہر کسی غریب کو دینا چاہتا ہے تو برا مانتی ہیں اور منہ بناتی ہیں۔ اگر انکے پاس کچھ رکھا ہو اور شوہر کسی کو دینے کیلئے کہے تو برے دل سے نکال کر دیتی ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ جیسے روپیہ کے ساتھ کلیجہ نکلا آ رہا ہے۔ بھلا ایسا کر کے اپنا ثواب کھونے سے کیا فائدہ؟ بعض نیک بخت لوگ کسی ضرورت مند کا کھانا مقرر کرنا چاہتے ہیں مگر بیوی آڑے آ جاتی ہے اگر شوہر نے مقرر کر ہی دیا تو ہر روز کھانا نکالتے وقت جھک جھک کرتی ہیں، جس سے شوہر بھی آزردہ ہو جاتا ہے اور کھانا لینے والے کا بھی دل دکھتا ہے اور اپنا ثواب بھی کھوتی ہیں۔

حدیث شریف میں شوہر کے مال سے عورت کے صدقہ خیرات کرنے کا ثواب بتاتے ہوئے غیر مفسدة کا لفظ بڑھایا ہے یعنی بگاڑ کی راہ پر چلنے والی نہ ہو۔ اس لفظ کا مطلب بہت عام ہے جو بہت سی باتوں کو شامل ہے، مثلاً یہ کہ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے خرچ کرتی ہو، اجازت کے لئے صاف زبانی اجازت ہونا ضروری نہیں ہے اگر یہ معلوم ہے کہ شوہر خرچ کرنے پر دل سے راضی ہے تو یہ بھی اجازت کے درجہ میں ہے اور یہ بھی بگاڑ کی راہ ہے کہ اپنے عزیزوں کو نوازتی ہو اور شوہر کے عزیز قریب ماں باپ اور اہل اولاد (خصوصاً پہلی بیوی کے بچوں کو) خرچ سے پریشان رکھتا ہو مثلاً ثواب سمجھ کر بدعتوں

besturdubooks.wordpress.com

پر خرچ کرتی ہو یا وہ چیز خرچ کرتی ہو جو مالیت کے اعتبار سے زیادہ ہے اس کا خرچ کرنا شوہر کو کھل جاتا ہو۔

زیادہ مال کے خرچ میں صاف اجازت کی ضرورت ہے۔ بہت سی عورتوں کو صدقہ کا جوش ہوتا ہے مگر مرد کی اجازت کا دھیان نہیں کرتی ہیں یہ غلطی ہے۔ ہاں اپنا ذاتی مال ہو تو شوہر کی اجازت کی پابند نہیں مشورہ لینا اس صورت میں بھی مفید ہے کیونکہ مردوں کو سمجھ زیادہ ہوتی ہے۔ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! اپنے باپوں اور بیٹوں اور شوہروں کے مالوں میں سے کیا کچھ خرچ کرنا (یعنی صدقہ کرنا اور ہدیہ لینا دینا) ہمارے لئے حلال ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: الرطب تاکلنه وتهدينه یعنی ہری گیلی چیز (ان کی صاف اجازت کے بغیر بھی) کھالیا کرو اور ہدیہ دے دیا کرو۔

کیونکہ عموماً ایسی چیزوں سے خرچ کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ ہاں اگر صاف منع کردیں تو رک جانا۔ ہری گیلی چیز سے وہ چیزیں مراد ہیں جن کے رکھے رہ جانے سے خراب ہونے کا اندیشہ ہو جیسے شوربہ، سبزی بعض پھل وغیرہ۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! جو علم آپ نے ہمیں دیا اس سے نفع عطا فرمائے اور ہمیں وہ علم دیجئے جو ہمیں نفع دے۔

اے اللہ! تمام کاموں میں ہمارا انجام بہتر فرما اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے ہمیں محفوظ فرما۔

اے اللہ! ہم آپ سے اپنے دین میں دُنیا میں اور اہل وعیال میں معافی اور امن کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہم ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال نفسانی خواہشوں اور بیماریوں سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔

اے اللہ! ہمارے دل کو نفاق سے عمل کو ریا سے زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو خیانت سے پاک فرما دیجئے کیونکہ آپ آنکھوں کی چوری اور جو کچھ دل چھپاتے ہیں جانتے ہیں۔

اے اللہ! علم سے ہماری مدد فرما اور حلم سے ہمیں آراستہ فرما اور پرہیز گاری سے بزرگی عطا فرما اور امن سے ہمیں جمال عطا فرمایئے۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کے تالے کھول دے اپنے ذکر کے ساتھ اور ہم پر اپنی نعمت کو پورا فرما۔ اور ہم پر اپنا فضل کامل کر اور ہمیں اپنے نیک بندوں میں سے فرما دیجئے۔ آمین

besturdubooks.wordpress.com

شوہر کی بات نہ ماننے پر فرشتوں کی لعنت

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم اِذَا دَعَی الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلٰئِكَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ. (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ (شرعی عذر کے بغیر) اس کے بستر پر جانے سے انکار کردے جس کی وجہ سے شوہر ناراضگی میں رات گزارے تو صبح ہونے تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہیں گے۔

تشریح: اس حدیث میں جس اہم بات کی طرف اشارہ کیا ہے اس کی تشریح کی چنداں حاجت نہیں ہے۔ عقل مندوں کو اشارہ کافی ہوتا ہے جو عورتیں اس کی خلاف ورزی کرتی ہیں وہ نصیحت حاصل کریں۔ اس حدیث پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے عورتیں اپنے شوہروں کو دوسری بیوی کرنے پر آمادہ کردیتی ہیں یا وہ اپنی عفت کھو بیٹھتا ہے اور پاکدامن نہیں رہتا، میاں بیوی کا جو رشتہ ہے وہ عجیب رشتہ ہے، آپس میں ایک دوسرے سے ان کی جو خواہش پوری ہوتی ہے وہ دوسرے کسی فرد سے پوری نہیں ہوسکتی، لہٰذا ایک دوسرے کی دلداری کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے، آپس میں ایک دوسرے کے بشری تقاضوں کو پورا کرنے کا خیال نہ کریں تو ایک دوسرے پر بڑی زیادتی ہوگی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انسان کے انسانی تقاضے کو پہچانتے تھے۔ آپ نے ان تقاضوں کو جان کر اور سمجھ کر ہدایات دی ہیں، ان ہدایات کی خلاف ورزی کرنے سے بدمزگی پیدا ہوتی ہے اور حالات خراب ہوجاتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ یہ جو فرمایا کہ جب شوہر اپنے بستر پر بلائے تو انکار نہ کرے، عذر شرعی نہ ہو تو بات مان لے یہ بستر پر بلانا اور رات کا ذکر فرمانا بطور مثال ہے ورنہ اس میں رات دن کی کوئی قید نہیں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ بوقت حاجت صاحب حاجت کی حاجت پوری ہوجائے اسی لئے ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ:

اذا دعی الرجل زوجته لحاجته فلتاته وان كانت علی التنور. (ترمذی)

یعنی شوہر جب اپنی بیوی کو اپنی حاجت کے لئے بلائے تو آجائے اگرچہ تنور گرم کررہی ہو۔

شوہر کو ستانے والی کیلئے حوروں کی بددعا

وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم قَالَ لَاتُؤْذِیْ امْرَاَةٌ زَوْجَهَا فِی الدُّنْیَا اِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهٗ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ لَاتُؤْذِیْهِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ فَاِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِیْلٌ یُوْشِكُ اَنْ یُّفَارِقَكِ اِلَیْنَا.

(رواہ الترمذی و ابن ماجه وقال الترمذی هذا حدیث غریب)

besturdubooks.wordpress.com

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنے (مسلمان) شوہر کو دنیا میں تکلیف دیتی ہے تو حورعین میں سے جو اس کی بیوی ہے وہ کہتی ہے (اری دنیا والی عورت) اسے تکلیف نہ دے خدا تیرا برا کرے، یہ تو تیرے پاس چند روزہ مقیم ہے، عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس پہنچ جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

تشریح: مومن بندوں کے لئے اللہ پاک نے جنت بنائی ہے۔ اس جنت میں دنیا والی مومن عورتیں بھی ان کو ملیں گی اور انسانوں سے علیحدہ ایک مخلوق اور ہے جو اللہ جل شانہ، نے جنت میں پیدا فرمائی ہے جسے قرآن مجید میں اور حدیث شریف میں حورعین فرمایا گیا ہے۔ یہ حوریں بھی مومنین کی بیویاں بنیں گی۔ حور جمع ہے حوراء کی جس کا معنی ہے سفید رنگ والی عورت اور عین جمع ہے عیناء کی جس کا معنی ہے بڑی آنکھ والی عورت، یہ عورتیں حسن و جمال میں بہت زیادہ بڑھ چڑھ کر ہوں گی مگر دنیا والی جو عورتیں جنت میں داخل ہوں گی وہ ان سے زیادہ حسین و جمیل ہوں گی، حوریں اور جنتی عورتیں مردوں کو ملیں گی جنتی مرد بھی بہت زیادہ حسین و جمیل ہوں گے۔ آپس میں ان مردوں اور ان دونوں قسم کی بیویوں کے درمیان بے انتہا محبت ہوگی، کسی کے دل پر کسی کی طرف سے ذرا سا میل بھی نہ آئے گا۔ یہ جنتی حوریں منتظر ہیں کہ اپنے پیارے شوہروں سے ملیں جو ان کے لئے مقرر ہیں لیکن جب تک یہ شوہر دنیا میں ہیں اس وقت تک ان سے ملاقات نہیں ہوسکتی۔ مرنے کے بعد قبر کی زندگی گزار کر جب میدان حشر سے گزر کر جنت میں جائیں گے تو یہ حوریں انہیں مل جائیں گی، ان حوروں کو اپنے شوہروں سے اب بھی ایسا تعلق ہے کہ دنیا والی بیوی جب جنتی مرد کو ستاتی ہے تو جنت میں ملنے والی حوریں کہتی ہیں کہ اسے نہ ستا یہ تیرے پاس چند دن ہے عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آجائے گا۔ اس کی قدر ہم کریں گی۔ ہمارے ساتھ ہمیشہ رہنے والے شوہر کو تو تکلیف نہ دے، حوروں کی اس بات کی آواز دنیا کی عورتوں کے کان میں تو نہیں آتی مگر خداوند قدوس کے سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ بات امت کی عورتوں تک پہنچادی ہے، جو لوگ نیک عمل کرتے ہیں، حرام کام سے بچتے ہیں، روزہ نماز کے پابند ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو بیویاں زیادہ ستاتی ہیں، ان کی ایذارسانی سے متاثر ہو کر جنتی حوریں ان کو بددعا دیتی ہیں کہ تمہارا برا ہو اس چند روزہ دنیاوی مسافر کو نہ ستاؤ تم سے جدا ہو کر ہمارے پاس آنے والا ہے۔ عورتوں پر لازم ہے کہ حورعین کی بددعا سے بچیں۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! جو علم آپ نے ہمیں دیا اس سے نفع عطا فرمائے اور ہمیں وہ علم دیجئے جو ہمیں نفع دے۔

اے اللہ! تمام کاموں میں ہمارا انجام بہتر فرما اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے ہمیں محفوظ فرما۔

اے اللہ! ہم آپ سے اپنے دین میں، دنیا میں اور اہل وعیال میں معافی اور امن کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہم ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال نفسانی خواہشوں اور بیماریوں سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

جس عورت سے اس کا شوہر راضی ہو وہ جنتی ہے

وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَیُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اس حال میں وفات پا گئی کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگئی۔

شوہر کا کتنا بڑا حق ہے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَوْ کُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا. (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں (اللہ تعالیٰ کے علاوہ) کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

تشریح: اللہ جل شانہ نے جیسے والدین کا بہت مرتبہ رکھا ہے اور ان کا حکم ماننے کا حکم دیا ہے، اسی طرح شوہروں کا بھی بڑا رتبہ رکھا ہے، عورت گھر کا کام سنبھالتی ہے اور مرد محنت و کوشش کرکے گھر کے اخراجات پورے کرتا ہے، گھر کے اخراجات میں بیوی کے اخراجات بھی شامل ہیں۔ بیوی کے جو واقعی اور شرعی حقوق ہیں ان سے بڑھ کر عورت کے تقاضوں کے مطابق اس پر مرد مال خرچ کرتا ہے مردوں کو قرآن حکیم میں قوام (نگرانی کرنے والا سردار) بتایا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ وللرجال علیهن درجة یعنی مردوں کو عورتوں پر فوقیت ہے قرآن کی اس بات کو بہت سی قومیں نہیں مانتی ہیں، ان قوموں کا یہ طریقہ فطرت کے خلاف ہے، اس کی خرابیاں ان لوگوں کے سامنے آتی رہتی ہیں۔ مرد قوام ہے گھر کا نگران ہے، محنت کرکے پیسے لاتا ہے عورت کو اس کا شکر گزار اور اس کا فرمانبردار ہونا لازم ہے، بشرطیکہ اس کا کوئی حکم یا مشورہ شریعت کے خلاف نہ ہو۔ حدیث میں اسی کی طرف رہبری فرمائی ہے۔ عورت شریعت کے مطابق چلے، اسلام کے فرائض ادا کرتے ہوئے اور گناہوں سے بچتے ہوئے شوہر کی دلداری کا خاص خیال رکھے اور اسے آرام پہنچائے تکلیف نہ دے اور اس کی نافرمانی نہ کرے۔ اگر اسی حال میں مرگئی تو جنت میں داخل ہوگی۔ کیونکہ جب اللہ جل شانہ کے حقوق ادا کردیئے اور بندوں کے حقوق بھی پورے کردیئے (جن میں شوہر کے حقوق بھی ہیں) تو اب جنت سے روکنے والی کوئی چیز نہیں رہی۔

وہ نکاح سب سے زیادہ بابرکت ہے جس میں اخراجات کم سے کم ہوں

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَةً اَیْسَرُهُ مُؤْنَةً. (رواہ البیهقی فی شعب الایمان)

besturdubooks.wordpress.com

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ برکت کے اعتبار سے سب سے بڑا نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم اخراجات ہوئے ہوں۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نکاح اور بیاہ شادی میں کم سے کم اخراجات کرنا چاہئے۔ نکاح میں جس قدر اخراجات کم ہوں گے وہ نکاح اس قدر بڑی برکتوں والا ہوگا۔ اس کے منافع جانبین کو ہمیشہ پہنچتے رہیں گے اور یہ نکاح دنیا و آخرت کی بھلائی کا ذریعہ ہوگا۔

ہمارے پیارے رسول سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شادیاں بھی کیں اور اپنی لڑکیاں بھی بیاہیں، یہ شادیاں نہایت سادگی کے ساتھ انجام پاگئیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چہیتی بیوی حضرت عائشہ تھیں، جو صدیق اکبر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں، ان سے نکاح تو مکہ معظمہ ہی میں ہوگیا تھا، پھر ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں رخصتی ہوئی اور کس شان سے رخصتی ہوئی؟ یاد رکھنے کے قابل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی

حضرت عائشہؓ پڑوس کے ایک گھر میں سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں، ان کی والدہ نے آواز دے کر بلایا اور کچھ عورتوں سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا سنگھار کرا دیا اور ایک کمرے میں چھوڑ کر چلی گئیں۔ یہ چاشت کا وقت تھا۔ تھوڑی دیر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے آئے۔ لیجئے رخصتی ہوگئی، نہ دلہن پالکی میں بیٹھی، نہ دولہا گھوڑے پر چڑھا نہ کسی طرح کے اخراجات ہوئے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں۔ حضرت زینبؓ، حضرت ام کلثومؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت فاطمہؓ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چاروں کی شادیاں کیں اور نہایت سادگی کے ساتھ سب کے نکاح اور رخصتیاں ہوگئیں۔

خاتون جنت کی رخصتی

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ لاڈلی بیٹی تھیں۔ ان کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی عورتوں کی سردار بتایا۔ سب کو معلوم ہے کہ ان کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ہوا تھا۔ جس وقت شادی ہوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی مکان بھی نہ تھا۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے مکان لے کر رخصتی کردی گئی اور رخصتی کس شان سے ہوئی۔ حضرت ام ایمنؓ کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دی گئیں۔ دولہا خود لینے نہیں آیا تھا اور دلہن کسی سواری میں بھی نہیں بیٹھی۔

اب جہیز کی بات بھی سن لیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتون جنتؓ کے جہیز میں ایک چادر اور ایک تکیہ اور دو چکیاں اور دو مشکیزے دیئے۔ تکیہ کا غلاف چمڑے کا تھا۔ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ (الاصابۃ)

اور بعض روایتوں میں ہے کہ ایک پلنگ ایک پیالہ، چاندی کے دو بازو بند دینے کا بھی ذکر ملتا ہے۔

دُعا کیجئے

یااللہ! تمام ممالک اسلامیہ میں پھر اسلام کی حیات طیبہ عطا فرما دیجئے۔ ان کی اعانت و نصرت فرمائیے۔

یااللہ! یہ ملک پاکستان جو اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا اس کو گمراہیوں سے بچائیے۔ ہر قسم کے فواحش و منکرات سے جو رائج الوقت ہو رہے ہیں۔ ان سے محفوظ رکھئے۔

besturdubooks.wordpress.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں اور بیٹیوں کا مہر

وَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاكَ. (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت سے چار چیزیں دیکھ کر نکاح کیا جاتا ہے۔(۱)....اسکے مال کی وجہ سے (۲)....اسکی حیثیت کی وجہ سے (۳)....اسکی خوبصورتی کیوجہ سے (۴)....اسکی دینداری کی وجہ سے پس اے مخاطب تو دیندار عورت کو اپنے نکاح میں لاکر کامیاب ہو جا تیرا بھلا ہو۔(مشکوۃ)

رہا مہر کا معاملہ تو اس کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۲ اوقیہ سے زیادہ اپنی کسی بیوی یا اپنی کسی بیٹی کا مہر مقرر کیا ہو۔(مشکوۃ)

ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے، ۱۲/۱ ۱۲ اوقیہ کے ۵۰۰ درہم ہوتے ہیں۔ایک درہم ۳ ماشہ ایک رتی اور ۵/۱ رتی چاندی کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے ۵۰۰ درہم کی چاندی ۱۳۱ تولہ سے کچھ زیادہ ہوتی ہے۔ چاندی کی یہ مقدار (جب بھی مہر مقرر کرنا ہو تو سناروں سے معلوم کرلیا کریں کیونکہ چاندی کی قیمت کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔)

موجودہ نرخ کے اعتبار سے ہزار روپے کے قریب ہوتی ہے اور اس مہنگائی کے دور میں اتنی قیمت ہوگی۔ ورنہ پچاس سال پہلے بہت ہی کم قیمت تھی۔ آج کل ہزاروں روپے مہر مقرر کرتے ہیں، مجلس نکاح میں تو نام ہو ہی جاتا ہے مگر زندگی بھر ادا نہیں کر پاتے اور بیوی کے قرضدار ہو کر مرتے ہیں۔

لوگوں کی حالت زار

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شادیاں کیں اور اپنی صاحبزادیوں کو بھی سادہ طریقہ پر بیاہ دیا۔ دونوں جہان کے سردار تھے، اگر چاہتے تو دھوم دھام سے شادیاں کرتے لیکن آپ نے اپنے عمل سے سادگی اختیار کر کے دکھائی اور مستقل طریقہ پر یہ فرمادیا کہ نکاح میں جس قدر اخراجات کم ہوں گے اسی قدر بڑی برکتوں والا ہوگا۔ ہم نے بیاہ شادی کو مصیبت بنا رکھا ہے۔ غیر مسلموں کی دیکھا دیکھی بری بری رسمیں جاری کر رکھی ہیں اور یہ رسمیں غرور اور شہرت کے لئے اختیار کی جاتی ہیں۔ سودی قرض لے لے کر شادیاں کرتے ہیں۔ سب کو معلوم ہے کہ سود کا لینا دینا باعث لعنت ہے دکھاوے کے لئے جہیز دیئے جاتے ہیں، سینکڑوں روپے دعوت نامہ کے کارڈ پر خرچ ہوتے ہیں۔ ان اخراجات کی وجہ سے بعض مرتبہ جوان لڑکیاں برسوں بیٹھی رہتی ہیں ولیمے ہوتے ہیں جن میں سراپا ریا کاری ہوتی ہے۔ نام سنت کا اور کام دکھاوے کا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر میں نکاح اور ولیمہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سفر میں نکاح کیا اور وہیں رخصتی ہوئی اور وہیں ولیمہ ہوا۔ نہ بکری ذبح ہوئی نہ قورمہ پکا نہ اور کسی کا اہتمام ہوا بلکہ دسترخوان بچھا دیئے گئے ان پر کچھ گھی، کچھ

besturdubooks.wordpress.com

کھجوریں، کچھ پنیر کے ٹکڑے ڈال دیئے گئے۔ حاضرین نے اس میں سے کھالیا۔ یہ حضرت صفیہؓ کے نکاح کا واقعہ ہے۔

ہمارے لئے اسوۂ حسنہ

ہم لوگ بھی اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلنے کا ارادہ کرلیں تو کسی طرح کی کوئی رسم اختیار نہ کرنی پڑے۔ سادگی کے ساتھ ایک مرد وعورت کا رشتہ شرعی ایجاب وقبول کے ذریعہ جوڑ دینا کافی ہے، اتنے سے کام میں کوئی مصیبت اور بکھیڑا نہیں، جو پابندیاں خود اپنے سر لگائی ہیں ان کی وجہ سے مصیبتوں میں گرفتار ہیں۔ منگنی کی رسموں سے شادی کے دن اور اس کے بعد کھانے پلانے، آنے جانے کی رسموں تک ہزاروں روپے خرچ ہوتے ہیں اور سینکڑوں ناجائز کام کئے جاتے ہیں۔ یہ رسمیں تفصیل کے ساتھ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے اپنی کتاب اصلاح الرسوم اور بہشتی زیور حصہ ششم میں لکھ دی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ان کی شرعی مذمت سے بھی آگاہ فرمادیا ہے۔

بیاہ شادی کے متعلق عورتوں کی جاہلانہ رسمیں

عورتوں نے شادی بیاہ کی خود ساختہ رسموں کو شرعی فرائض کا درجہ دے رکھا ہے۔ نماز نہیں پڑھتیں جو سب سے زیادہ فرض چیز ہے لیکن شادی بیاہ کی رسموں کو فرض واجب سے بڑھ کر انجام دیتی ہیں اور ان رسموں کو جو نہ برتے اسے برے لفظوں میں یاد کرتی ہیں۔

گانے بجانے کا گناہ

شادیوں میں سینکڑوں روپے گانے بجانے اور رنڈیاں نچوانے اور ڈومنیاں گوانے پر خرچ کئے جاتے ہیں، جس کی شادی میں گانا بجانا نہ ہو، گراموفون نہ بجے، باجے والے نہ آئیں اسے پھیکا اور بے مزہ سمجھا جاتا ہے حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِیْرِ وَالْاَوْثَانِ وَالصُّلُبِ وَاَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ.

یعنی مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں گانے بجانے کے سامان مٹادوں اور بتوں اور (عیسائیوں کی) صلیب (سولی) کو اور جاہلیت کی چیزوں کو ختم کردوں۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کے مٹانے کو اپنی بعثت کے مقصد میں شامل فرمایا افسوس ہے کہ اسلام کے مدعی ان چیزوں سے اپنی شادیوں کو سجاتے ہیں اور مصیبت بالائے مصیبت یہ ہے کہ مسجدوں میں نمازیں ہوتی رہتی ہیں اور مائیک سے گانے نشر ہوتے رہتے ہیں اور سارے محلے میں گانوں کی ایک مصیبت کھڑی ہوجاتی ہے، شور شار میں مریض بھی عافیت سے آرام نہیں کرسکتا۔

ایک زمانہ تھا جب مسلمان ہندوؤں سے بھڑ جاتے تھے اور مسجد کے سامنے باجا بجانے پر جان دینے اور جان لینے کیلئے تیار ہوجاتے تھے۔ آج مسلمان خود ہی مسجد کے سامنے باجا بجاتا ہے اور عین نماز کے وقت گانے کی آوازیں نمازیوں کے کانوں میں ٹھونستا ہے۔

لڑکے یا لڑکی پر رقم لینا حرام ہے اور رشوت ہے

بعض لوگ کئی کئی ہزار روپے لے کر لڑکی دیتے ہیں اور اس کے برعکس بعض علاقوں میں اس شرط پر لڑکی لیتے ہیں کہ لڑکی کے ساتھ اتنی رقم اور اتنا سامان دیں، ان رقموں اور مالوں کا لینا دینا رشوت ہونے کی وجہ سے حرام ہے اور ساتھ ہی حدیث بالا کے بھی خلاف ہے۔ رقموں کے لین دین کی بری رسم کی وجہ سے بیاہ شادی میں کم سے کم اخراجات کیسے ہوسکتے ہیں۔ رقم اور سامان کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے بعض مرتبہ تیس چالیس سال کی عمر ہونے تک کہیں جوڑ نہیں بیٹھتا۔ خدا تعالیٰ اتباع سنت کی توفیق دے۔

دُعا کیجئے: اے اللہ! جو علم آپ نے ہمیں دیا اس سے نفع عطا فرمائے اور ہمیں وہ علم دیجئے جو ہمیں نفع دے۔

besturdubooks.wordpress.com

بالغ لڑکی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وسلم لَا تُنْكَحُ الْاَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَامَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَاذَنَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللهِ وَكَيْفَ اِذْنُهَا قَالَ اَنْ تَسْكُتَ. (رواه البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس عورت کا ایک بار نکاح ہو چکا ہو (اور پھر شوہر کی موت یا طلاق مل جانے کی وجہ سے عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کرنا ہو) تو اس کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس سے وضاحت کے ساتھ زبان سے اجازت نہ لے لی جائے اور جس (بالغ) لڑکی کا نکاح پہلے نہیں ہوا ہے اس کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس سے اجازت نہ لے لی جائے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت کیسے ہوگی (وہ تو شرم کی وجہ سے بول بھی نہ سکے گی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی جانب سے یہی اجازت سمجھی جائے گی کہ جب اس سے اجازت لی جائے تو خاموش رہ جائے۔

تشریح: نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح اس کا ولی اپنے اختیار سے کرسکتا ہے۔ نابالغ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں بلکہ اگر وہ انکار کرے اور ولی نکاح پڑھا دے تب بھی نکاح ہو جائے گا اور ولی کو شریعت نے یہ اختیار اس لئے دیا ہے کہ بعض اوقات اچھے خاندان میں مناسب رشتہ مل جاتا ہے اور بلوغ کا انتظار کرنے میں اس رشتہ کے ہاتھ سے نکل جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لڑکے اور لڑکی کی بھلائی اور بہتری کے لئے اگر نابالغی میں ان کا نکاح کر دیا جائے جو اصول شریعت کے مطابق ہو تو درست ہے۔ ہاں اگر لڑکی کا فائدہ ملحوظ نہ ہو بلکہ ولی (خواہ باپ دادا ہی ہو) اپنی ذاتی مصلحت یا دنیاوی منفعت کے لئے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کر دے تو یہ درست نہیں ہے۔ بعض حالات میں یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا اور بعض حالات میں منعقد تو ہو جاتا ہے مگر لڑکے اور لڑکی کو مسلم حاکم کے یہاں درخواست دے کر نکاح فسخ کرانے کا اختیار ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں عوام و خواص بڑی افراط و تفریط میں مبتلا ہیں۔ بعض لوگوں نے یہ قانون بنا رکھا ہے کہ نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ قانون بالکل خلاف شرع ہے جب شریعت نے نابالغ لڑکے اور لڑکی کے نکاح کو ولی کے ایجاب و قبول سے جائز رکھا تو اب اس جائز کو بدل کر ناجائز قرار دینے والا کون ہے؟ یہ تو دین میں مداخلت ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خود اپنے عمل سے جائز قرار دیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس وقت نکاح فرمایا جب ان کی عمر چھ سال کی تھی، گو رخصتی بعد میں ہوئی۔ اس شرعی جائز کے خلاف قانون بنانا شریعت سے باغی ہونا ہے گو نابالغی میں نکاح کر دینا کوئی فرض و واجب بھی نہیں ہے۔ چھوٹے بچوں کا نکاح کر دینے سے بعض مرتبہ بعد میں بہت سی مشکلات سامنے آجاتی ہیں۔ اس لئے اس میں بھی بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس

besturdubooks.wordpress.com

سلسلہ میں مزید توضیح انشاء اللہ ہم آگے بیان کریں گے۔ اس حدیث کی تشریح کے سلسلے میں بطور تمہید یہ تفصیل زیر قلم آ گئی۔

کنواری سے جب باپ نکاح کی اجازت لے تو اس کی خاموشی ہی اجازت ہوگی

حدیث بالا سے معلوم ہوا ہے کہ بالغ لڑکی جس کا نکاح پہلے کسی سے نہ ہوا ہو اس کا نکاح اس سے اجازت لے کر کیا جائے، اسے بتا دیں کہ فلاں لڑکا فلاں خاندان کا اور فلاں پیشہ والا ہے اور اس کی مالی حیثیت ایسی ہے، اس سے تیرا نکاح کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، تیری اجازت ہے تو اس سے نکاح کر دیں۔ جب اس سے یہ بات کہہ دی گئی اور اس نے خاموشی اختیار کر لی تو یہ اس کی اجازت سمجھی جائے گی۔ اور اگر زبان سے صاف طور پر اجازت دے دے تب تو یہ اجازت بطریق اولی معتبر ہوگی۔ اگر اس نے انکار کر دیا تو اس کا نکاح کر دینا درست نہیں۔ بالغ لڑکی کا انکار ہوتے ہوئے کسی ولی نے نکاح کر دیا تو نکاح منعقد نہ ہوگا۔ بعض لوگوں پر ایسی جہالت سوار ہوتی ہے کہ بالغ لڑکی کے انکار کے باوجود اپنا وعدہ نبا ہنے کے لئے اس کا نکاح کر دیتے ہیں اور لڑکی کو مار کوٹ کر اور گھر سے دھکیل کر نام نہاد شوہر کے ساتھ چلتی کر دیتے ہیں۔ یہ بدترین ظلم ہے اور سخت حرام ہے۔ چونکہ لڑکی نے اس نکاح کی اجازت نہیں دی اس لئے نکاح ہی نہیں ہوا۔ میاں بیوی والے تعلقات بھی زنا ہوں گے۔ یہ کیا چودھراہٹ ہے کہ باپ کی ناک اونچی ہو جائے، لڑکی خواہ زندگی بھر زنا میں مبتلا رہے، جہالت بری بلا ہے۔

کنواری کا اجازت لینے کے وقت مسکرانا اور رونا بھی اجازت میں شمار ہے

یہ جو کہا کہ جس بالغ لڑکی کا نکاح پہلے نہ ہوا ہو اس کا ولی جب نکاح کی اجازت لے تو اس کی خاموشی اجازت سمجھی جائے گی اس کیساتھ فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر وہ ہنس پڑی یا مسکرا کر رہ گئی یا رو پڑی اور انکار نہ کیا تو یہ بھی اجازت شمار ہوگی۔ بشرطیکہ یہ ہنسنا اور رونا انکار کے انداز کا نہ ہو۔

والمعول اعتبار قرائن الاحوال فی البکاء والضحک فان تعارضت او اشکل احتیط. (الشامی عن الفتح)

زبان سے صاف طور پر کس لڑکی سے اجازت لینا ضروری ہے؟

اور جس لڑکی کا نکاح ایک بار پہلے ہو چکا ہو اور اب (شوہر کی موت یا وقوع طلاق کے بعد عدت گزار کر) دوسرا نکاح کرنا چاہے تو اس کا ولی جب لڑکے کی صفات اور حالات بیان کر کے اجازت لے تو اس کا خاموش رہ جانا اجازت میں شمار نہ ہوگا بلکہ جب تک زبان سے صاف لفظوں میں اجازت نہ دے اجازت نہ سمجھی جائے اور بالغہ کنواری کے بارے میں جو یہ لکھا ہے کہ اس کی خاموشی بھی اجازت میں شمار ہوگی یہ اسوقت ہے جب کہ وہ ولی اجازت طلب کرے جو قریب تر ہے۔ اگر قریب تر ولی کے علاوہ کوئی دوسرا ولی اجازت لے تو بالغہ کنواری لڑکی کی اجازت بھی وہی معتبر ہوگی جو زبان سے ہو اور صاف لفظوں میں ہو۔ اس تفصیل کو خوب سمجھ لیں۔

شریعت کا اعتدال

شریعت نے کیسے اعتدال سے کام لیا۔ ایک طرف تو بالغ لڑکی کو اپنی ذات کا اختیار دے دیا ہے جب تک وہ اجازت نہ دے اس کا نکاح نہیں ہو سکتا، دوسری طرف اس کی شرم کا لحاظ رکھا اور ولی کی اجازت لینے پر اس کی خاموشی یعنی انکار نہ

besturdubooks.wordpress.com

کرنے کو اجازت شمار کرلیا، اگر وہ انکار کرے تو ولی اس کا نکاح نہیں کرسکتا اور جس بالغ لڑکی کا پہلے نکاح ہو چکا ہے اس کے دوسرے نکاح کے لئے اس کی زبانی اجازت لازم قرار دی گئی۔ جس کی وجہ سے جس عورت کا نکاح ایک بار ہو چکا ہے اس کی شرم ٹوٹ چکی ہے۔ اس کی خاموشی کو اجازت قرار دینے کی کوئی ضرورت نہیں اور قریب تر ولی کے علاوہ اگر کوئی دوسرا ولی اجازت لے تو بالغہ کنواری کی خاموشی بھی معتبر نہیں کیونکہ اندیشہ یہ ہے کہ غیر اقرب جہاں نکاح کرنا چاہتا ہے اس میں پوری ہمدردی کی رعایت نہ رکھی ہو۔ لہٰذا لڑکی جب صاف لفظوں میں اجازت دے تب معتبر ہوگی۔

نابالغ کا نکاح

بعض خاندانوں اور علاقوں میں یہ مستقل طریقہ بنا رکھا ہے کہ نابالغی میں لڑکے اور لڑکی کا نکاح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں، حالانکہ نابالغ کا نکاح کر دینا ایک جائز امر ہے۔ کوئی فرض و واجب نہیں ہے۔ خواہ مخواہ نابالغی میں بچوں کا نکاح کر دینا کوئی ضروری کام نہیں ہے، بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ نابالغی میں نکاح کر دینے کے بعد لڑکا اور لڑکی بالغ ہو کر منکر ہو جاتے ہیں اور اس شادی کو پسند نہیں کرتے۔ انکا انکار اور والدین کا اسی جگہ رخصتی کرنے پر اصرار مصیبت بن جاتا ہے۔ دور حاضر کی اولاد کی خود رائی کے پیش نظر اگر بات پہلے سے پکی کر کے رکھیں اور آخری فیصلہ اور نکاح لڑکا لڑکی کے بالغ ہونے پر ان کی اجازت لے کر کریں تو مذکورہ پریشانی کا سامنا نہ ہو۔ نیز بعض مرتبہ لڑکا نابالغ ہو کر شریر بدمعاش نکل جاتا ہے۔ رخصتی کریں تو لڑکی کی جان مصیبت میں پھنسے اور لڑکے سے طلاق کو کہیں تو طلاق نہیں دیتا۔ یہ پریشانیاں پیش آتی رہتی ہیں، ان سے بچنے کا یہی علاج ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔ البتہ ایسا قانون بھی خلاف شریعت ہے کہ نابالغ کا نکاح ہو ہی نہ سکے۔ جو از شرعی پر عمل کریں تو لڑکا لڑکی کا فائدہ دیکھ لیں۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں، کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

یا اللہ! اس ماہ کا ایک ایک لمحہ ایک ایک سانس ہمارے لئے باعث رحمت بنا دیجئے۔

یا اللہ! ہمیں ہر خطا و عصیان سے محفوظ رکھیے ہر تقصیر و کوتاہی سے محفوظ رکھیے۔

یا اللہ! ہم کو اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی سے بچا لیجئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر رحم فرمایئے۔

یا اللہ! ہمارے دل کو نفاق سے عمل کو ریا سے زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو خیانت سے پاک فرما دیجئے کیونکہ آپ آنکھوں کی چوری اور جو کچھ دل چھپاتے ہیں جانتے ہیں۔

یا اللہ! علم سے ہماری مدد فرما اور حلم سے ہمیں آراستہ فرما اور پرہیزگاری سے بزرگی عطا فرما اور امن سے ہمیں جمال عطا فرمایئے۔

besturdubooks.wordpress.com

کون کون سے رشتے حرام ہیں

وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لَّكَ فِيْ بِنْتِ عَمِّكَ حَمْزَةَ فَاِنَّهَا اَجْمَلُ فَتَاةٍ فِيْ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهٗ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ حَمْزَةَ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَاحَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ کو اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی سے نکاح کرنے کی رغبت ہے۔ (رغبت ہو تو بات چلائی جائے) کیونکہ قریش کی عورتوں میں وہ سب سے زیادہ حسین لڑکی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ (میرا نکاح اس سے کیسے ہوسکتا ہے۔ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی لڑکی ہے) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حمزہ میرے دودھ شریک بھائی ہیں۔ اور اللہ جل شانہ نے نسب کی وجہ سے جو رشتے حرام قرار دیئے ہیں وہ رضاعت کی وجہ سے بھی حرام قرار دیئے ہیں (حمزہ رضی اللہ عنہ گو چچا ہیں اور چچا کی لڑکی سے درست ہے لیکن چچا کے ہوتے ہوئے چونکہ وہ دودھ شریک بھائی بھی ہیں اس لئے ان کی لڑکی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ جَاءَ عَمِّيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاسْتَاْذَنَ عَلَيَّ فَاَبَيْتُ اَنْ آذَنَ لَهٗ حَتّٰى اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ اِنَّهٗ عَمُّكِ فَاْذَنِيْ لَهٗ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهٗ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِي الْمَرْاَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم اِنَّهٗ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ وَذٰلِكَ بَعْدَمَا ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ. (رواه البخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ میرے رضائی چچا (افلح نامی) نے پردہ کے احکام نازل ہونے کے بعد میرے پاس اندر آنے کی اجازت چاہی (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابوالقعیس کی بیوی کا دودھ پیا تھا جس کی وجہ سے ابوالقعیس ان کے دودھ کے رشتہ سے والد ہوگئے اور ان کے بھائی افلح اسی رشتہ سے چچا ہوگئے) جب انہوں نے اجازت چاہی تو میں نے اندر آنے کی اجازت نہ دی اور کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کئے بغیر اجازت نہ دوں گی۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم زنان خانہ میں تشریف لائے تو میں نے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا (ہاں) وہ تمہارا دودھ کے رشتہ کا چچا ہے اسے اندر آنے کی اجازت دے دو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے تو عورت نے دودھ پلایا ہے (اس کی بہن خالہ بن جائے تو یہ سمجھ میں آتا ہے) مجھے مرد نے تو دودھ نہیں پلایا (اس عورت کے شوہر نے) مجھے دودھ پلایا ہوتا تو اس کا بھائی میرا چچا بن جاتا) آپ نے فرمایا بلاشبہ وہ تمہارا چچا ہے وہ تمہارے پاس اندر گھر میں آسکتا ہے (کیونکہ جس مرد کی

besturdubooks.wordpress.com

وجہ سے دودھ اترا وہ باپ ہوگیا اور اس کا بھائی دودھ پینے والے بچہ کا چچا ہوگیا) (مشکوٰۃ ص ۲۷۳ عن البخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم نَهٰی اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْءَ ةُ عَلٰی عَمَّتِهَا اَوِالعَمَّةُ عَلٰی بِنْتِ اَخِیْهَا وَالْمَرْءَ ةُ عَلٰی خَالَتِهَا اَوِالْخَالَةُ عَلٰی بِنْتِ اُخْتِهَا لَا تُنْكَحُ الصُّغْرٰی عَلَی الْكُبْرٰی وَلَا الْكُبْرٰی عَلَی الصُّغْرٰی.

(رواه الترمذی و ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی عورت کا نکاح ایسے مرد سے نہ کیا جائے جس کے نکاح میں پہلے سے اس عورت کی پھوپھی ہو اور اس سے بھی منع فرمایا کہ کسی عورت کا نکاح ایسے مرد سے کیا جائے جس کے نکاح میں پہلے سے اس عورت کے بھائی کی لڑکی ہو (اسی طرح) اس سے بھی منع فرمایا کہ کسی عورت کا نکاح ایسے مرد سے کیا جائے جسکے نکاح میں پہلے اس عورت کی خالہ ہو اور اس سے بھی منع فرمایا کہ ایسے مرد سے کسی عورت کا نکاح کیا جائے جس کے نکاح میں پہلے سے بھی اس عورت کی بہن کی لڑکی ہو۔ کسی مرد کے نکاح میں بڑی (یعنی پھوپھی یا خالہ) کے ہوتے ہوئے چھوٹی (یعنی بھتیجی اور بھانجی) کا نکاح اس مرد سے نہ کیا جائے کسی مرد کے نکاح میں چھوٹی (یعنی بھتیجی یا بھانجی) کے ہوتے ہوئے بڑی (یعنی پھوپھی اور خالہ) کا نکاح اس مرد سے نہ کیا جائے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۷۴ بحوالہ ترمذی وابوداؤد)

تشریح: شریعت مطہرہ نے نکاح کے بارے میں بہت سے احکام بتائے ہیں ان احکام میں یہ تفصیلات بھی ہیں کہ کون سی عورت کس مرد کے لئے حلال ہے اور کون سا مرد کس عورت کے لئے حلال ہے۔ ہر مسلمان کو ان تفصیلات کا جاننا ضروری ہے۔ قرآن مجید میں سورہ نساء کے چوتھے رکوع میں یہ احکام مذکور ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان احکامات کی تشریح کی ہے اور تفصیلات بتائی ہیں۔ شریعت نے انسان کو حلال وحرام کا پابند بنایا ہے۔ جیسے کھانے پینے میں ہر چیز کھانے پینے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ ایسے ہی شادی کرنے میں آزادی نہیں بلکہ اس کے بارے میں حلال وحرام کی تفصیلات سے آگاہ فرمایا اور قوانین کا پابند بنایا بعض لوگوں کو یہ قوانین ناگوار معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن وہ یہ نہیں سمجھتے کہ روک ٹوک شرافت کی دلیل ہے۔ جانور غیر مکلف ہیں بے عقل ہیں، جہاں چاہتے ہیں منہ مارتے ہیں جیسے چاہیں خواہش پوری کر لیتے ہیں۔ اگر انسان کو بھی کھلی چھٹی مل جائے تو وہ انسان کہاں رہے گا۔ وہ تو جانور بلکہ جانور سے بھی بدتر ہو جائے گا۔

کونسی عورت کس کے لئے حرام ہے اس کے تفصیلی قوانین کی بنیاد چھ چیزوں پر ہے۔ (۱)۔ نسبی قرابت (۲)۔ دودھ کا رشتہ (۳)۔ سسرالی رشتہ (اس رشتے کی وجہ سے جو حرمت ہوتی ہے اسے حرمت مصاہرت کہتے ہیں) (۴)۔ کسی عورت کا دوسرے مرد کے نکاح یا اس کی عدت میں مشغول ہونا۔ (۵)۔ کسی مرد کے نکاح میں پہلے سے کسی عورت کا ہونا۔ (۶) تعداد مقررہ سے زیادہ نکاح کرنا۔ ان باتوں کی تفصیلات قدرے ذکر کی جاتی ہیں۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہم آپ سے اپنے دین میں دُنیا میں اور اہل وعیال میں معافی اور امن کا سوال کرتے ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

نسبتی قرابت کے رشتے

وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم هَلْ لَّكَ فِيْ بِنْتِ عَمِّكَ حَمْزَةَ فَاِنَّهَا اَجْمَلُ فَتَاةٍ فِيْ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهٗ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ حَمْزَةَ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَاحَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا آپ کو اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی سے نکاح کرنے کی رغبت ہے۔ (رغبت ہو تو بات چلائی جائے) کیونکہ قریش کی عورتوں میں وہ سب سے زیادہ حسین لڑکی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ (میرا نکاح اس سے کیسے ہوسکتا ہے۔ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی لڑکی ہے) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حمزہ میرے دودھ شریک بھائی ہیں۔ اور اللہ جل شانہ نے نسب کی وجہ سے جو رشتے حرام قرار دیئے ہیں وہ رضاعت کی وجہ سے بھی حرام قرار دیئے ہیں (حمزہ رضی اللہ عنہ گو چچا ہیں اور چچا کی لڑکی سے درست ہے لیکن چچا کے ہوتے ہوئے چونکہ وہ دودھ شریک بھائی بھی ہیں اس لئے ان کی لڑکی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔

اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد سے اور ماں باپ، دادا، دادی یا نانا، نانی سے نکاح کرنا درست نہیں اور بہن بھائی کا بھی آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا، خواہ حقیقی بہن بھائی ہوں خواہ باپ شریک ہوں، خواہ ماں شریک۔ چچا بھتیجی کا اور ماموں بھانجی کا بھی آپس میں نہیں ہوسکتا، نیز پھوپھی بھتیجے اور خالہ بھانجے کا بھی آپس میں نکاح درست نہیں۔

دودھ کے رشتے

دودھ کے رشتے کی وجہ سے بھی آپس میں نکاح حرام ہو جاتا ہے خالہ زاد بھائی سے اور چچا اور پھوپھی کے لڑکے سے نکاح درست ہے۔ لیکن اگر کسی لڑکے اور لڑکی نے دودھ پینے کے زمانہ میں (یعنی دو سال کی عمر کے اندر) کسی اور عورت کا دودھ پی لیا تو یہ دونوں آپس میں دودھ شریک بہن بھائی ہو گئے۔ اب آپس میں ان کا نکاح نہیں ہوسکتا جب لڑکے نے کسی عورت کا دودھ پیا ہے وہ اس عورت کی کسی بھی لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا اگرچہ ایک ساتھ دودھ نہ پیا ہو۔ نیز دودھ پینے والا اس عورت کی بہن سے نکاح نہیں کرسکتا۔ جس کا دودھ پیا ہو' کیونکہ وہ اس کی خالہ ہوگئی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو نکاح نسبتی قرابت کی وجہ سے حرام ہے دودھ کے رشتے سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔ اس سے چند صورتیں مستثنیٰ ہیں۔ جو فقہ کی کتابوں میں لکھی گئی ہیں۔

پیچھے ایک حدیث میں بھی یہی مضمون بتایا گیا ہے کہ جس طرح نسبتی قرابت کے رشتے سے نسبی ماں بیٹا اور بہن بھائی اور خالہ بھانجہ اور ماموں بھانجی اور چچا بھتیجی اور پھوپھی اور بھتیجا آپس میں محرم قرار دیئے گئے ہیں (کہ ایک دوسرے کے ساتھ سفر میں جاسکتے ہیں) اسی طرح دودھ کے رشتے کی وجہ سے دودھ پلانے والی عورت اور اس کی اولاد اس کی بہن اور اس کا بھائی اور اس کے ماں باپ دودھ پینے والے بچے کے لئے

besturdubooks.wordpress.com

(لڑکا ہو یا لڑکی) محرم بن جاتے ہیں حتیٰ کہ جس کی بیوی کا دودھ پیا ہے اس کا بھائی دودھ پینے والے بچہ کا چچا ہو کر محرم بن جاتا ہے۔ محرم وہ ہے جس سے کبھی نکاح درست نہیں۔ عورت کا داماد اور عورت کے شوہر کا باپ بھی محرم ہو جاتا ہے کیونکہ اس سے بھی نکاح درست نہیں ہے۔ محرم بن جانے کی وجہ سے ایک ساتھ سفر میں جانا اور بلا پردہ آمنے سامنے آجانا جائز ہو جاتا ہے۔

جس محرم سے اطمینان نہ ہو اس کیساتھ سفر اور خلوت درست نہیں

ہاں اگر کوئی محرم فاسق و فاجر ہے اس کی جانب سے اطمینان نہیں ہے بلکہ شرارت نفس کا اندیشہ (جیسا کہ آج کل واقعات ہوتے رہتے ہیں) تو ایسے محرم سے احتیاط لازم ہے، اس کے ساتھ سفر کرنا یا تنہائی میں رہنا جائز نہیں اور ۴۸ میل کا سفر کرنا بلا محرم کے درست نہیں ہے خواہ سفر دینی ضرورت سے ہو (مثلاً سفر حج) یا دنیاوی ضرورت سے (جیسے میکہ جانا یا سسرال پہنچنا) یہ ممانعت بہر حال ہے پیدل سفر کرے یا ہوائی جہاز سے یا ریل سے یا موٹر کار سے، جس محرم کے ساتھ سفر میں جائے اس کا صالح ہونا ضروری ہے جس سے اطمینان ہو کہ کوئی خراب عمل نہ کرے گا اور خراب خیال سے نہ چھوئے گا اگر ایسا محرم ہو تو اس کے ساتھ سفر کرنا درست ہے۔

نامحرم کے ساتھ سفر اور خلوت گناہ ہے

بہت سی عورتیں بغیر محرم کے سفر حج یا عمرہ کے لئے روانہ ہو جاتی ہیں جو گناہگار ہوتی ہیں، نامحرم کیسا ہی متقی اور پرہیزگار ہو اس کے ساتھ حج و عمرہ کے لئے جانا گناہ ہے، مسلمان آدمی کو طبیعت پر نہیں شریعت پر چلنا لازم ہے۔ بہت سی عورتیں خالہ زاد، ماموں زاد، چچا زاد، پھوپھی زاد کے ساتھ سفر میں چلی جاتی ہیں اور ان سے پردہ بھی نہیں کرتی ہیں اور ان کے ساتھ تنہائی میں وقت گزارتی ہیں یہ سخت گناہ ہے۔

حرمت مصاہرت

کسی مرد کا کسی عورت سے یا کسی عورت کا کسی مرد سے نکاح ہو جانے کی وجہ سے جو حرمت ہو جاتی ہے اسے حرمت مصاہرت کہا جاتا ہے۔ مثلاً جب کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کرلے تو اب اس عورت کی والدہ سے نکاح نہیں کرسکتا۔ اسی طرح یہ عورت اس مرد کے کسی بھی لڑکے سے نکاح نہیں کرسکتی، کسی عورت کا اس کے شوہر کے باپ سے نکاح نہیں ہوسکتا، پہلے شوہر کی لڑکیاں اگر کوئی عورت ساتھ لے آئی تو اس کا نیا شوہر ان لڑکیوں میں سے کسی سے بھی نکاح نہیں کرسکتا۔ بشرطیکہ ان لڑکیوں کی والدہ اور نئے شوہر کے درمیان شوہر اور بیوی والا کام ہو چکا ہو اور اگر ان کی والدہ کو صرف نکاح کر کے طلاق دے دی تو ان میں سے کسی بھی لڑکی سے نکاح ہوسکتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ .... وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ.

میں نے یہی مسائل بتائے ہیں۔ اگر کوئی مرد کسی عورت سے زنا کرلے تو اس سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔ جس عورت سے زنا کرے اب اس عورت کی والدہ سے اور اس کی لڑکی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔

دُعا کیجئے

اے اللہ! ہم آپ سے اپنے دین میں دنیا میں اور اہل وعیال میں معافی اور امن کا سوال کرتے ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

حرمت مصاہرت سے متعلق چند کوتاہیاں

وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم هَلْ لَکَ فِیْ بِنْتِ عَمِّکَ حَمْزَةَ فَاِنَّهَا اَجْمَلُ فَتَاةٍ فِیْ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهٗ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ حَمْزَةَ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَاحَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا آپ کو اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی سے نکاح کرنے کی رغبت ہے۔ (رغبت ہو تو بات چلائی جائے) کیونکہ قریش کی عورتوں میں وہ سب سے زیادہ حسین لڑکی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ (میرا نکاح اس سے کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی لڑکی ہے) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حمزہ میرے دودھ شریک بھائی ہیں۔ اور اللہ جل شانہ نے نسب کی وجہ سے جو رشتے حرام قرار دیئے ہیں وہ رضاعت کی وجہ سے بھی حرام قرار دیئے ہیں (حمزہ رضی اللہ عنہ گو چچا ہیں اور چچا کی لڑکی سے درست ہے لیکن چچا کے ہوتے ہوئے چونکہ وہ دودھ شریک بھائی بھی ہیں اس لئے ان کی لڑکی سے نکاح نہیں ہو سکتا۔

حرمت مصاہرت (رشتۂ دامادی) کے متعلق بعض واقعات میں بعضے لوگ ایک عورت سے ایک مدت تک ناجائز تعلق رکھتے ہیں، جب وہ دل سے اتر جاتی ہے اور اس درمیان اس کی کوئی لڑکی سیانی ہو جاتی ہے اس کی طرف میلان ہوتا ہے اور اپنے نزدیک گناہ سے بچتے ہیں کہ اس لڑکی سے نکاح کر لیتے ہیں حالانکہ حرمت مصاہرت کے قاعدے سے اس شخص پر اطلاق مدلول:

وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ. (النساء: ۲۳)

اور تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جو کہ تمہاری پرورش میں رہتی ہیں ان بیویوں سے کہ جن کے ساتھ تم نے صحبت کی ہو۔

میں داخل ہونے سے حرام ہے اور بعضے دونوں ماں بیٹی کو استعمال میں رکھتے ہیں حالانکہ بیٹی سے منقطع (علیحدہ) ہونے کے بعد اس کی ماں سے نکاح حرام ہو گیا، اور بلا نکاح تو دو حرمتیں جمع ہو گئیں، ایک وطی بلا نکاح (بغیر نکاح کے ہم بستری) دوسری "امھات نساءکم" سے انتفاع۔

بیوی کی ماں یا بیٹی پر شہوت سے ہاتھ پڑ جانے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے

بعضے عمداً تو اسباب حرمت کے مرتکب نہیں ہوتے مگر احیاناً غلطی سے بیوی کے دھوکہ میں اس بیوی کی ماں پر اس بیوی کی بیٹی پر شہوت سے ہاتھ پڑ جاتا اور بعد تنبہ کے فوراً دست کش ہو جاتا ہے کہ عمداً (جان بوجھ کر) تو اس فعل کا ارتکاب نہیں کیا گیا۔

مذکورہ حرمت کا مدار سزا نہیں بلکہ اس فعل کا خاصہ ہے

سو یہ کلام کرنا غلطی ہے، اس حرمت کا مدار سزا نہیں ہے جو یہ سوال کیا جائے، جس طرح بعض اعیان (چیزوں) میں بعض خواص ایسے ہوتے ہیں کہ بلاقصد (بغیر ارادہ) کے بھی ان کے

besturdubooks.wordpress.com

تناول سے وہ خواص ظاہر ہوتے ہیں' جیسے سنکھیا کھانے سے ہلاک ہو جانا اور اس کو اطباء اور کبھی بعض عوام بھی جانتے ہیں اسی طرح بعض افعال میں بھی بعض خواص ایسے ہوتے ہیں کہ بلا قصد ان کے صدور سے وہ خواص واقع ہوتے ہیں اور اس کو شارع علیہ السلام اور ماہران شریعت بارشاد جانتے ہیں' پس ان اسباب حرمت مصاہرت میں یہ خاص اسی قبیل (قسم) کا ہے' البتہ جو مضار (نقصانات) بعض افعال کے واقع ہوں گے وہ سزا ہیں' وہ قصد وعمد (جان بوجھ کر اور ارادہ کے ساتھ کرنے) پر موقوف ہیں۔

بہو پر براہ شرارت ہاتھ ڈالنے سے وہ اپنے بیٹے پر بھی حرام ہو جائے گی

اسی طرح بعض ایسے ہی دھوکہ میں یا براہ شرارت کوئی شخص اپنے بیٹے کی بیوی پر ہاتھ ڈال دیتا ہے تو یہ بیوی اپنے شوہر پر یعنی اس شخص کے بیٹے پر حرام ہو جاتی ہے' اس میں عوام کو پہلے ہی سے زیادہ کلام ہوتا ہے کہ پہلی صورت میں تو جس شخص پر حرمت ہو جاتی ہے اس کی اتنی کوتاہی تو تھی کہ اس نے تحقیق کرنے میں بے احتیاطی کی' مگر یہاں جس شخص پر حرمت ہوئی ہے اس بیچارے کی کیا خطا اور اس کا کیا دخل جو اس پر سختی کی گئی' اس کا جواب بھی اوپر کی تقریر سے ہو چکا ہے کہ یہ سزا نہیں' اس فعل کے خاصہ کا ظہور ہے اور خاصہ ہونا دلیل شرعی سے ثابت ہے اور گو یہ مسئلہ حرمت مصاہرت بدون النکاح کا مجتہدین میں مختلف فیہ ہے۔

کسی مسئلہ میں محض نفس پرستی کیلئے کسی دوسرے امام کی تقلید دین سے مذاق ہے

مگر جو شخص ایسے مجتہد کی تقلید کا التزام کئے ہوئے ہو جو حرمت کے قائل ہوں اس شخص کا محض اتباع ہوی (صرف نفسانی خواہش کی پیروی) سے اس حرمت پر عمل نہ کرنا نفس پرستی ولعب فی الدین (دین کو کھیل بنانا) ہے اور اس مسئلہ میں کچھ شرائط وتفاصیل بھی ہیں جن کا محل کتب فقہ ہیں ان سے یا علماء سے وقوع حوادث کے وقت تحقیق کرنا ضروری ہے تاکہ حرمت کی جگہ حلت اور حلت کی جگہ حرمت نہ سمجھا جائے کہ اول میں حقوق شرع کا اتلاف (ضیاع) اور دوسری میں حقوق زوجہ کا اتلاف ہے۔

بلا قصد بھی حرمت مصاہرت ہو جاتی ہے

اور چونکہ یہ مسئلہ بہت نازک ہے اور بعض صورتوں میں بلا قصد بھی حرمت ہو جاتی ہے۔

بیوی سے مباشرت سے قبل سخت احتیاط کی ضرورت ہے

اس لئے اس کی احتیاط کا بہت ہی اہتمام رکھے۔ یعنی اول تو جہاں بیوی سوتی ہو اس کی ماں یا بیٹی وہاں نہ ہونا چاہئے۔ اسی طرح وہاں اپنے بیٹے کی بیوی یا باپ کی بیوی نہ ہونا چاہئے اور اگر کسی ضرورت سے ایسا ہو تو جب تک بیوی کو پکار کر اس کی آواز نہ سن لے اور خوب پہچان نہ لے اس کو ہاتھ نہ لگائے۔

اسی طرح ان مذکورہ عورتوں کے ہاتھ سے اگر کوئی چیز لے تو اس کا بہت خیال رکھے کہ اس کے ہاتھ کو ان کا ہاتھ نہ لگ جائے' نفس کا کیا اعتبار' اگر ہاتھ لگنے کے وقت مرد کے دل میں یا عورت کے دل میں شہوت کا اثر ہو گیا تو حرمت مصاہرت کا طوق (پٹہ) پڑ گیا۔ پھر بعض اوقات تو ایک کو دوسرے کی کیا خبر کہ اس وقت اس کے نفس میں کیا کیفیت تھی؟ جب خبر ہی نہیں تو حرمت پر عمل کیسے کرے گا؟ اور اگر اپنے نفس کی خبر بھی ہو گئی تو دنیا کے شرم یا خوف سے زبان سے نکالنا مشکل' تو تمام عمر ارتکاب حرام' یا یہ شخص مباشر یا مسبب (یعنی خود کرنے والا یا

besturdubooks.wordpress.com

سبب بننے والا ہوگیا) کتنی مصائب جمع ہوگئیں۔

۴۔عدت والی عورت کے نکاح کا حکم

کسی عورت کا کسی مرد کے نکاح یا اس کی عدت میں مشغول ہونا بھی حرمت نکاح کا باعث بن جاتا ہے۔ایک مرد کے نکاح میں دو یا تین یا چار عورتیں تو رہ سکتی ہے مگر ایک عورت دو مردوں کے نکاح میں نہیں رہ سکتی۔ جب ایک عورت سے کسی نے نکاح کرلیا تو اس عورت کا نکاح دوسرے مرد سے اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس مرد کے نکاح سے بالکل نہ نکل جائے۔لفظ بالکل اس لئے استعمال کیا کہ شوہر کے مرجانے یا طلاق بائن یا طلاق مغلظ دے دینے سے گو رجوع کا حق ختم ہو جاتا ہے مگر دوسرے مرد سے نکاح کرنے کی اجازت عورت کو جب ہوتی ہے جب عدت گزر جائے' عدت کے احکام آگے بیان ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں والمحصنت من النساء۔فرما کر یہی بات بتائی ہے کہ جو عورت کسی کے نکاح میں ہو اس کا نکاح دوسرے مرد سے نہیں ہوسکتا۔

نکاح میں کون سی عورتیں جمع نہیں ہوسکتیں

کسی مرد کے نکاح میں پہلے سے کسی عورت کا ہونا بھی بعض دوسری عورتوں سے نکاح کرنے کے لئے مانع ہو جاتا ہے' مثلاً کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا تو اب جب تک یہ عورت اس کے نکاح میں رہے بلکہ اگر اس نے طلاق دے دی تو طلاق کے بعد جب تک عدت کے اندر رہے گی اس عورت کی بہن سے اس کا نکاح نہیں ہوسکتا' اگر نکاح کرلیا تو شرعاً اس نکاح کا کوئی اعتبار نہیں قرآن مجید میں (وان تجمعوا بین الاختین) فرما کر یہی مسئلہ بتایا گیا ہے جس طرح دو بہنیں آپس میں ایک مرد کے نکاح میں جمع نہیں ہوسکتی ہیں اسی طرح پھوپھی' بھتیجی اور خالہ بھانجی بھی ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتی ہیں۔اگر کوئی عورت کسی مرد کے نکاح میں ہو تو جب تک یہ اس مرد کے نکاح میں رہے گی اس کی بہن اور اس کی خالہ سے اور بھانجی سے پھوپھی سے اور بھتیجی سے اس مرد کا نکاح درست نہیں ہوگا' اگر نکاح کرلیا تو شرعاً معتبر نہ ہوگا، نیز ان میں سے اگر ایک کو طلاق دے دی تو دوسری سے نکاح اس وقت تک درست نہ ہوگا جب تک کہ طلاق پانے والی عورت کی عدت نہ گزر جائے۔

مرد کیلئے مقررہ تعداد سے زائد نکاح درست نہیں

مرد کے لئے شریعت نے بیویوں کی تعداد مقرر کی ہے' بیک وقت چار عورتوں سے ایک مرد کو نکاح کرنا درست ہے مگر اس کی اجازت اس وقت ہے جب کہ ہر بیوی کے حقوق شریعت کے مطابق برابری کے ساتھ ادا کرے۔ بیک وقت چار عورتوں سے زیادہ کوئی مرد نکاح نہیں کرسکتا حتیٰ کہ اگر چار میں سے چوتھی کو طلاق دے دی تو جب تک اس کی عدت نہ گزر جائے اس کے بدلہ پانچویں عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں۔غیلان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں قبول اسلام سے پہلے دس بیویاں تھیں جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو سب بیویاں بھی مسلمان ہوگئیں۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ چار کو رکھ لو باقی چھوڑ دو۔(مشکوٰۃ)

یہ سب نکاح چونکہ زمانہ جاہلیت میں ہوئے تھے اس لئے ایسا فیصلہ صادر فرمایا مسلمان ہوتے ہوئے کوئی شخص اگر چار عورتیں نکاح میں ہوتے ہوئے پانچویں سے نکاح کرلے تو پانچواں نکاح منعقد ہی نہ ہوگا۔

دُعا کیجئے: اے اللہ! ہم آپ سے اپنے دین میں' دنیا میں اور اہل وعیال میں معافی اور امن کا سوال کرتے ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

دودھ کا رشتہ دو سال کی عمر میں دودھ پینے سے ثابت ہے

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ عَلَيْهَا وَ عِنْدَهَا رَجُلٌ فَكَأَنَّهُ كَرِهَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ اِنَّهُ اَخِيْ فَقَالَ انْظُرْ نَ مِنْ اِخْوَانِكُنَّ فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ. (رواه البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم زنان خانہ میں تشریف لائے اس وقت میرے پاس ایک آدمی تھا' میں نے ایسا محسوس کیا کہ اس کا گھر میں ہونا آپ کو ناگوار ہوا میں نے (دل کا خلجان دور کرنے کے لئے) عرض کیا کہ یہ شخص میرا (دودھ شریک) بھائی ہے (اس لئے اندر بلا لیا ہے) یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اچھی طرح خیال کرلو کہ تمہارے دودھ شریک بھائی کون لوگ ہیں کیونکہ شرعی رضاعت (دودھ سے آجانے والی حرمت) اس وقت مؤثر ہوتی ہے جب کہ بھوک کی وجہ سے ہو۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ شرعاً دودھ پلانے کا زمانہ مقرر ہے یعنی دو سال کی عمر کے اندر اندر بچہ اور بچی کو دودھ پلایا جاسکتا ہے' اس عمر میں جس نے دودھ پیا اس کا دودھ پینا حرمت رضاعت کا سبب ہے اس کے بعد دودھ پلانا ہی حرام ہے اور اگر کسی نے اس عمر کے بعد کسی عورت کا دودھ پی لیا ہے تو اس سے وہ کسی کا نہ محرم بنے گا نہ اس عورت کی ماں بہن اور اولاد سے اس کا نکاح حرام ہوگا۔ چونکہ دودھ سے حرمت ثابت ہوتی ہے' اس لئے عورتوں پر بہت احتیاط لازم ہے۔ اپنی اولاد کے سوا بلا ضرورت دوسروں کے بچوں کو دودھ نہ پلائیں۔

فائدہ: بچہ یا بچی کی عمر چاند کے حساب سے دو سال پورے ہونے کے اندر اندر جو کسی عورت کا دودھ پلا دیا جائے تو سب اماموں کے نزدیک حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ یعنی اس کی وجہ سے وہ سب رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو دودھ کی وجہ سے حرام ہیں' البتہ حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ اڑھائی سال کے اندر اندر دودھ پلانے سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ احتیاط کا تقاضا ہے کہ امام صاحب کے قول پر عمل کیا جائے دو سال پورے ہو جائیں تو کسی بچہ یا بچی کو دودھ ہرگز نہ پلائیں لیکن اگر کسی نے پلانے کی غلطی کردی تو اڑھائی سال کے اندر جو دودھ پلایا ہو اس کی حرمت رضاع میں مؤثر مانا جائے۔ البتہ اس کے بعد جو دودھ دیا ہو حرمت رضاع میں اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا اور اس کی وجہ سے رشتے حرام نہ ہوں گے۔

کسی مرد سے نکاح کرنے کے لئے اسکی پہلی بیوی کو طلاق نہ دلائیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنی بہن کو طلاق کا سوال نہ کرے تاکہ اس کے پیالہ کو خالی کردے اور چاہئے کہ اپنا نکاح (کسی دوسرے مسلمان مرد سے) کرلے۔ کیونکہ جو اس کی

besturdubooks.wordpress.com

تقدیر میں ہے وہ ضرور اس کو ملے گا۔ (مشکوۃ المصابیح)

تشریح: اس حدیث میں بھی اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ کوئی کسی کا برا نہ چاہے جب کوئی کسی کو نکاح کا پیغام دے تو اسے اپنی صوابدید کے مطابق ہاں یا نہ کا جواب دے دینا چاہئے۔ اگر اس مرد کے نکاح میں پہلے سے کوئی عورت ہو تو اپنا نکاح کرنے کے لئے پہلی بیوی کو طلاق دینے کی شرط نہ لگائے تاکہ شوہر سے جو کچھ اس کو ملتا ہے اس سے اس کا پیالہ خالی کردے یعنی اسے محروم کر کے خود اس منفعت کو اپنے لئے مخصوص کرلے بعض علماء نے اس حدیث کا یہ مطلب بھی بتایا ہے کہ جب دو عورتیں کسی مرد کے نکاح میں ہوں تو کوئی سوتن شوہر سے اپنی سوتن کو طلاق کا سوال نہ کرے تاکہ اسے طلاق ہو جائے تو وہ دوسری جگہ نکاح کرلے اور طلاق کا تقاضا کرنے والی تنہا شوہر پر قبضہ کر کے بیٹھ جائے اور شوہر سے جو منافع حاصل ہوتے ہیں ان سب سے دوسری کو محروم کر کے اپنے لئے مخصوص کرلے۔ حدیث کے الفاظ میں اس معنی کی بھی گنجائش ہے۔

بہرحال یہ دونوں باتیں شریعت اسلامیہ کے خلاف ہیں یعنی جس مرد سے نکاح کرنا ہو اس کی پہلی بیوی کو طلاق دلانے کا تقاضا کرنا اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے نکاح میں پہلے سے ہو یا بعد میں آجائے اس کی طلاق کا سوال کرنا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اول تو بہن فرما کر رحمت اور شفقت کی طرف توجہ دلائی کہ جس عورت کی طلاق کا سوال کروگی وہ بھی تو مسلمان ہوگی۔ اپنی اس مسلمان بہن کو اسکے شوہر کی شفقت سے کیوں محروم کرتی ہو جبکہ تم اپنے لئے ایسا پسند نہیں کرسکتی ہو۔ مسلمان کی ایمانی ذمہ داریوں میں سے یہ بات بھی ہے کہ جو کچھ اپنے لئے پسند کرے وہ دوسرے مسلمان کیلئے بھی پسند کرے اور جو کچھ اپنے لئے ناپسند کرے وہ دوسرے مسلمان کیلئے بھی ناپسند کرے۔

کسی عورت کو اس کے شوہر سے الگ کرا کر اس کے شوہر سے نکاح کرنے کی کوشش جہاں اس کی ایذاء کا باعث ہے وہاں تقدیر سے آگے بڑھنے کے بھی مترادف ہے۔ ہر مرد عورت کے لئے مال اور رزق اور دیگر منافع مقدر ہیں۔ جو عورت چاہتی ہے کہ کسی عورت کو طلاق دلا کر اس کے شوہر سے نکاح کرلے اسے چاہئے کہ اس کے شوہر پر قبضہ کرنے کے بجائے کسی دوسرے مرد سے اپنا نکاح کرلے ہزاروں مسلمان مرد موجود ہیں جو تقدیر میں ہیں وہ اس کے پاس بھی ملے گا اور اس کے پاس بھی۔

آج کل عورتوں میں یہ مرض بہت زیادہ ہے ایسے ایسے واقعات سنے ہیں کہ بہن نے بہنوئی سے نکاح کرنے کا فیصلہ کرلیا اور اپنی حقیقی بہن کو طلاق دینے پر بہنوئی کو آمادہ کر کے طلاق دلادی اور اسے خود اپنا شوہر بنا کر بیٹھ گئی۔

دعا کیجئے

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

یا اللہ! اس ماہ کا ایک ایک لمحہ ایک ایک سانس ہمارے لئے باعث رحمت بنا دیجئے۔

یا اللہ! ہمیں ہر خطا و عصیان سے محفوظ رکھئے ہر تقصیر و کوتاہی سے محفوظ رکھئے۔

besturdubooks.wordpress.com

کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف اکسانا گناہ ہے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم لَیْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَاَةً عَلٰی زَوْجِهَا اَوْعَبْدًا عَلٰی سَیِّدِهٖ. (مشکوۃ المصابیح ص ۲۸۲ بحواله ابو داؤد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے (یعنی جماعت مسلمین میں سے) نہیں ہے جو کسی عورت کو فریب دے کر شوہر کی مخالف بنا دے یا کسی غلام کو دھوکہ دے کر اسے آقا کا مخالف بنادے۔

تشریح: اس حدیث میں اس بات کی نصیحت فرمائی ہے کہ کوئی مرد و عورت کسی عورت کو ورغلا کر اور سمجھا بجھا کر اس کے شوہر کی مخالفت پر آمادہ نہ کر دے اگر کوئی ایسی حرکت کرے گا تو وہ ایسا سخت مجرم ہوگا کہ اس کے بارے میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہماری امت سے نہیں ہے۔ بہت سے مرد عورت اس میں مزہ لیتے ہیں کہ کسی کا گھر بگاڑ دیں۔ شوہر کو بیوی میں کوئی رنجش ہوگئی اور کسی نے شوہر کو چڑھایا کسی نے بیوی کو اکسایا اور دونوں میں صلح کرانے کے بجائے معمولی سی رنجش کا نا قابل عبور سمندر بنا دیا تو ایسے لوگوں کی حرکت بد سے میاں بیوی قریب تر آنے کے بجائے دور ہوتے چلے جائیں گے۔ ایسی حرکت کرنے والی اجنبی ہی نہیں ہوتے بلکہ فریقین کے رشتہ دار ہی ایسا کام زیادہ کرتے ہیں۔ بہت سے ماں باپ یا بہن بھائی یا مرد کو اس کی بیوی کے خلاف ابھار دیتے ہیں۔ عورت کی ماں بہن یا محلہ کی عورتیں عورت کو شوہر کے خلاف ابھارتی ہیں۔ دیکھ تجھے ایسا ایسا کہا ہے' تو کوئی گرے پڑے گھر کی تھوڑی ہی ہے جو ایسی باتیں سنے گی۔ تیرا زیور بھی بیچ کھایا اور تجھے زیور کی ایک کیل بھی بنا کر نہیں دی۔ کپڑے بھی وہی تیرے ماں باپ کے گھر کے چل رہے ہیں' کیسے شوہر کے پلے بندھی ہے' ان باتوں سے اس کا دل کھٹا ہو جاتا ہے' شوہر سے لڑتی رہتی ہے وہ بھی بری طرح پیش آتا ہے اور بدمزگی بڑھتے بڑھتے طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

جب طلاق ہو جاتی ہے تو اب شوہر بھی دوسری شادی کے لئے پریشان ہے مگر کسی جگہ شادی کا موقع نہیں لگتا اور بیوی کے اقربا و اولیاء بھی چاہتے ہیں کہ کہیں رشتہ ہو جائے مگر لوگ اس کو اس لئے قبول نہیں کرتے کہ اسے طلاق ہو چکی ہے عادت و خصلت خراب ہوگی تب ہی تو ایسا ہوا۔ بہر حال جن کا گھر بگڑا وہ مصیبت جھیلتے ہیں اور یہ بھڑکانے والے اور اکسانے والے تماشہ دیکھتے ہیں۔ شیطان اپنی حرکتیں انسانوں سے بھی کرا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شیطان کے کاموں سے سب کو بچائے۔ آمین۔

دُعا کیجئے: یا اللہ! ہم کو اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی سے بچا لیجئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر رحم فرمائیے آمین

besturdubooks.wordpress.com

بلا مجبوری کے طلاق کا سوال اٹھانے والی پر جنت حرام ہے

وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا مِّنْ غَيْرِ مَابَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ. (رواه احمد والترمذی وابو داؤد وابن ماجة والدارمی)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت بغیر کسی مجبوری کے اپنے شوہر سے طلاق کا سوال کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

خلع کا مطالبہ کرنے والی عورتیں منافق ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شوہروں سے علیحدگی چاہنے والی اور خلع کا مطالبہ کرنے والی عورتیں نفاق والی عورتیں ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۸۲ بحوالہ نسائی)

تشریح: اللہ جل شانہ نے مردوں کو عورتوں کی طرف اور عورتوں کو مردوں کی طرف محتاج بنایا ہے۔ فطری طور پر بیاہ شادی کرنے پر مجبور ہیں۔ شریعت مطہرہ نے انسان کے فطری تقاضوں کو پامال نہیں کیا بلکہ ان کی رعایت رکھی ہے۔ اسلام نے زنا کو حرام قرار دیا ہے اس لئے نکاح کرنا شرعاً محمود اور مستحسن ہی نہیں بلکہ بعض حالات میں واجب ہے' کس عورت کا کس مرد سے نکاح ہو سکتا ہے اور کس سے نہیں ہو سکتا ہے شریعت نے اس کی تفصیل بتلا دی ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

نکاح زندگی بھر نباہنے کے لئے ہوتا ہے

ان تفصیلات کو سامنے رکھ کر جب کسی مسلمان مرد کا کسی عورت سے نکاح ہو جائے تو اس کے بعد زندگی بھر ایک دوسرے کو چاہنے اور نباہنے کی کوشش کرنی چاہئے' کبھی کبھار فریقین میں سے کسی کو طبعی طور پر ایک دوسرے کی جانب سے کچھ ناگواری ہو جائے تو نفس کو سمجھا بجھا کر درگزر کر دینا نباہنے کے لئے ایک امر ضروری ہے۔ مردوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی طرح سے سمجھایا ہے اور نباہنے کا حکم دیا ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ:

کوئی مرد کسی مومن عورت سے بغض نہ رکھے کیونکہ اگر اسکی کوئی خصلت ناگوار ہوگی تو دوسری خصلت پسند آجائے گی۔ (رواہ مسلم)

اور عورتوں کو تعلیم دی ہے کہ طلاق کا سوال نہ اٹھائیں نباہنے کی کوشش کریں جب کہیں دو چار برتن ہوتے ہیں تو آپس میں کھٹکتے ضرور ہیں ایسے ہی جب دو آدمی ایک ساتھ رہتے ہیں تو کبھی کچھ نہ کچھ ناگواری کی صورت سامنے آ ہی جاتی ہے' اگر صبر نہ کیا جائے اور ناگواری کے سہنے کا مزاج نہ بنایا جائے تو آپس میں نباہ نہیں ہو سکتا اور آئے دن چھوٹ چھٹاؤ کا سوال ہوتا رہے گا' پھر طلاق کے بعد بچے ویران ہوں گے' ہر ایک کو اپنے لئے الگ الگ جوڑا تلاش کرنا ہوگا' بچے ماں سے یا باپ سے یا دونوں سے علیحدہ ہوں گے لہٰذا جہاں تک ممکن ہو زندگی بھر نباہ کرتے ہوئے چلتے رہنا چاہئے۔

besturdubooks.wordpress.com

بہت سی عورتیں مزاج کی تیز ہوتی ہیں' بات بات میں مرد سے لڑ پڑتی ہیں جو حقوق واجب نہیں ان کا شوہر سے مطالبہ کرتی ہیں وہ پورا نہیں کرتا تو منہ پھلاتی ہیں اور اکڑ کر بیٹھ جاتی ہیں' شوہر کی ناشکری کرتی رہتی ہیں' شوہر کوئی بات کہے تو طلاق کی بات سامنے لے آتی ہیں' عورتوں کے اسی مزاج کے پیش نظر شریعت نے عورت کو طلاق دینے کا اختیار نہیں دیا ورنہ ایک ایک دن کئی بار طلاق دیا کرتیں' نکاح طلاق دینے کے لئے نہیں ہوتا زندگی بھر نباہنے کے لئے ہوتا ہے مرد اگر طلاق دے دے تو طلاق ہو جاتی ہے لیکن طلاق دینا اسلام کے مزاج کے خلاف ہے۔

طلاق ناپسندیدہ چیز ہے

اسی لئے ایک حدیث میں آیا ہے کہ:

ابغض الحلال الی اللّٰہ الطلاق. (ابوداؤد)

حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ بغض اور نفرت کی چیز طلاق ہے۔

جب نباہنا اسلام کا مزاج ٹھہرا تو عورت کی جانب سے طلاق کا سوال اٹھانا سراسر غیر اسلامی فعل ہوگا۔ اس لئے یہ ارشاد فرمایا کہ طلاق یا خلع کا مطالبہ کرنے والی عورتیں منافق ہیں۔

اسلام کے تقاضوں پر نہ چلنا اور اسلام کا مدعی ہونا یہ دوغلے پن کی بات ہے۔ منافق دوغلا ہوتا ہے اندر کچھ ظاہر کچھ اور سب سے بڑا منافق وہ ہے جو دل سے منافق ہو اور زبان سے اسلام کا مدعی ہو' لیکن جو شخص اسلام کا دعویدار ہے اور دل سے بھی دین اسلام کے حق ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے لیکن عمل میں ایمانی تقاضوں پر پورا نہیں اترتا اسے عمل کے اعتبار سے منافق کہا گیا ہے۔ حدیث شریف میں بہت سی خصلتوں کو منافقت کی خصلت بتایا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس میں چار خصلتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ان سے ایک خصلت ہو گی تو اس کے بارے میں کہا جائے گا کہ اس میں منافق کی ایک خصلت ہے جب تک اسے چھوڑ نہ دے وہ چار خصلتیں یہ ہیں۔

۱۔ جب اسکے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

۲۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

۳۔ جب عہد کرے تو غدر کرے۔

۴۔ جب جھگڑا کرے تو گالیاں دے۔ (بخاری ومسلم)

چونکہ یہ شخص عمل کے اعتبار سے ایمانی تقاضوں کو پامال کرتا ہے اور اس کا عمل ایمانی مطالبات کے خلاف ہے اس لئے اسے منافق کہا گیا' اسی طرح ایمان کا دعویٰ کرتے ہوئے عورت کی جانب سے طلاق کے سوال کو منافقت بتایا کیونکہ یہ بھی عمل کے اعتبار سے منافقت ہے۔

البتہ بعض مرتبہ ایسی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں کہ نباہ کے راستے ہی ختم ہو جاتے ہیں گو ایسا کم ہوتا ہے' لیکن اسلام نے اسکی بھی رعایت رکھی ہے' ایسے حالات میں مرد اگر طلاق دے دے یا عورت مانگے تو یہ وعیدیں شامل نہیں' اسلئے حدیث میں فرمایا کہ جو عورت بغیر کسی مجبوری کے طلاق کا سوال کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے' مجبوری کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً یہ کہ شوہر دین پر چلنے نہیں دیتا' گناہوں پر مجبور کرتا ہے' بے جا مار کٹائی کرتا ہے یا ازدواجی حقوق ادا کرنے سے بالکل ہی معذور ہے اور اس کے درست ہونے کی کوئی امید نہیں' ان حالات میں شوہر سے طلاق لینے یا خلع کرنے یا بعض صورتوں میں مسلمان حاکم سے نکاح فسخ کرانے کی گنجائش ہے۔

دعا کیجئے: یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں' کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

بعض عورتیں ضد کر کے طلاق لیتی ہیں

وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّمَا اِمْرَأَۃٍ سَأَلَتْ زَوْجَھَا طَلَاقًا مِنْ غَیْرِ مَابَاْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْھَا رَآئِحَۃُ الْجَنَّۃِ۔ (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت بغیر کسی مجبوری کے اپنے شوہر سے طلاق کا سوال کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

آج کل عورتیں شوہر کے ساتھ نباہ کرنے کا مزاج گویا ختم کر چکی ہیں، جہاں تھوڑی سی ان بن ہوئی شوہر سے کہا کہ اگر تو اصل ماں باپ کا جنا ہے تو مجھے ابھی طلاق دے دے حالانکہ عورت کا کام یہ تھا کہ شوہر کے بدلے ہوئے تیور دیکھتی ہوئی ہٹ جاتی، زبان بند کر لیتی تا کہ وہ غصہ میں آ کر طلاق کا لفظ منہ سے نہ نکالتا۔ جب شوہر عورت کے مطالبہ پر طلاق کے الفاظ نکال دیتا ہے تو جہالت کی وجہ سے وہ بھی طلاق کی مشین گن چالو کر دیتا ہے تین سے کم پر تو خاموش ہوتا ہی نہیں۔

طلاق زبان سے نکلتے ہی واقع ہو جاتی ہے

طلاق کے بعد جب فریقین کا غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے تو پچھتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے طلاق کی نیت سے طلاق نہیں دی اور بہت زیادہ غصہ میں تھا یا عورت حمل سے تھی یا اس کی ناپاکی کا زمانہ تھا، اور یہ بات اس لئے ذکر کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک غصہ یا حالت حمل و حیض میں طلاق نہیں ہوتی، حالانکہ طلاق کا تعلق زبان سے ہے، جب زبان سے طلاق نکلے گی واقع ہو جائے گی، شوہر غصہ میں ہو یا رضامندی میں اور عورت حمل سے ہو یا ناپاکی کے ایام میں ہو، بہر حال طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

مذاق میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے

طلاق وہ چیز ہے کہ جو شوہر کی زبان سے مذاقاً نکل جانے سے بھی اثر کر جاتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

تین چیزیں ایسی ہیں جن میں اصلی نیت اور مذاق دونوں برابر ہیں یعنی بلا نیت کے مذاقاً زبان سے نکالنے سے بھی کام کر جاتی ہیں۔

(۱) نکاح (۲) طلاق (۳) رجوع کر لینا (طلاق رجعی کے بعد) (ابوداؤد)

جب طلاق دے بیٹھتے ہیں اور عورتیں شوہر کو غصہ دلا کر طلاق لے چھوڑتی ہیں تو مفتی کے پاس سوال لے کر آتے ہیں اور مفتی کو موم کرنے کے لئے کہتے ہیں میاں بیوی ایک دوسرے پر عاشق ہیں، بیوی خودکشی کر لے گی اگر اسی شوہر کے پاس رہنے کا راستہ نہ نکلا تو بچے ویران ہوں گے اور یہ تکلیف ہوگی اور وہ مصیبت آئے گی، دیکھئے مولوی صاحب کوئی راستہ نکالئے، بھلا مولوی کیا راستہ نکال سکتا ہے، علماء و مفتیان کرام دین اسلام کا قانون بتانے والے ہیں قانون بنانے والے نہیں، قانون اللہ پاک کا ہے۔

رجعی طلاق

آپس کے نباہ کا کوئی راستہ نہ رہا ہو اور طلاق دینی ہی ہو تو ایسا کرے کہ جس زمانہ میں عورت پاک ہو یعنی حیض سے نہ ہو

besturdubooks.wordpress.com

اس زمانے میں ایک طلاق صاف لفظوں میں دے دے' اس طرح سے ایک رجعی طلاق ہو جائے گی' جس کا معنی یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر رجوع کرنے یعنی لوٹا لینے کا حق رہتا ہے' ایک طلاق رجعی دینے کے بعد پھر چاہے تو رجوع کرلے اور رجوع کے لئے عورت کی رضامندی بھی ضروری نہیں ہے' عورت چاہے نہ چاہے مرد رجوع کرسکتا ہے۔ زبان سے صرف یہ کہہ دینے سے کہ میں نے اپنی بیوی کو لوٹا لیا' اس سے رجوع صحیح ہو جاتا ہے۔ اگر دو گواہوں کے سامنے ایسا کہے تو بہتر ہے تاکہ رجوع کرنے نہ کرنے کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو گواہوں کے ذریعے رجوع کا ثبوت دیا جاسکے۔ اگر کسی نے طلاق رجعی کے بعد عدت کے اندر کوئی ایسا کام کرلیا جو میاں بیوی کے درمیان ہوتا ہے تو اس طرح بھی رجوع ہو جائے گا' اس کو رجوع بالفعل کہتے ہیں اور زبان سے لوٹا لینے کو رجوع بالقول کہتے ہیں۔

عدت کے بعد رجعی طلاق بائن ہو جاتی ہے

اگر کسی نے طلاق رجعی دینے کے بعد عدت کے اندر رجوع نہ کیا تو یہی رجعی طلاق بائن طلاق ہو جائے گی' بائن طلاق میں رجوع کا حق نہیں رہتا ہاں اگر دونوں پھر میاں بیوی بننا چاہیں تو آپس کی رضامندی سے دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں' چاہیے تو یہی کہ عند الضرورت صرف ایک طلاق سے کام چلا لیا جائے۔ اگر طلاق کے بعد پچھتاوا ہو تو عدت کے اندر رجوع کرنے کا حق باقی ہونے کی وجہ سے شوہر رجوع کرسکے گا اور اگر جلدی ہوش نہ آیا اور عدت گزر گئی تو آپس میں دوبارہ نکاح ہو سکے گا۔

شریعت کی آسانی

شریعت نے کتنی آسانی رکھی ہے۔ اول تو طلاق دینے ہی سے منع فرمایا' پھر اگر کوئی طلاق دینا ضروری ہی سمجھے تو اسے بتایا کہ ایک طلاق عورت کو پاکی کے زمانے میں دے دے' اس میں غصہ ٹھنڈا ہونے اور سوچ بچار کرنے کا خوب اچھی طرح موقع مل جاتا ہے۔ اگر کسی نے صاف لفظوں میں ایک ساتھ دو طلاقیں دے دیں تو بھی رجعی ہوں گی اور اگر غیر حاملہ عورت کو پاکی کے زمانہ میں ایک طلاق صاف لفظوں میں دی اور رجوع نہ کیا اور اس کے بعد جو پاکی کا زمانہ آئے اس میں ایک طلاق دے دی تو طلاق مغلظہ ہو گی' عدت طلاق تین حیض ہے اور حیض نہ آتا ہو (بچپن یا بڑھاپے کی وجہ سے) تو عدت تین ماہ ہے اور حاملہ ہو تو حمل ختم ہونے پر عدت ختم ہو گی' عدت کے اندر اندر جو طلاقیں شوہر دے گا واقع ہوتی رہیں گی۔

بیک وقت تین طلاق

لوگ اپنی جان پر زیادتی کرتے ہیں کہ ایک ساتھ طلاق کی تینوں گولیاں چھوڑ دیتے ہیں' شریعت طلاق ہی کی مخالف ہے پھر وہ ایک ساتھ تینوں طلاق دینے کی کیسے اجازت دے سکتی ہے تاہم اگر کوئی شخص ایک ساتھ تین طلاق دے ہی دے تو تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں' اسی طرح اگر کوئی شخص عدت گزرنے سے پہلے مختلف اوقات میں تین طلاقیں دے دے یا ہر پاکی کے زمانے میں ایک طلاق دیا کرے تو اس طرح سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں' تین طلاقوں کے بعد رجوع کا حق نہیں رہتا بلکہ آپس کی رضامندی سے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔ تین طلاق پانے والی عورت اس طلاق دینے والے شوہر کے نکاح میں دوبارہ اسی صورت جا سکتی ہے کہ عدت گزار کر کسی دوسرے مسلمان سے اس کا نکاح ہو۔ پھر وہ اس سے میاں بیوی والا کام کرنے کے بعد طلاق دے دے یا مر جائے اس کے بعد عدت گزار کر پہلے شوہر سے نکاح ہو سکتا ہے' اس کو "حلالہ" کہتے ہیں۔ اس کی مزید تفصیل ان شاء اللہ آئندہ آئے گی۔

besturdubooks.wordpress.com

تین طلاقوں کے بارے میں چاروں اماموں کا مذہب

وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَيُّمَا امْرَاَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا مِنْ غَيْرِ مَابَاسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ. (رواه احمد)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت بغیر کسی مجبوری کے اپنے شوہر سے طلاق کا سوال کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

تشریح: بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک ساتھ تین طلاقیں دینے سے ایک ہی طلاق مانی جاتی ہے اور رجوع کا حق باقی رہتا ہے اور اسے حضرت امام شافعیؒ کا مذہب بتاتے ہیں یہ بالکل غلط ہے، چاروں اماموں کا مذہب یہ ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاق دے یا الگ الگ کر کے ہر پاکی کے زمانہ میں ایک طلاق دے بہرحال تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور رجوع کا حق ختم ہو جاتا ہے اور اس کے بعد بغیر حلالہ کے میاں بیوی دونوں کا نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔

فائدہ: ایک یا دو رجعی طلاق دے کر اگر عدت کے اندر رجوع کر لیا تو اس طرح سے بیوی بنا کر رکھنا جائز ہو جائے گا مگر طلاق ختم نہ ہوگی کیونکہ اگر کبھی ایک کے بعد دو طلاقیں دے دیں یا دو کے بعد ایک طلاق اور دے دی تو پہلی طلاق حساب میں لگ کر تینوں طلاقیں مل کر مغلظہ طلاق ہو جائیں گی اور جو تین طلاقوں کا حکم ہے وہی عائد ہو جائے گا، خوب سمجھ لیں۔ واللہ اعلم۔

تین طلاق کے بعد نکاح کی صورت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ قرظی کی (سابقہ) بیوی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا میں (پہلے) رفاعہ کے پاس تھی (یعنی اس کے نکاح میں تھی) انہوں نے مجھے پکی طلاق دے دی (یعنی تین طلاق دے کر جدا کر دیا ان کی عدت گزارنے کے بعد) میں نے عبدالرحمٰن بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا۔ (ان کو ازدواجی حقوق ادا کرنے کے قابل نہ پایا) ان کے پاس ایسی چیز ہے جیسے کپڑے کا پلو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ خاتون کی بات سن کر سوال فرمایا کیا تم یہ چاہتی ہو کہ (اس سے طلاق لے کر عدت گزارنے کے بعد رفاعہ رضی اللہ عنہ سے دوبارہ نکاح کر لو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں میں یہی چاہتی ہوں آپ نے فرمایا نہیں! (ایسا نہیں ہو سکتا، رفاعہ کے نکاح میں دوبارہ جانے کا کوئی راستہ نہیں) جب تک کہ تم اس دوسرے شوہر سے تھوڑی لذت حاصل نہ کر لو اور وہ تم سے تھوڑی لذت حاصل نہ کر لے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ مرد کو تین طلاقیں دینے کا اختیار ہے، لیکن تین طلاقیں دینا بہتر نہیں ہے، اگر کوئی ایسی صورت بن جائے کہ نباہ کا کوئی راستہ ہی نہ رہے تو عورت کے پاکی کے زمانے میں ایک طلاق دے کر چھوڑ دے اگر پچھتاوا ہو تو عدت کے اندر رجوع کر لے، اگر عدت کے اندر رجوع نہ کیا تو یہ رجعی طلاق بائن ہو جائے گی اس کے بعد ہوش آ جائے تو آپس میں باہمی رضامندی سے دوبارہ نئے مہر پر نکاح کر لیں یہ ایسی بات ہے کہ جس پر عمل کرنے سے دقت اور مصیبت پیش نہیں آئے گی، لیکن اس کے برخلاف لوگ یہ کرتے ہیں بیک وقت یہ زبان میں اور ایک مجلس میں تین طلاقیں دے ڈالتے ہیں، ایسا کرنے سے شرعاً تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور رجوع کا راستہ بالکل ختم ہو جاتا ہے، تین طلاقوں

besturdubooks.wordpress.com

کے بعد آپس میں بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا لہٰذا مرد کو چاہئے کہ اور کسی مسلمان عورت سے نکاح کر لے جس سے نباہ ہو سکے اور عورت کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کر لے جس کے ساتھ گزارہ کی صورت بن سکے۔ جب تین طلاق ملنے والی عورت نے عدت گزار کر کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لیا اور اس شوہر نے میاں بیوی والا کام بھی کر لیا پھر طلاق دے دی یا وفات پا گیا تو عدت گزار کر پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا ہے:

پھر اگر شوہر (دو طلاقوں کے بعد تیسری) طلاق عورت کو دے دے تو اس کے بعد جب تک عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے اس (پہلے شوہر) پر حلال نہ ہوگی۔ (سورہ بقرہ)

یعنی اگر دوسرے شوہر سے صرف نکاح ہو جائے اور نکاح کر کے طلاق دے دے یا مر جائے تو پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی تین طلاقوں کے بعد پہلے شوہر کے لئے حلال ہونے کی یہ شرط ہے کہ دوسرا شوہر اس عورت سے میاں بیوی والا خاص کام بھی کر لے، اس کے بعد طلاق دے دے یا وفات پا جائے اور عدت بھی گزر جائے۔ اسی شرط کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت میں بیان کیا گیا ہے جس میں حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی کا قصہ مذکور ہے۔

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورت یا مرد کو یہ ترغیب دی جا رہی ہے کہ کسی مسلمان سے خواہی نہ خواہی ضرور اس عورت کا نکاح کیا جائے پھر اس سے طلاق لی جائے بلکہ یہ بتایا گیا ہے کہ دوسرے مرد سے نکاح ہو کر میاں بیوی والا کام ہو جانے کے بعد طلاق ہو جائے یا وہ مر جائے تو آپس کی رضامندی سے پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ اس کے بغیر دوبارہ نکاح کی صورت نہیں، چونکہ مرد نے تین طلاق دے کر قانون شریعت کی خلاف ورزی کی ہے اس لئے اسی عورت کے دوبارہ حاصل ہونے کے لئے بطور سزا یہ شرط عائد کی ہے۔ اس شرط میں جو ترکیب اور تفصیل مذکور ہے اس کو "حلالہ" کہتے ہیں۔

عموماً ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص تین طلاقیں دے کر پچھتاتا ہے اور مفتی سے معلوم کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ دوبارہ نکاح کرنے کا بھی کوئی راستہ نہیں رہا، الا یہ کہ کسی دوسرے مرد سے اس عورت کا نکاح ہو اور حلالہ کی سب شرطیں پوری ہوں تو عورت سے ضد کرتا ہے کہ تو فلاں مرد سے نکاح کر لے حالانکہ وہ اب پہلے شوہر کی پابند نہیں رہی جس مسلمان مرد سے چاہے نکاح کر لے اور جتنے مہر پر کرے اسے اختیار ہے بلکہ اگر اس نے کسی مرد سے نکاح کر لیا اور اس نے طلاق دے دی یا مر گیا تب بھی عورت کو مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ پہلے شوہر سے نکاح کر لے۔

بالفرض اگر عورت اس بات پر راضی ہو جائے کہ عدت گزارنے کے بعد کسی اور شخص سے نکاح کرنے پھر حلالہ کی شرطیں پوری کرنے کے بعد شوہر اول سے نکاح کرنے پر رضامندی کا اظہار کر دے تب بھی یہ جائز نہیں ہے کہ کسی شخص سے یہ معاہدہ کیا جائے کہ تم اس عورت سے نکاح کر لو اور حلالہ کی شرط پوری کر کے چھوڑ دینا تاکہ شوہر اول سے نکاح ہو سکے ایسا معاملہ اور معاہدہ شرعاً ممنوع ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ **لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المحلل والمحلل له** یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی محلل پر اور محلل لہ پر۔ (مشکوٰۃ شریف)

مُحَلِّل وہ ہے جو حلال کر کے دے یعنی جو اس شرط کو منظور کر کے نکاح کر لے کہ وہ حلالہ کی شرط پوری کر کے چھوڑ دے گا اور محلل لہ وہ ہے جس نے تین طلاقیں دی تھیں یعنی شوہر اول جو یہ شرط لگا کر کسی سے اپنی طلاق دی ہوئی بیوی کا نکاح کرتا ہے کہ تم اس کو ایک دو رات رکھ کر چھوڑ دینا۔ دیکھئے دونوں پر لعنت فرمائی اس لئے حلالہ کی شرط پر نکاح کرنا اور کرانا گناہ ہے۔ لیکن اس طرح شرط لگا کر کسی نے نکاح کرا دیا اور حلالہ کی شرط لگا کر کسی نے نکاح کرا دیا اور حلالہ کی شرطیں پوری ہو گئیں تو شوہر اول کے لئے حلال ہو جائے گی یعنی وہ اس سے نکاح کر سکے گا جو عورت کی مرضی سے ہوگا۔ بات کو خوب سمجھ لیں۔

besturdubooks.wordpress.com

خلع کا طریقہ اور اسکے مسائل

وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنهما اَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اَتَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَااَعْتِبُ عَلَيْهِ فِيْ خُلُقٍ وَّلاَ دِيْنٍ وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً. (رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی (جمیلہ یا حبیبہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ثابت بن قیس جو میرے شوہر ہیں مجھے ان کی عادت وخصلت اور دینداری کے بارے میں کوئی ناراضگی نہیں ہے (کیونکہ وہ دیندار بھی ہیں اور اخلاق کے بھی اچھے ہیں اس سب کے باوجود میری طبیعت کا ان سے جوڑ نہیں کھاتا اور ان کے ساتھ رہنے کو جی نہیں چاہتا۔ اس صورت میں اگر میں ان کے ساتھ رہوں تو ان کے حقوق کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے ایک اچھے آدمی کے ساتھ رہوں اور وہ اخراجات برداشت کرے اور اس کے حقوق کی ادائیگی نہ ہو یا ناشکری کی بات ہے) لیکن میں مسلمان ہوتے ہوئے ناشکری کو ناپسند کرتی ہوں (لہٰذا میری اور ان کی جدائی ہو جائے تو بہتر ہے) یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا (طلاق کے بدلہ) تم اس کا باغیچہ واپس کردو گی (جو اس نے مہر میں دیا ہے) اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہاں واپس کردوں گی، آپ نے یہ سن کر حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم باغیچہ قبول کرلو (اور اس کے عوض) اس کو طلاق دے دو۔

تشریح: اسلامی تعلیمات کا اصل رخ یہ ہے کہ نکاح کا معاملہ اور معاہدہ عمر بھر کے لئے ہو اس کے توڑنے اور ختم کرنے کی کبھی نوبت ہی نہ آئے کیونکہ جدائی کا اثر فریقین ہی پر نہیں پڑتا بلکہ اس کی وجہ سے نسل و اولاد کی تباہی و بربادی ہوتی ہے اور بعض اوقات خاندانوں اور قبیلوں میں فساد تک کی نوبت آجاتی ہے اسی لئے جو اسباب اور وجوہ اس معاملہ کو توڑنے کا سبب بن سکتے ہیں اسلامی تعلیمات نے ان تمام اسباب کو راہ سے ہٹانے کا پورا انتظام کیا ہے۔ شوہر اور بیوی کی جو ہدایتیں قرآن وسنت میں دی گئی ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ رشتہ ازدواج ہمیشہ زیادہ سے زیادہ مستحکم ہوتا چلا جائے اور ٹوٹنے نہ پائے، ناموافقت کی صورت میں اول افہام وتفہیم کی پھر زجر وتنبیہ کی ہدایتیں دی گئیں اور اگر بات بڑھ جائے اور اس سے بھی کام نہ چلے تو دونوں خاندانوں کے افراد کو حکم اور ثالث بنا کر معاملہ طے کرنے کی تعلیم دی۔ سورہ نساء کی آیت:

فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا. (النساء)

میں خاندان کے افراد کو ثالث بنانے کا حکم دیا ہے جو بہت حکیمانہ ہے کیونکہ اگر معاملہ خاندان سے باہر گیا تو بات بڑھ جائے

besturdubooks.wordpress.com

گی اور دلوں میں زیادہ بعد پیدا ہو جانے کا خطرہ ہو جائے گا۔

لیکن بعض اوقات ایسی صورتیں بھی پیش آتی ہیں کہ اصلاح حال کی تمام کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں اور نکاح سے مطلوبہ ثمرات حاصل ہونے کے بجائے فریقین کا آپس میں مل کر رہنا عذاب بن جاتا ہے ایسی حالت میں تعلق کا ختم کر دینا ہی طرفین کے لئے راحت اور سلامتی کا باعث ہو جاتا ہے اس لئے شریعت اسلام نے بعض دوسرے مذاہب کی طرح یہ بھی نہیں کیا کہ رشتہ ازدواج ہر حال ناقابل فسخ ہی رہے بلکہ طلاق اور فسخ نکاح کا قانون بنایا، طلاق کا اختیار تو صرف مرد کو دیا جس میں عادۃ فکر و تدبر اور تحمل کا مادہ عورت سے زائد ہوتا ہے۔ عورت کے ہاتھوں میں یہ اختیار نہیں دیا، تاکہ وقتی تاثرات سے مغلوب ہو کر (جو عورت میں بہ نسبت مرد کے زیادہ ہے) طلاق نہ دے ڈالے لیکن عورت کو بھی بالکل اس حق سے محروم نہیں رکھا کہ وہ شوہر کے ظلم وستم سہنے پر مجبور ہی ہو بلکہ اس کو یہ حق دیا کہ اگر اپنے شوہر کو کسی وجہ سے اتنا ناپسند کرتی ہو کہ اس کے ساتھ کسی قیمت پر نباہ کرنا ممکن ہی نہ رہا ہو تو اس کا بہترین طریقہ تو یہی ہے کہ وہ شوہر کو سمجھا بجھا کر طلاق دینے پر آمادہ کر لے ایسی صورت میں شوہر کو بھی چاہئے کہ جب وہ نکاح کے رشتہ کو خوشگواری کے ساتھ نبھتا نہ دیکھے اور محسوس کر لے کہ اب یہ رشتہ دونوں کے لئے ناقابل برداشت بوجھ کے سوا کچھ نہیں رہا تو وہ شرافت کے ساتھ اپنی بیوی کو ایک طلاق دے کر چھوڑ دے تا کہ عدت گزرنے کے بعد وہ جہاں چاہے نکاح کر سکے۔

لیکن اگر شوہر اس بات پر راضی نہ ہو تو عورت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ شوہر کو کچھ مالی معاوضہ پیش کر کے اس سے طلاق حاصل کر لے۔ عموماً اس غرض کے لئے عورت مہر معاف کر دیتی ہے اور شوہر اسے قبول کر کے عورت کو آزاد کر دیتا ہے اس کے لئے اسلامی شریعت میں جو خاص طریق کار مقرر ہے اس فقہ کی اصطلاح میں خلع کہا جاتا ہے۔ نکاح اور دوسرے شرعی معاملات کی طرح خلع بھی ایجاب وقبول کے ذریعہ انجام پاتا ہے لیکن اگر زیادتی مرد کی طرف سے ہو تو فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ شوہر کے لئے معاوضہ لینا جائز نہیں اسے چاہئے کہ معاوضہ کے بغیر عورت کو طلاق دے دے ایسی صورت میں اگر مرد معاوضہ لے گا تو مرتکب گناہ ہوگا۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی کا جو واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا اس میں ہی یہ بات ہے کہ شوہر بیوی سے خوش تھا اور بیوی اس کی خوش خلقی اور دینداری کا اقرار کر رہی تھی لیکن شوہر سے اس کا دل نہیں لگتا تھا اور اس سے طبیعت مانوس نہ ہوتی جس کی وجہ سے چھٹکارا چاہتی تھی چونکہ مذکورہ واقعہ میں شوہر کا کوئی قصور نہ تھا اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی کو باغ واپس دینے کی ہدایت فرمائی۔ اس صورت میں طلاق کے عوض شوہر کو وہ باغ بلا کراہت واپس لے لینا درست ہو گیا اگر کوئی عورت مال کے بدلے طلاق مانگے تو شوہر پر واجب نہیں ہے کہ اس کی بات قبول کر لے اسی لئے حدیث کی شرح لکھنے والے علماء نے بتایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ طلاق دے دو درجہ وجوب میں نہ تھا بلکہ یہ امر استحبابی تھا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہما کو باغ قبول کر کے ایک طلاق دینے کو فرمایا، مال کے بدلہ جو طلاق دی جائے وہ بائن ہوتی ہے اگرچہ ایک یا دو طلاق ہو اور صریح لفظوں میں ہو بائن طلاق کے بعد اگر پھر آپس میں مصالحت ہو جائے اور دونوں نرم گرم سہنے پر آمادہ ہو جائیں تو آپس میں دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ تین طلاق دینے کے بعد حلالہ کے بغیر دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے تین طلاق سے منع فرمایا اور مال لے کر طلاق دی

besturdubooks.wordpress.com

جائے تو وہ رجعی اس لئے نہیں ہوتی کہ اگر شوہر رجوع کرلے گا تو عورت کی جان نہ چھوٹے گی اور اس کا مال ضائع ہو جائے گا۔

یہاں یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ جب حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہما کی بیوی نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ناگواری کے پیش نظر نکاح فسخ نہیں فرما دیا بلکہ شوہر کو مہر میں دیا ہوا باغیچہ واپس دلا کر طلاق دلائی۔

مسئلہ: جب عورت نے شوہر سے کہا کہ جو میرا مہر واجب ہے اس کے بدلہ میری جان چھوڑ دے یا اس قدر روپے کے عوض مجھے چھوڑ دے پھر اس کے جواب میں مرد نے اسی مجلس میں کہہ دیا کہ "میں نے چھوڑ دی" تو اس سے ایک بائن طلاق واقع ہو گئی اور مرد کو رجوع کا حق نہیں رہا۔ مرد و عورت کا سوال و جواب دونوں ایک ہی مجلس میں ہونے چاہئیں اگر عورت نے اپنی بات کہی اور مرد کے جواب دینے سے پہلے دونوں میں سے کوئی وہاں سے اٹھ گیا تو بات ختم ہو گئی۔ اب اگر مرد کہے کہ طلاق دیتا ہوں تو طلاق ہو جائے گی۔ مگر عورت پر کچھ واجب نہ ہوگا اور قانون طلاق کے مطابق صاف لفظوں میں ایک یا دو طلاق دے گا تو رجعی ہوگی اور تین طلاقیں دے گا تو مغلظہ طلاق ہو جائے گی۔ یہ تفصیل اس صورت میں ہے جب کہ عورت نے پہلے پیشکش کی ہو۔

مسئلہ: اور اگر مرد نے بات کہنے میں پیش قدمی کی اور اس نے کہا کہ میں تجھ سے اتنی رقم پر یا مہر کے عوض خلع کیا اور عورت نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو خلع ہو گیا جو طلاق بائن کے حکم میں ہوگا' اگر عورت نے اسی جگہ جواب نہ دیا اور وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اس کے بعد منظوری دی یا قبول ہی نہیں کیا مثلاً بالکل خاموش رہ گئی یا مرد کی پیش کش کو رد کر دیا تو اس سے کوئی طلاق نہیں ہوگی اور اگر مرد کی پیشکش کے بعد عورت اپنی جگہ بیٹھی رہی اور مرد اپنی بات کہہ کر چلتا بنا اور عورت نے اس کے اٹھ جانے کے بعد قبول کیا تب بھی خلع ہو گیا۔

مسئلہ: جب مرد نے کہا کہ میں نے تجھ سے خلع کیا' عورت نے کہا میں نے قبول کیا' روپیہ پیسہ کا یا مہر کی واپسی کا یا بقیہ مہر کو عوض لگانے کا کوئی ذکر نہ ہوا تب بھی جو مالی حق مرد کا عورت پر ہے یا عورت کا مالی حق مرد پر ہو سب معاف ہو گیا اگر مرد کے ذمہ مہر باقی ہو پورا یا کچھ کم یا آدھا تہائی وہ بھی معاف ہو گیا البتہ اگر عورت پورا مہر پا چکی ہے تو اس صورت میں اس کا واپس کرنا واجب نہیں البتہ عدت ختم ہونے تک نان نفقہ اور رہنے کا مکان عورت کے لئے دینا شوہر پر لازم ہوگا' ہاں اگر عورت نے اس پر سخاوت سے کام لیا کہ جان چھڑانے کے لئے یہ بھی کہہ دیا کہ مجھ سے خلع کر لے روٹی کپڑا بھی ایام عدت میں تجھ سے نہ لوں گی تو وہ بھی معاف ہو گیا۔

مسئلہ: اگر مخصوص رقم کے عوض خلع کیا مثلاً یوں کہا کہ ہزار روپے کے عوض خلع کرتا ہوں اور عورت نے قبول کیا تو یہ ہزار روپے عورت پر واجب ہو گئے خواہ اس سے قبل اپنا مہر لے چکی ہو یا ابھی وصول کرنا باقی ہو' اگر ابھی مہر نہ لیا ہو تو نہ وہ ملے گا کیونکہ خلع کی وجہ سے معاف ہو گیا اور عورت پر لازم ہوگا کہ شوہر کو طے شدہ ہزار روپے ادا کرے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! آپ کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اس وقت جہاں جہاں بھی ہیں اور دشمنوں کی زد میں ہیں' سازشوں میں ہیں۔ ان کی حفاظت فرمائیے ان کو ہدایت دیجئے اور ان کو دشمنوں سے آزاد کر دیجئے۔ اعدائے دین کی سازشوں سے ان کو بچا لیجئے۔

besturdubooks.wordpress.com

خلع یعنی طلاق بالمال

وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهما اَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اَتَتِ النَّبِیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ...... اِقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً. (رواہ البخاری)

مذکورہ تفصیل اس وقت ہے کہ جب کہ لفظ خلع استعمال کیا ہو یا یوں کہا کہ اتنے روپے کے عوض یا میرے مہر کے عوض میری جان چھوڑ دے اور اگر یوں کہا کہ ہزار روپے کے عوض مجھے طلاق دے دے تو ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور چونکہ یہ صورت خلع کی نہیں ہے اس لئے اسے فقہاء کرام طلاق بالمال کہتے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ جس مال پر آپس میں طلاق کا دینا طے ہوا ہے اس کے مطابق اگر مرد طلاق دے دے تو عورت پر اس قدر مال دینا لازم ہوگا لیکن آپس میں جو ایک دوسرے کو کوئی مالی حق ہے وہ معاف نہ ہوگا۔ اگر عورت کا کل یا بعض مہر باقی ہے تو وہ دعویدار ہو کر لے سکتی ہے' طلاق بالمال بھی ایک معاملہ ہے جو دونوں فریق کی منظوری سے ہو سکتا ہے۔

مسئلہ: عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے' مرد نے جواب میں کہا تو اپنا مہر وغیرہ سب حق معاف کر دے تو طلاق دے دوں اس پر عورت نے کہا اچھا معاف کیا یا لکھ کر دے دیا پھر شوہر نے طلاق نہ دی تو کچھ معاف نہیں ہوا' اگر شوہر اسی مجلس میں طلاق دے دے تو عورت کا معاف کرنا معتبر ہوگا ورنہ وہ اپنا حق وصول کر سکے گی۔

مسئلہ: اگر مرد نے زبردستی کر کے مار پیٹ کر عورت کو خلع کرنے پر مجبور کر دیا اور اس کی زبان سے خلع کرنے کا لفظ کہلوا لیا یا لکھے ہوئے خلع نامہ پر انگوٹھا لگوا لیا یا دستخط کروا لیا اور کہا کہ خلع کرتا ہوں تو اس سے طلاق واقع ہو جائے گی لیکن عورت پر مال واجب نہ ہوگا نہ اس کا کوئی حق معاف ہوگا۔ اگر مہر باقی ہے تو شوہر پر اس کا ادا کرنا واجب رہے گا۔

مسئلہ: اگر کسی شوہر نے عورت کی جانب سے کاغذ لکھ لیا کہ میں نے مہر یا اپنے دیگر حقوق کے عوض طلاق لینا منظور کر لیا اور اسے دکھائے بغیر کچھ اور بات سمجھا کر دستخط کرا لیا یا انگوٹھا لگوا لیا تو کچھ معاف نہ ہوگا' البتہ اگر شوہر نے کہا کہ میں نے طلاق دی ہے یا خلع کیا ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی' اگر شوہر نے کورٹ میں کاغذ پیش کر کے دنیا والے حاکموں کے یہاں معافی کا فیصلہ کرا لیا تو وہ معتبر نہ ہوگا اور قاضی روز جزاء کے حضور میں جب پیشی ہوگی تو اس مال کے عوض نیکیاں دینی ہوں گی یا عورت کے گناہ اپنے سر پر لینے ہوں گے۔

یہ سب تفصیل ہم نے یہ بتانے کے لئے لکھی ہے کہ خلع دونوں کے درمیان طے ہونے والا معاملہ ہے کوئی ایک فریق خود سے فیصلہ نہیں کر سکتا۔

دور حاضر کا غیر شرعی طریقہ کار

آج کل کے حکام نے جو یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ جہاں عورت نے استغاثہ کیا نکاح فسخ کرنے کا فیصلہ دے دیا اور اس کا نام خلع رکھ دیا یہ سراسر غیر شرعی طریقہ ہے' بعض مرتبہ شوہر تک سمن پہنچتا بھی نہیں یا وہ حاضر عدالت ہوتا ہے اور بیوی کو

besturdubooks.wordpress.com

بیوی کی طرح ادائیگی حقوق کے ساتھ رکھنا چاہتا ہے پھر بھی بعض حکام نکاح فسخ کر دیتے ہیں اور عورت کی ناپسندیدگی ہی کو حق خلع استعمال کرنے کی دلیل بنا کر جدائی کا فیصلہ کر دیتے ہیں۔ یہ طریق کار یورپ کے قوانین سے توڑ جوڑ کھاتا ہے مگر شریعت کے بالکل خلاف ہے یہ نہ تو شرعی خلع ہے (کیونکہ فیصلہ مرد کی مرضی کے بغیر کر دیا جاتا ہے) اور نہ اس طرح فسخ کر دینے سے نکاح فسخ ہوتا ہے اور ایسے فیصلے کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کرنا درست نہیں ہوتا۔

بعض حالات میں حاکم مسلم کو نکاح فسخ کر دینے کا حق ہے مگر مخصوص اسباب اور مخصوص طریق کار کے بغیر فسخ کر دینے سے نکاح فسخ نہیں ہوسکتا جن اسباب کی وجہ سے نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ شوہر کا پاگل ہونا' ۲۔ متعنت ہونا (جو نان نفقہ نہ دے)

۳۔ نامرد ہونا' ۴۔ مفقود الخبر (گمشدہ ہونا' جس کی موت وحیات کا پتہ نہ ہو)۔

۵۔ غائب غیر مفقود ہونا جس کی زندگی کا علم تو ہو مگر پتہ نہیں کہ کہاں ہے' ان اسباب کی بنیاد پر مخصوص شرائط اور حدود وقیود کے ساتھ مسلم حاکم نکاح فسخ کر سکتا ہے جو کتاب ''الحیلۃ الناجزۃ'' میں لکھی ہیں۔ واضح رہے کہ کافر جج (قادیانی یا عیسائی وغیرہ) کے فسخ کرنے سے نکاح فسخ نہ ہوگا اگرچہ اسباب وشرائط کے لحاظ کرتے ہوئے فسخ کرے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں' کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

یا اللہ! ہم کو اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی سے بچا لیجئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر رحم فرمائیے۔

یا اللہ! آپ کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اس وقت جہاں جہاں بھی ہیں اور دشمنوں کی زد میں ہیں' سازشوں میں ہیں۔ ان کی حفاظت فرمائیے ان کو ہدایت دیجئے اور ان کو دشمنوں سے آزاد کر دیجئے۔ اعدائے دین کی سازشوں سے ان کو بچا لیجئے۔

besturdubooks.wordpress.com

عدت طلاق اور عدت وفات کے مسائل

وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ سُبَیْعَةَ الْاَ سْلَمِیَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِھَا بِلَیَالٍ فَجَاءَ تِ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَاسْتَاْذَنَتْہُ اَنْ تَنْکِحَ فَاَذِنَ لَھَا فَنَکَحَتْ (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت مسورؓ سے روایت ہے کہ صحابیہ سبیعہؓ کے بطن سے ان کے شوہر کی وفات کے چند دن کے بعد بچہ تولد ہوگیا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور (چونکہ تولد ہو جانے کی وجہ سے عدت ختم ہو چکی تھی) اس لئے انہوں نے کسی دوسرے مرد سے نکاح کی اجازت چاہی چنانچہ آپ نے اجازت دے دی اور انہوں نے نکاح کرلیا۔

تشریح: جب کوئی مرد اپنی بیوی کو طلاق دے دے یا مر جائے تو عورت پر عدت گزارنا لازم ہوتا ہے یعنی شریعت کے اصول کے مطابق مخصوص ومقرر ایام گزر جانے تک اسے کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہوتی اور اس کے علاوہ بھی عدت کے دوران کچھ اور پابندیاں عائد ہو جاتی ہیں' حدیث بالا میں عدت سے متعلق ایک مسئلہ ذکر فرمایا ہے جس کی تشریح ابھی آتی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

جب کسی عورت کو طلاق ہو جائے تو دیکھا جائے گا کہ یہ شوہر کے یہاں گئی ہے یا نہیں گئی ہے؟ اگر شوہر کے یہاں نہیں گئی یعنی میاں بیوی میں یکجائی نہیں ہوئی اور صرف نکاح کے بعد طلاق ہوگئی تو ایسی عورت پر کوئی عدت لازم نہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَکَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْھُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْھُنَّ فَمَا لَکُمْ عَلَیْھِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَھَا فَمَتِّعُوْھُنَّ وَسَرِّحُوْھُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا۔ (سورۃ الاحزاب)

اے ایمان والو! تم جب مسلمان عورتوں سے نکاح کرو' پھر تم ان کو قبل ہاتھ لگانے کے طلاق دے دو تمہارے لئے ان پر کوئی عدت نہیں جس کو تم شمار کرنے لگو تو ان کو کچھ متاع دے دو اور خوبی کے ساتھ ان کو رخصت کردو۔

اور اگر نکاح کے بعد میاں بیوی میں یکجائی ہو چکی ہے تو دیکھا جائے گا کہ عورت کو حمل ہے یا نہیں' اگر عورت کو حمل ہو تو اس کی عدت وضع حمل پر ختم ہوگی' یعنی جب تک ولادت نہ ہو جائے اس وقت تک عدت میں رہے گی' خواہ ایک دن بعد وضع حمل ہو جائے خواہ کئی مہینے لگ جائیں یا ڈیڑھ سال یا اس سے زیادہ لگ جائے (واضح رہے کہ شریعت میں حمل کی مدت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے) اور اگر اسے حمل نہ ہو تو اس کی عدت یہ ہے کہ تین ماہواری گزر جائے۔ اس کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں ہے' جتنے دن میں تین حیض گزریں اتنے دن تک عدت میں رہنا ہوگا' عورتوں میں یہ مشہور ہے کہ تین مہینے تیرہ دن یا تین مہینے دس دن عدت ہے' شرعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں' عدت کا مدار حمل ہونے کی صورت میں وضع حمل پر اور حمل نہ ہونے کی صورت میں تین حیض گزر جانے پر ہے۔

مسئلہ: اگر کسی عورت کو ایسی حالت میں طلاق ہوئی کہ اسے اب تک حیض نہیں آیا یا زیادہ عمر ہونے کی وجہ سے حیض آنا

besturdubooks.wordpress.com

بند ہو گیا ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہے' یہ تین ماہ چاند کے حساب سے شمار ہوں گے' قرآن مجید نے ان مسائل کو سورہ بقرہ اور سورہ طلاق میں بیان فرمایا ہے۔ سورہ بقرہ میں ارشاد ہے:

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ. (البقرہ)

یعنی جن عورتوں کو طلاق دے دی جائے وہ تین حیض تک اپنے کو نکاح سے روکے رکھیں اور سورہ طلاق میں فرمایا ہے کہ:

وَالّٰئِىْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰئِىْ لَمْ يَحِضْنَ. (سورۃ الطلاق)

یعنی جو عورتیں حیض سے ناامید ہو چکی ہیں (بڑھاپے کی وجہ سے) اگر تم کو (ان کی عدت مقرر کرنے میں) شبہ ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے۔ ایسے ہی ان عورتوں کی عدت تین ماہ ہے جن کو اب تک حیض نہیں آیا۔

اب رہی وہ عورت جس کا شوہر وفات پا چکا ہو اس کی عدت میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ حمل سے ہے تو جب بھی وضع حمل ہو جائے اس وقت اس کی عدت ختم ہو جائے گی' اگرچہ شوہر کی وفات کو دو چار ہی روز گزرے ہوں' یا اس سے بھی کم وقت گزرا ہو۔ حدیث بالا میں یہی مسئلہ بتایا ہے اور اگر حمل کی مدت بڑھ جائے تو اس کے بقدر عدت کے ایام بڑھ جائیں گے' اور اگر یہ عورت حمل سے نہیں ہے تو اس کی عدت چاند کے اعتبار سے چار مہینہ دس دن ہے حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو' قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا. (البقرہ)

اور جو لوگ تم میں وفات پا جاتے ہیں اور بیبیاں چھوڑ جاتے ہیں وہ بیبیاں اپنے آپ کو روکے رکھیں چار مہینے اور دس دن۔

مسئلہ: اگر شوہر کا انتقال چاند کی پہلی تاریخ کو ہوا اور عورت کو حمل نہیں ہے تو چاند کے حساب سے چار مہینے دس دن پورے کرنا ہوں گے اور اگر پہلی تاریخ کے علاوہ کسی اور تاریخ میں انتقال ہوا ہو تو ہر مہینہ تیس تیس دن کا حساب لگا کر چار مہینے دس دن پورے کرنا ہوں گے اور جس وقت وفات ہوئی جب یہ مدت گزر کر وہی وقت آئے گا عدت ختم ہو جائے گی۔

مسئلہ: جس عورت کا نکاح اصول شریعت کے مطابق کسی مسلمان حاکم نے فسخ کیا ہو اس پر بھی عدت لازم ہے اور اسے عدت طلاق پوری کرنی ہوگی۔

مسئلہ: جس عورت نے شوہر سے خلع کر لیا ہو اسے بھی عدت طلاق گزارنی ہوگی۔

مسئلہ: جس عورت کو طلاق دے دی گئی ہو اس کے عدت کے زمانہ کا نان نفقہ اور رہنے کا گھر طلاق دینے والے شوہر ہی کے ذمہ ہے بشرطیکہ عورت شوہر کے دیئے ہوئے اس گھر میں عدت گزارے جس میں طلاق سے پہلے رہتی تھی' اگر ماں باپ کے یہاں سے چلی جائے تو شوہر پر ایام عدت کا نان نفقہ واجب نہ ہوگا' واضح رہے کہ ایام عدت شوہر ہی کے گھر پر گزارنا لازم ہے۔ جہاں رہتے ہوئے طلاق ہوئی اور طلاق بائن یا مغلظہ ہو تو شوہر سے پردہ کر کے رہے۔

مسئلہ: اگر عورت ایام عدت کا نان نفقہ معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا۔

مسئلہ: جس عورت کا شوہر وفات پا جائے اس عورت کے لئے شوہر کے مال میں میراث تو ہے لیکن عدت کا نان نفقہ نہیں ہے اور اگر مہر وصول نہ کیا ہو اور معاف بھی نہ کیا ہو' تو حصہ میراث سے پہلے مہر وصول کرے گی۔

مسئلہ: اگر کسی عورت سے اس شرط پر نکاح کیا تھا کہ مہر نہ ملے گا یا نکاح کے وقت مہر کا کوئی تذکرہ نہ ہوا ہو اور پھر میاں

besturdubooks.wordpress.com

بیوی والی یکجائی ہونے سے پہلے طلاق دے دی تو شوہر پر لازم ہے کہ اس عورت کو چار کپڑوں کا ایک جوڑا اپنی حیثیت کے مطابق دے۔ کپڑے یہ ہیں۔ ایک کرتہ' ایک پاجامہ' ایک دوپٹہ اور ایک بڑی چادر جس میں سر سے پاؤں تک لپٹ سکے اور اگر مہر مقرر کیئے بغیر نکاح کرنے کے بعد شوہر کو میاں بیوی والی تنہائی بھی حاصل ہوگئی یا وہ مرگیا تو مہر مثل دینا ہوگا۔

یعنی اتنا مہر دینا ہوگا جتنا اس عورت کے میکے کی اس جیسی عورتوں کا مہر ہوا کرتا ہے۔ اس جیسی حسن و جمال اور عمر اور دینداری اور سلیقہ مندی وغیرہ میں دیکھی جائے گی' یہ مسئلہ مہر کے باب سے متعلق ہے لیکن ہم نے نان نفقہ کے ذیل میں اس لئے لکھ دیا ہے کہ کپڑے کا جوڑا جس صورت میں دینا پڑتا ہے وہ سامنے آجائے اور جس صورت میں کپڑوں کے علاوہ اور کچھ واجب ہوتا ہے اور اس کا بھی علم ہوجائے۔

مسئلہ: حیض کے زمانہ میں طلاق دینا جائز نہیں ہے۔ اگر کسی نے شریعت کا خیال نہ کیا اور حیض کے زمانہ میں طلاق دے دی تو واقع ہوجائے گی اور اس کی عدت بھی تین حیض ہوگی اور یہ تین حیض اس حیض کے علاوہ ہوں گے جس میں اس نے طلاق دی ہے یعنی جس حیض میں طلاق دی گئی ہے وہ حیض عدت میں شمار نہ ہوگا۔

مسئلہ: کسی نے اپنی بیماری کے زمانہ میں طلاق کی عدت ابھی پوری نہیں ہونے پائی تھی کہ وہ مرگیا تو دیکھا جائے گا کہ طلاق کی عدت کی مدت زیادہ ہے یا موت عدت کی مدت زیادہ ہے۔ جس عدت میں زیادہ دن لگیں گے وہ عدت پوری کرے اور اگر بیماری میں طلاق رجعی دی ہے اور ابھی عدت طلاق کی نہ گزری تھی کہ شوہر مرگیا تو اس عورت پر وفات کی عدت لازم ہے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں' کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

یا اللہ! ہم کو اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی سے بچالیجئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر رحم فرمایئے۔

یا اللہ! آپ کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اس وقت جہاں جہاں بھی ہیں اور دشمنوں کی رد میں ہیں' سازشوں میں ہیں۔ ان کی حفاظت فرمایئے ان کو ہدایت دیجئے اور ان کو دشمنوں سے آزاد کر دیجئے۔ اعدائے دین کی سازشوں سے ان کو بچالیجئے۔

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں' کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

عدت کے ایام میں سوگ کرنا بھی واجب ہے

وَعَنْ اُمِّ سَلْمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم قَالَ الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا لَا تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّیَابِ وَلَا الْمُمَشَّقَةَ وَلَا الْحُلِیَّ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ. (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس عورت کا شوہر وفات پا گیا وہ (عدت گزرنے تک) عصفر سے رنگا ہوا اور مٹی سے رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے اور زیور بھی نہ پہنے اور خضاب بھی نہ لگائے۔

تشریح: جب عورت کو طلاق ہو جائے یا اس کا شوہر وفات پا جائے تو عدت ختم ہونے تک اس کو اسی گھر میں رہنا ضروری ہے جس میں شوہر کے نکاح میں ہوتے ہوئے آخر وقت تک رہا کرتی تھی، اس گھر کو چھوڑ کر دوسرے گھر میں جانا جائز نہیں ہے۔ بہت سی عورتیں شوہر کی موت ہوتے ہی یا طلاق ہوتے ہی میکہ چلی جاتی ہیں۔ یہ خلاف شرع ہے اور گناہ ہے نہ اس کو جانا جائز ہے نہ سسرال والوں کا اس کو نکالنا درست ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے:

لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُیُوْتِهِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ.

البتہ جو عورت بیوہ ہو گئی ہو اور اس کے نان نفقہ کا کچھ انتظام نہ ہو تو کسی جگہ کام کاج کر کے روزی حاصل کرنے کے لئے گھر سے باہر جا سکتی ہے لیکن سورج چھپنے سے پہلے پہلے اس گھر میں آ جائے جس میں شوہر کے ساتھ رہتی تھی، عدت کے دوران گھر میں رہتے ہوئے کسی ایک ہی کوٹھڑی یا کمرے میں بیٹھے رہنا ضروری نہیں ہے، نہ یہ کوئی مسئلہ ہے جیسا کہ عورتیں سمجھتی (بلکہ گھر میں رہتے ہوئے پورے گھر میں چلے پھرے اس پر کچھ پابندی نہیں) جس عورت کو رجعی طلاق ملی ہو، عدت کے ایام میں اس کو بھی گھر سے نکلنا درست نہیں ہے، وہ بھی شوہر کے گھر میں عدت گزارے، جو عورت عدت میں ہو گھر سے نکلنے کی پابندی کے ساتھ اس پر شرعاً سوگ کی پابندی بھی عائد کی گئی ہے۔ زیب و زینت اور بناؤ سنگھار ترک کرنے کو سوگ کہتے ہیں۔ حدیث بالا میں سوگ کے بعض مسائل بتائے گئے ہیں۔ سوگ کے احکام جہاں ایسی عورت پر عائد ہوتے ہیں جس کا شوہر وفات پا گیا ہو، اس عورت کو بھی اس کی ہدایت کی گئی ہے، جس کو طلاق بائن دی گئی ہو یا طلاق مغلظہ مل گئی ہو خلاصہ یہ ہے کہ جس عورت کا شوہر وفات پا گیا ہو اور جسے ایسی طلاق ملی ہو جس کے بعد رجوع نہیں ہو سکتا اس پر عدت کے دوران سوگ کرنا بھی لازم ہے۔ جب عدت ختم ہو جائے سوگ ختم کر دے۔ چونکہ عدت کے زمانہ میں کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنا درست نہیں اور بناؤ سنگھار کی ضرورت شوہر کے لئے ہوتی ہے۔

اس لئے زمانہ عدت میں سوگ کرنے کا حکم دیا گیا، سوگ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عورت ایسا لباس اور ایسا رنگ ڈھنگ اختیار نہ کرے جس سے اس کی طرف مردوں کی طبیعت راغب ہو لہٰذا عدت گزارنے والی کے لئے (جس پر سوگ واجب ہو) یہ لازم قرار دیا گیا ہے کہ بھڑک دار کپڑے نہ پہنے،

besturdubooks.wordpress.com

خوشبو نہ لگائے‘ خوشبو میں رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے‘ زیور استعمال نہ کرے‘ باریک دانتوں کی کنگھی سے بال نہ سلجھائے اور سر میں تیل نہ ڈالے اور سرمہ لگانا درست ہے لیکن رات کو لگائے اور دن کو پونچھ ڈالے‘ سر دھونا اور غسل کرنا درست ہے لیکن خوشبو دار صابن وغیرہ استعمال نہ کرے۔ اگر سر میں درد ہونے کی وجہ سے تیل ڈالنے کی ضرورت پڑے تو بے خوشبو کا تیل ڈال دے لیکن مانگ پٹی نہ نکالے۔

جس عورت پر سوگ کرنا واجب ہے اسے پان کھا کر منہ لال کرنا اور دانتوں پر مسی ملنا‘ پھول پہننا‘ مہندی لگانا‘ ہونٹ اور ناخن پر سرخی لگانا درست نہیں۔

مسئلہ: سوگ کرنا حکم شرعی ہے‘ شوہر کے مرنے یا طلاق وخلع کے ذریعہ اس سے چھٹکارا حاصل ہونے سے۔ اگر عورت کو طبعی طور پر خوشی بھی ہوئی ہو تب بھی سوگ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کورٹ کے ذریعہ نکاح فسخ کر دیا ہو (اور وہ شرعی اصول کے مطابق فسخ ہو گیا ہو) تو ایسی عورت پر بھی عدت اور سوگ واجب ہے۔

مسئلہ: اگر نابالغ لڑکی کو طلاق مل گئی یا اس کا شوہر مر گیا تو اس پر سوگ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: جس عورت کو طلاق بائن یا طلاق مغلظہ ملی ہو اس پر یہ بھی واجب ہے کہ زمانہ عدت میں طلاق دینے والے شوہر کے گھر رہتے ہوئے اس سے پردہ کرے اور جس کو طلاق رجعی ملی ہو وہ زیب زینت سے رہے سوگ نہ کرے۔

دُعا کیجیے

یا اللہ! ہم کو اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی سے بچا لیجیے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر رحم فرمایئے۔

یا اللہ! آپ کے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اس وقت جہاں جہاں بھی ہیں اور دشمنوں کی زد میں ہیں‘ سازشوں میں ہیں۔ ان کی حفاظت فرمایئے ان کو ہدایت دیجیے اور ان کو دشمنوں سے آزاد کر دیجیے۔ اعدائے دین کی سازشوں سے ان کو بچا لیجیے۔

besturdubooks.wordpress.com

زمانہ جاہلیت میں عدت

وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ جَاءَ تِ امْرَأَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَتِيْ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا اَفَنَكْحُلُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَامَرَّتَيْنِ اَوْثَلٰثًا كُلُّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ لَاثُمَّ قَالَ اِنَّمَا هِيَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَّ قَدْ كَانَتْ اِحْدٰكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ. (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ ایک صحابی خاتون حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری لڑکی کا شوہر فوت ہوگیا ہے اور اس کی آنکھوں میں تکلیف ہے کیا ہم اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں! دو یا تین بار یہی سوال و جواب ہوا آپ نے ہر بار یہی فرمایا کہ نہیں لگا سکتے ہیں۔ اس کے بعد رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (شریعت اسلام میں) یہ عدت اور سوگ کے چار ماہ اور دس دن ہیں (اس کی پابندی مشکل معلوم ہو رہی ہے) حالانکہ جاہلیت کے زمانہ میں جب کسی عورت کا شوہر مر جاتا تو پورے ایک سال تک عدت گزارتی تھی اور ایک سال ختم ہو کر جب دوسرا سال لگتا تھا تو (اونٹ وغیرہ کی) مینگنیاں پھینکتی تھی۔

تشریح: اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں مختلف علاقوں اور مختلف قوموں میں شوہر کے مر جانے پر اس کی بیوہ پر طرح طرح کے احکام عائد کئے جاتے تھے یہ احکام مذہبی بھی ہوتے تھے اور قوم و ملکی بھی' ہندوستان کے ہندوؤں میں تو یہ قانون تھا کہ بیوہ کو اپنے مردہ شوہر کے ساتھ زندہ ہی جل جانا پڑتا تھا اس کو ستی ہونا کہتے تھے اور عرب میں یہ طریقہ تھا کہ جب عورت کا شوہر مر جاتا تو ایک سال اس کے لئے بڑا کٹھن ہوتا تھا جس کی تفصیل سنن ابوداؤد میں اس طرح مروی ہے کہ:

"جب کسی عورت کا شوہر مر جاتا تھا تو سال بھر کے لئے ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں داخل ہو جاتی تھی اور بدترین کپڑے پہن لیتی تھی اور سال گزرنے تک نہ خوشبو لگاتی نہ اور کوئی چیز (صفائی ستھرائی کی) اپنے بدن سے چھواتی تھی' جب سال ختم ہو جاتا تو کوئی چار پایہ گدھا' بکری یا پرندہ اس کے پاس لایا جاتا تھا جس سے وہ اپنی شرم کی جگہ کو رگڑتی تھی' (یہ کام ٹوٹکے کے طور پر کرتی تھی اور اس کو مصیبت کے دفع ہونے کا ذریعہ سمجھتی تھی) چونکہ سال بھر تک بدحالی میں رہ کر اس کے بدن میں زہریلے اثرات پیدا ہو جاتے تھے اس لئے) جس جانور سے وہ اپنے جسم کا مخصوص حصہ رگڑتی تھی اکثر مر جاتا تھا اس کے بعد (کوٹھڑی سے) نکلتی اور اس کو اونٹ وغیرہ کی مینگنیاں دی جاتی تھیں وہ ان مینگنیوں کو آگے پیچھے پھینکتی تھی' اس سے لوگوں کو معلوم ہو جاتا تھا کہ اس کی عدت گزر گئی ہے اور اس سے یہ فال لینا بھی مقصود تھا کہ مصیبت پھینک دی جیسا کہ یہ مینگنیاں پھینکی جا رہی ہیں' اس کے بعد اپنی مرضی کے مطابق خوشبو وغیرہ استعمال کرتی تھی۔ (سنن ابی داؤد)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کی یہ پابندی یاد دلائی اور فرمایا کہ اسلام نے صرف چار ماہ دس دن کی عدت اور سوگ رکھا ہے' جاہلیت کی کیسی کیسی مصیبتوں سے تمہاری جان چھڑائی ہے پھر بھی تم

besturdubooks.wordpress.com

اسلام کے قانون کی پاسداری سے بچنے کا راستہ نکالنا چاہتی ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنکھ میں تکلیف ہونے کے باوجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عدت والی کو سوگ میں سرمہ لگانے کی اجازت نہ دی۔ حدیث کی شرح لکھنے والے عالموں نے بتایا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت کا علاج سرمہ کے بغیر ہو سکتا تھا اور سرمہ بطور زینت لگانا چاہتی تھی۔ اس لئے منع فرمایا کیونکہ حضرت ام سلمہؓ کا فتویٰ ہے (جو سوگ والی احادیث کی راوی ہیں) کہ سوگ والی عورت علاج کی مجبوری سے رات کو سرمہ لگا سکتی ہے۔

عورت بیوہ ہو جائے تو دوسرا نکاح کر لے اس کو عیب سمجھنا جہالت ہے

ہندوؤں میں یہ عیب سمجھا جاتا تھا کہ شوہر کی موت کے بعد عورت کسی دوسرے مرد سے شادی کرے، ہر وقت کا جلاپا اور ساس نندوں کے طعنے اسے باعزت زندگی گزارنے نہ دیتے تھے۔ مذہبی قانون اور قومی رواج کے مطابق بے شوہر پوری زندگی گزارنا لازم تھی۔ اگرچہ تیرہ سال کی لڑکی بیوہ ہو جائے اور چونکہ شوہر کی ارتھی کے ساتھ جلنا مذہبی مسئلہ تھا اور سب نفرت و حقارت کا برتاؤ کرتے تھے اس لئے لامحالہ وہ شوہر کی ارتھی میں کود پڑتی تھی اور زندگی جل جانے کو نفرت کی زندگی پر ترجیح دیتی تھی۔ اس کے بالکل برعکس اسلام نے نہ صرف اجازت دی بلکہ ترغیب دی اور مستحب و مستحسن بلکہ بعض حالات میں واجب قرار دیا کہ عدت گزارنے کے بعد عورت دوسرے مرد سے نکاح کرلے وہ مر جائے تو تیسرا شوہر کرلے، وہ بھی مر جائے تو چوتھے مرد کی زوجیت میں آجائے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کر کے دکھایا، آپ کی اکثر بیویاں بیوہ تھیں جن کے پہلے شوہر فوت ہو چکے تھے، ان میں بعض وہ تھیں جو آپ سے پہلے دو شوہروں کے نکاح میں رہ چکی تھیں۔

آج کل بھی بعض قوموں میں (جو مسلمان کہلاتی ہیں) بیوہ کی دوسری شادی کو عیب سمجھا جاتا ہے اور جو بیوہ ہو جائے زندگی بھر یوں ہی بلا شوہر بیٹھی رہتی ہے خدا کی پناہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام کیا ہو اسے عیب سمجھنا بہت بڑی جہالت ہے۔ اس سے ایمان سلب ہو جانے کا خطرہ ہے۔ جن لوگوں کے ایسے خیالات ہیں توبہ کریں۔

اسلام نے عورت کو بڑا مرتبہ دیا اور اس کو اعزاز و اکرام سے نوازا ہے، پستی سے نکال کر اس کو بلندی عطا کی ہے لیکن افسوس ہے کہ عورتیں اب بھی اسلام کے احکام کو چھوڑ کر (جو سراسر رحمت ہیں) جاہلیت کی طرف دوڑ رہی ہیں۔

بعض عورتوں کا نکاح ثانی کو عیب یا ذلت کا موجب سمجھنا سخت قابل گرفت غلطی ہے

ایسی عورتیں بکثرت ہیں جو نکاح ثانی کے ترک کو اس کے فعل پر ترجیح دیتی ہیں جس کا سبب بکثرت تو یہی ہے کہ وہ نکاح ثانی کو عیب سمجھتی ہیں اور بعض زبان سے بھی ایسی باتیں کہہ ڈالتی ہیں جن میں بعض باتیں تو حد کفر تک پہنچ جاتی ہیں اور بعض عیب بھی نہیں سمجھتی لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ عورتیں بھی بے نکاح بیٹھے رہنے کو زیادہ عزت کا سبب سمجھتی ہیں۔ اور یہ بھی حقیقت اک چھپا چور ہے۔ جس کا وطن اس سرحد کفر میں داخل نہیں مگر اس کے جوار (قرب) میں ضرور ہے ورنہ کامل مسلمان کیا وجہ کہ خلاف سنت زیادہ اعزاز کا سبب سمجھے۔ اور بعض غریب ایسی بھی ہیں جو نکاح کو ہر طرح مستحسن سمجھتی ہیں اس سے ذرا بھی انقباض (ناپسندیدگی نہیں مگر جاتی ہیں کہ بچے ضائع ہو جائیں گے یا کہ کوئی اس کو قبول نہیں کرتا بلکہ یہ دونوں مغرور ہیں بلکہ پہلی تو ماجور (ثواب پانے والی) ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

شوہر کے علاوہ کسی کی موت پر سوگ کرنے کا حکم

وَعَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَتْ لَمَّا اَتٰی اُمَّ حَبِيْبَةَ نَعْیُ اَبِیْ سُفْيَانَ دَعَتْ فِی الْيَوْمِ الثَّالِثِ بِصُفْرَةٍ فَمَسَحَتْ بِهٖ ذِرَاعَيْهَا وَعَارِضَيْهَا وَقَالَتْ كُنْتُ عَنْ هٰذِهٖ غَنِيَّةً سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ فَاِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا۔

ترجمہ: حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے بیان فرمایا کہ جب ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو (ان کے والد) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر پہنچی تو انہوں نے تیسرے دن خوشبو منگائی جو زرد رنگ کی تھی اور اپنی بانہوں اور رخساروں پر ملی اور فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی (لیکن اس ڈر سے کہ کہیں تین دن سے زائد سوگ کرنے والیوں میں شمار نہ ہو جاؤں میں نے خوشبو لگالی) میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایسی عورت کے لئے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں ہے کہ (کسی میت پر) تین دن تین رات سے زیادہ سوگ کرے سوائے شوہر کے کہ اس (کی موت ہو جانے) پر چار مہینہ دس دن سوگ کرے۔ (صحیح مسلم)

تشریح: جس کپڑے سے مردوں کو کشش ہوتی ہے اس کو نہ پہنے اور خوشبو سرمہ مہندی اور زیب و زینت کی دوسری چیزیں ترک کرنے کو سوگ کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل گزشتہ حدیث کے ذیل میں گزر چکی ہیں، جس عورت کا شوہر مر جائے اس کی عدت حمل نہ ہونے کی صورت میں چار مہینہ دس دن ہے اور حمل ہو تو وضع حمل پر اس کی عدت پوری ہوگی اور دونوں صورتوں میں جب تک عدت نہ گزرے اس پر سوگ کی حالت میں رہنا واجب ہے۔

کیا شوہر کے علاوہ کسی کی موت پر سوگ کرنے کی گنجائش ہے؟ اگر گنجائش ہے تو کتنے دن سوگ کیا جا سکتا ہے۔ حدیث بالا میں اس سوال کا جواب دیا ہے کہ شوہر کے علاوہ دوسرے کسی عزیز قریب (بیٹا باپ وغیرہ) کی موت پر بھی عورت کو سوگ کرنے کی اجازت ہے لیکن صرف تین دن تین رات تک سوگ کر سکتی ہے۔ اس سے زیادہ سوگ کرنا حلال نہیں ہے جیسا کہ حدیث بالا سے بالکل واضح ہو رہا ہے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے تھیں، ان کے والد حضرت سفیان رضی اللہ عنہ تھے جب ان کی وفات کی خبر سنی تو حضرت ام حبیبہؓ نے دو دن کوئی خوشبو نہ لگائی پھر تیسرے دن خوشبو منگا کر لگائی اور ارشاد فرمایا کہ مجھے اس وقت خوشبو لگانے کی بالکل کوئی ضرورت نہ تھی لیکن حدیث کی وعید سے بچنے کے لئے خوشبو استعمال کی ہے ایسا نہ ہو کہ خوشبو نہ لگانا سوگ میں شامل ہو جائے اور یہ سوگ تین دن سے آگے بڑھ جائے اس لئے تین دن پورے ہونے سے پہلے ہی خوشبو لگالی تا کہ گناہ کا احتمال ہی نہ رہے، ایسا ہی واقعہ حضرت زینبؓ بنت جحش کو پیش آیا یہ بھی ازواج مطہرات میں سے تھیں، جب ان کے بھائی کی موت کی خبر آئی تو انہوں نے خوشبو منگا کر لگائی اور اسی

besturdubooks.wordpress.com

حدیث کی روایت کی جو حدیث حضرت اُمِ حبیبہؓ نے اپنے والد کی موت کے بعد (تیسرے دن) خوشبو لگا کر سنائی۔

جن حضرات نے حدیث کی تشریحات لکھی ہیں انہوں نے فرمایا ہے کہ حضرت اُمِ حبیبہؓ نے جو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ شوہر کے علاوہ کسی دوسرے عزیز کی موت پر بھی سوگ کرنا جائز ہے، یعنی واجب تو نہیں ہے جس کے ترک سے گناہ ہو لیکن طبعی طور پر چونکہ عورت کو رنج زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے اسے اجازت دی گئی کہ تین دن تک بناؤ سنگھار نہ کرے تو ایسا کر سکتی ہے البتہ تین دن کے بعد شوہر کے علاوہ کسی دوسرے کی موت پر سوگ کرے گی تو گنہگار ہوگی، یہ تین دن والی اجازت بھی عورت کے لئے ہے، مردوں کو سوگ کرنے کی اجازت کسی حدیث سے ثابت نہیں۔

آج کل ایک بڑی مصیبت یہ ہے کہ عمل کرنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال و اقوال کو سامنے نہیں رکھا جاتا بلکہ ازواج اور طبیعت کے تقاضوں پر چلتے ہیں۔ رنج و غم سوگ وغیرہ کے سلسلے میں بھی خدا اور رسول کی نافرمانیاں ہوتی ہیں۔ شوہر کی موت پر سوگ کے لئے کہا جاتا ہے تو اس کو برا مانتی ہیں بلکہ عدت کے زمانہ میں گھر میں رہنے کی شرعی پابندی کی بھی خلاف ورزی کرتی ہیں اور خود سے سوگ کرنے میں آئیں تو شوہر کے علاوہ کسی دوسرے کی موت پر ہفتوں سوگ کرلیں۔ دینی احکام کو پس پشت ڈالنے کا یہ مزاج بہت برا ہے، اس کی وجہ سے گناہوں میں اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا ہے، اللہ جل شانہ ہم سب کو اسلام کے حکموں پر چلنے اور مرمٹنے کی توفیق دے۔

دُعا کیجئے

یا اللہ! ہم کو اپنی عبادات و طاعات خاصہ کی توفیق اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق فرمائیے۔

یا اللہ! یا اللہ لغزشوں سے نفس و شیطان کے مکائد سے ہم کو محفوظ فرمائیے۔

یا اللہ! مجبوراً معاشرہ کے غلبہ سے اور نفس و شیطان کے غلبہ سے ہم سے جو فسق و فجور کے کام ہوئے ہیں ہم ان سے نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ دینے کا عزم کرتے ہیں۔ مگر ڈرتے ہیں کہ پھر ہم سے ان کا ارتکاب ہو جائے گا۔ یا اللہ آپ ہی محافظ حقیقی ہیں۔ رحم کرنے والے ہیں ہم پر رحم فرمائیے، ہمیں محفوظ رکھئے اور اپنا مورد رحمت بنا لیجئے۔

یا اللہ! ہم سے زیادہ محتاج اور کون ہے، ہم آپ کے فضل و کرم کے بہت محتاج ہیں، ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لیجئے، اپنے نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار، سچا اُمتی بنا دیجئے،

یا اللہ! تمام لعنت زدہ کاموں سے ہمیں بچا لیجئے کہ ہم جن سے آپ ناراض ہوتے ہیں۔ یا اللہ ہم آپ کے مواخذہ کو برداشت نہیں کر سکتے نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔

besturdubooks.wordpress.com

شیعوں کا ماتم اور سیاہ کپڑے

وَعَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِىْ سَلَمَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَتْ لَمَّا اَتٰى اُمَّ حَبِيْبَةَ نَعْىُ اَبِىْ سُفْيَانَ دَعَتْ فِى الْيَوْمِ الثَّالِثِ بِصُفْرَةٍ فَمَسَحَتْ بِهٖ ذِرَاعَيْهَا وَعَارِضَيْهَا وَقَالَتْ كُنْتُ عَنْ هٰذِهٖ غَنِيَّةً سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَاِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا۔

ترجمہ: حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے بیان فرمایا کہ جب ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو (ان کے والد) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر پہنچی تو انہوں نے تیسرے دن خوشبو منگائی جو زرد رنگ کی تھی اور اپنی بانہوں اور رخساروں پر ملی اور فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی (لیکن اس ڈر سے کہ کہیں تین دن سے زائد سوگ کرنے والیوں میں شمار نہ ہو جاؤں میں نے خوشبو لگالی) میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایسی عورت کے لئے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں ہے کہ (کسی میت پر) تین دن تین رات سے زیادہ سوگ کرے سوائے شوہر کے کہ اس (کی موت ہو جانے) پر چار مہینہ دس دن سوگ کرے۔ (صحیح مسلم)

یہ سوگ کا سلسلہ محرم کے مہینے میں بڑا زور پکڑ لیتا ہے۔ شیعوں کی دیکھا دیکھی بہت سے سنی ہونے کے دعوے دار بھی محرم میں سوگوار بن جاتے ہیں۔ اس ماہ میں اور خصوصاً شروع کے دس دنوں میں میاں بیوی والی محبت ترک کر دیتے ہیں اور کالے کپڑے پہنتے ہیں بچوں کو بھی سیاہ کپڑے پہناتے ہیں۔ جس کی تفصیلات بہت زیادہ ہیں' یہ سب جہالت اور گمراہی کے طریقے ہیں۔ محرم کے مہینے میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تھی' اس شہادت کو یاد کر کے لوگ روتے ہیں' سینے پیٹتے ہیں' چاقو چھری سے گھائل ہو جاتے ہیں' جھوٹے واقعات بنا بنا کر شعر بناتے ہیں' مرثیے پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ثواب کا کام کر رہے ہیں' حالانکہ ان چیزوں میں ہرگز ثواب نہیں ہے بلکہ یہ چیزیں سراسر گناہ ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کیوں ہے۔ اسی لئے تو ہے کہ وہ اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے نواسے ہیں۔ جب باعث حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نانا جان کی ذات گرامی ہے (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہونے کی وجہ سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بھی محبت ہے) تو اس محبت کے اظہار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی کیوں خلاف ورزی کی جاتی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا کہ کسی عورت کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ شوہر کے علاوہ کسی کی موت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے اور یہ اجازت بھی صرف عورت کے لئے مرد کے لئے سوگ کرنے کی اجازت نہیں۔ پھر یہ چودہ سو سال گزر جانے کے بعد کیسا سوگ ہو رہا ہے؟ کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے خلاف چلنے والوں سے خوش ہوں گے؟ کیا ایسے نافرمانوں کے لئے جنہوں نے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی طرف سے احکام کا اضافہ کر دیا' حضرت شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حسین

besturdubooks.wordpress.com

رضی اللہ عنہ سفارش کریں گے؟ حدیث شریف میں تو آیا ہے کہ جن لوگوں نے دین محمدی میں ادل بدل کردیا ان کو حوض کوثر سے ہٹا دیا جائے گا اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔

سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ. دور ہوں دور ہوں جنہوں نے میرے دین کو بدلا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

ملا علی قاری رحمہ اللہ الموضوعات الکبیر میں لکھتے ہیں کہ:

اور رافضیوں میں بلاد عجم کے اندر مثلاً خراسان، عراق اور ماوراء النہر کے شہروں میں بڑے بڑے گناہوں کے کام رواج پائے ہوئے ہیں مثلاً کالے کپڑے پہنتے ہیں اور شہروں میں گھومتے ہیں اور اپنے سروں اور جسموں کو مختلف طریقوں سے زخمی کرتے ہیں اور اس کے مدعی ہوتے ہیں کہ یہ حضرات اہل بیت علیہم السلام سے محبت کرنے والے ہیں حالانکہ وہ ان سے بیزار ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

مرد کیلئے سوگ جائز نہیں

وَيُكْرَهُ لِلرَّجُلِ تَسْوِيْدَ الثِّيَابِ وَتَمْزِيْقُهَا لِلتَّعْزِيَةِ.

(فتاویٰ عالمگیری)

یعنی تسلی کے عنوان سے مردوں کو کالے کپڑے پہننا اور ان کو پھاڑنا جائز نہیں ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَنَابَرِیْءٌ مِمَّنْ خَلَقَ وَ صَلَقَ وَ خَرَقَ.

"میں اس سے بیزار ہوں جو (کسی کی وفات پر اظہار رنج کے لئے) سر منڈائے اور شور مچائے اور کپڑے پھاڑے"۔

کپڑے پھاڑنا مرد و عورت ہر ایک کے لئے حرام ہے۔

سب جانتے ہیں کہ خدائے پاک کے آخری رسول سرور عالم سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کامل دین دے کر دنیا سے تشریف لے گئے۔ اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا. (المائدہ)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنا انعام پورا کردیا اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کرلیا۔

چونکہ اسلام دین کامل ہے اس لئے اس میں حرام حلال کی مکمل تفصیلات موجود ہیں اور ثواب و عذاب کے کاموں سے پوری طرح آگاہ فرمادیا گیا ہے اور زندگی گزارنے کے پورے طریقے بتادیئے ہیں اور زندگی کے ہر شعبے کے بارے میں ہدایات دے دی گئی ہیں، اب کسی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ دین میں اضافہ کردے یا حلال کو حرام قرار دے دے یا حرام کو حلال کردے، خدا کی شریعت میں مردوں کے لئے سوگ نہیں اور عورتوں کے لئے شوہر کی وفات پر صرف چار ماہ دس دن سوگ کرنا واجب ہے اور کسی دوسرے عزیز کی موت پر صرف تین دن تک عورت کو سوگ کرنا جائز ہے۔ پھر حکم شرعی سے آگے بڑھ کر مردوں کو سوگ کرنا اور سوگ کے کپڑے پہننا یا عورت کو مندرجہ بالا تفصیل کے خلاف سوگ کرنا دین میں کہاں سے داخل ہوگیا، شریعت اسلامیہ نے محرم میں میاں بیوی کے ملاپ پر یا اچھے کپڑے پہننے یا مہندی لگانے یا کسی طرح کی زیب و زینت اختیار کرنے پر کوئی پابندی نہیں لگائی تو یہ پابندی اپنی طرف سے لگائی، اللہ پاک نے جو کچھ حلال قرار دیا اس کو کیوں حرام کیا؟ قرآن و حدیث کی ہدایت چھوڑ کر گمراہی میں کیوں لگے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: آپ فرمادیجئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے اس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا آپ پوچھئے کہ کیا تم کو خدا نے حکم دیا ہے یا اللہ پر افتراء کرتے ہو۔ اس آیت میں اس کی مذمت کی گئی ہے کہ اپنی جانب سے حرام کو حلال یا حلال کو حرام کرلیا جائے۔

الحمد للہ جلد ۸ مکمل ہوئی